ویلنٹائن ڈے

تاریخ، حقائق اور اسلام کی نظر میں

تالیف

عبدالوارث ساجد

ویلنٹائنز ڈے

عبدالوارث ساجد

احمد درویش

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com

فہرست

دوسرا باب:

ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار

- تیسرا باب:

پاکستانی طلباء ویلنٹائن کی راہوں پہ

چوتھا باب:

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

پانچواں باب

محبت کیا ہے؟

چھٹا باب

محبت کے دیوتا کا تہوار

ساتواں باب:

ویلنٹائن کی محبتوں کا انجام

آٹھواں باب:

محبت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر

نواں باب:

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت

بیسواں باب

محبت کا تہوار (ویلنٹائن ڈے) ہم کیوں منائیں؟

گیارہواں باب:

ویلنٹائن ڈے کے متعلق علمائے کرام کے فتاوی جات

بارہواں باب:

اسلام اور پاکستان کو بچایئے

عرضِ مؤلف:

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی!

چند سال قبل کی بات ہے 14 فروری کا دن عام دنوں کی طرح آتا اور چپکے سے گزر جاتا۔ کوئی اس دن کی خصوصیت سے آشنا تھا نہ کوئی ویلنٹائن کو جانتا تھا اور نہ کیوپڈ کے کارناموں سے آگاہ تھا۔ اب کی طرح اس دن کوئی ہنگامہ ہوتا تھا نہ کوئی دل آویز واقعہ جنم لیتا۔

ایک عشرے میں نہ جانے کہاں سے وبا آئی کہ پاکستان میں بھی بڑے اہتمام سے "ویلنٹائن ڈے" منایا جانے لگا۔ مغربی تہذیب نے مشرق کا رخ کیا اور بے ہودگی و بے حیائی کا ایک سیلاب اٹھتا چلا آیا۔ اب 14 فروری کے آتے ہی ویلنٹائن ڈے کی تیاری ہونے لگتی ہے۔ میڈیا پہ خصوصی تشہیر اور پروگرام ہوتے ہیں۔ نسل نو مقصد حیات سے بے پرواہ ہوکر بے ہودگی کے وہ کھیل کھیلتی ہے کہ شیطان بھی شرمندہ ہوتا نظر آتا ہے۔ پہلے پہل یہ وبا خاص طبقے تک محدود تھی آہستہ آہستہ خاص و عام کی تمیز بھی ختم ہوگئی اور ہر طبقے کا فرد اس کی زد میں آ گیا اور تو اور ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی اس بے حیائی کا باقاعدہ سبق دیا جانے لگا ہے۔

14 فروری کو آپ بھی نظارہ کر سکتے ہیں، ویلنٹائن ڈے جسے ہم اپنی تہذیب کے منافی کچھ نہیں سمجھتے، کی سب سے زیادہ دھوم ہمارے ہی گلیوں اور گھروں میں پائی جاتی ہے۔ کالج کی بات جانے دیں پرائمری کے طلباء و طالبات بھی اب پابندی سے ویلنٹائن ڈے منانے لگے ہیں حالانکہ یہ دن منانے والوں کی ایک بڑی تعداد اس کی اہمیت و معنویت سے ناواقف ہوتی ہے مگر فلموں اور ٹی وی اشتہارات کے ذریعہ انہیں اتنا ضرور

معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اونچی سوسائٹی اور پوش کلچر کے چونچلے ہیں اور یہ کہ اس کو نہ منانے والے پسماندہ اور دقیانوسی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا خوشی خوشی عشق فرمانے کا کارنامہ انجام دینے نکلتے ہیں اور کم عمری میں ہی "بالغ" ہو جانے کا کریڈٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ اس دن کا انتظار بڑی شدت سے کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے گدھ کسی جانور کے مرنے کا۔ ایسے لوگوں پر نظر رکھنے والوں کی بات اگر درست مان لیں تو یہ لوگ انتخاب کے دنوں میں خصوصی مقررین کی طرح ایک ہی دن میں کئی کئی میٹنگیں منعقد کر ڈالتے ہیں اور ہر جگہ وہی رٹے رٹائے جملے دہراتے ہیں کہ "ہم صرف تمہارے لیے ہیں۔"

پاکستان میں یہ تہوار تیزی سے پھیلنے لگا ہے بالخصوص طبقہ اشرافیہ کو تو اپنی عیاشی کا کوئی بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔ یوں اندازہ لگایئے کہ

14 فروری 2004ء کے ویلنٹائن ڈے پر باقاعدہ کراچی کے ایک روزنامے میں ایک اشتہار شائع ہوا، لکھا تھا:

"زندہ دل عاشقوں کے لیے ویلنٹائن ڈے کا خاص پروگرام ۱۴ فروری ۲۰۰۴ کی رات محفل رقص (ڈانس پارٹی) منعقد ہو رہی ہے خواہش مند جوڑے اس محفل میں ۱۹۹۹ روپے کا ڈوزٹکٹ خرید کر شرکت کر سکتے ہیں البتہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے ممبران کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔"

اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ تہوار اور اس کو منانے والے جوڑوں کی خواہشات کیا ہیں۔ رقص و سرود میں محبت کا "اظہار" کیا گل کھلاتا ہے۔ صاحب عقل خوب جانتے ہیں۔

کچھ سال پہلے کی بات ہے لاہور میں این سی اے کے طلبہ و طالبات نے اخبارات میں بیانات جاری کرنے اور تصاویر شائع کرنے کے لیے باقاعدہ اہتمام کیا۔ طالبات نے بے ہودہ انداز کے ساتھ تصویریں اتروائیں جو پاکستان کے تمام بڑے اخبارات نے خصوصی طور پر شائع کیں۔ طلبہ و طالبات نے بڑے فخر سے کہا کہ ہم کارڈ، پھول اور چاکلیٹ کی

بھرپور خریداری سے۔ ہم تو ویلنٹائن ڈے بڑے اہتمام سے منائیں گے۔

لاہور میں طالبات کی ایک اہم درس گاہ کینئرڈ کالج میں بھی ویلنٹائن ڈے کی تقریب ہوئی جس میں خصوصی جوڑوں کو دعوت دی گئی اور کالج کی طالبات نے ایک دوسرے کو محبت بھرے تحائف اور پھول دیے اس موقع پر کالج میں ایک میوزیکل شو بھی ہوا جس میں مختلف گلوکاروں نے اپنے ''فن'' کا مظاہرہ کیا شرکاء نے ڈانس کر کے دل بہلایا اس شو میں شرکت کرنے والے بعض نوجوان کالج اور تقریب کا ماحول دیکھ کر بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہم نے ایسا بیہودہ ماحول پاکستان میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ❶

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات مغربی تہذیب کی دلدل میں ایسے گھر چکے ہیں کہ ان سے سوچنے سمجھنے کا شعور بھی ختم ہوتا نظر آرہا ہے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی کے طلباء کی تقلید میں ہر وہ کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جس میں بے حیائی و بے شرمی کا عنصر ہوتا ہے لیکن چونکہ یورپ کی نقالی کرنا ہے تو بڑی ڈھٹائی سے اس کو منایا جاتا ہے نہ اس میں کوئی پشیمانی ہوتی ہے اور نہ ندامت۔ افسوس اس بات کا ہے کہ نسل نو اپنی تہذیب سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے اپنے سلف اور آباؤ اجداد سے ناآشنائی کا عالم یہ ہے کہ ہماری اکثریت کو عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تک یاد نہیں۔ اس کے برعکس دنیا بھر کے کرکٹرز کے نام ذہن نشین ہوتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں اپنی تہذیب کو اپنانے کی بجائے مغربی تہذیب اپنانے پر توجہ صرف کرتے ہیں حتیٰ کہ اسلامی تہواروں (عیدین وغیرہ) کو بھی مغربی انداز سے گزارا جاتا ہے اور بہت سے لوگ اس کی وجہ جواز یہ پیش فرماتے ہیں کہ ہم اکیسویں صدی میں بحیثیت ایشین ٹائیگر (ایشیائی شیر) دنیا کے نقشے پر اپنا ظہور چاہتے ہیں، حالانکہ یہ اصول ہے کہ کسی قوم کا اپنی تہذیب اور تمدن کو ترک کر دینا اور اغیار کی تہذیب کو اپنانا ترقی نہیں بلکہ تنزلی کی علامت ہے۔

---

❶ (روزنامہ ایکسپریس، لاہور، ۱۶ فروری ۲۰۰۵)

اس طرف کوئی دھیان نہیں دیتا کہ یہ دن منانا غلط ہے اور اس دن کی مناسبت سے ہونے والی تقاریب میں شمولیت گناہ کی بات ہے مسلمانوں کو ایسے اجتماعات، تقریبات اور ایام سے دور رہنا چاہیے۔ لیکن ایسا کوئی نہیں سوچتا بلکہ الٹا ایسا ماحول سرکاری اداروں میں پیش کیا جانے لگا ہے جانا تھمہ سرکاری سرپرستی میں منعقد کیے جانے والے ان ایام کا واحد مقصد شعائر اسلام کی توہین ہے وہ افراد، گروہ، ادارے اور تنظیمیں جو ان غیر شرعی، غیر اسلامی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں انھیں چاہیے کہ ان سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ کیونکہ شعائر اسلامی کی توہین عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان تقریبات کا مقصد محض ثقافت کا اظہار ہے تو وہ غلط فہمی کا شکار ہیں اسلام نے جن ایام کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے ان میں خصوصیت کے ساتھ عیدین، خلفاء راشدین کے ایام قابل ذکر ہیں، بدقسمتی سے سیکولر اذہان کی حامل شخصیات نام نہاد ترقی پسندیت کے قائل افراد اور یہود و ہنود کے پیسوں پر پلنے والی این جی اوز ان تقریبات کو میڈیا کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فروغ دے رہی ہیں ان کے مقاصد یہی ہیں کہ مسلمان اپنی دینی تعلیمات سے دور ہو کر ایسے معاملات میں الجھ جائیں جو انھیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات نبوی ﷺ سے دور کردیں۔

ویلنٹائن ڈے منانے کا مطلب مشرک رومی اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار کرنا ہے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انھیں میں سے ہے۔" (احمد، ترمذی)

بلاشبہ موجودہ دور میں ویلنٹائن ڈے منانے کا مقصد ایمان اور کفر کی تمیز کے بغیر تمام لوگوں کے درمیان محبت قائم کرنا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کفار سے دلی محبت ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ ﷺ نہیں دیکھیں گے ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہی ہوں۔" (المجادلہ ۲۲)

کون نہیں جانتا کہ ویلنٹائن ڈے پر نکاح کے بندھن سے قطع تعلق آزاد اور رومانوی قسم کی محبت کا اظہار کیا جاتا ہے جس میں لڑکے لڑکیوں کو آزادانہ ماں باپ اور کارڈز کا تبادلہ اور غیر اخلاقی حرکات کا نتیجہ زنا اور بد اخلاقی کی صورت میں نکلتا ہے جو اس بات کا اظہار ہے کہ ہمیں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ تعلق پر کوئی اعتراض نہیں، اہل مغرب کی طرح ہمیں اپنی بیٹیوں سے عفت مطلوب نہیں اور اپنے نوجوانوں سے پاک دامنی درکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (النور:19)

نبی اکرم ﷺ نے جو معاشرہ قائم فرمایا اس کی بنیاد حیا پر رکھی جس میں زنا کرنا ہی نہیں اس کے اسباب پھیلانا بھی ایک جرم تھا۔ مگر اب لگتا ہے کہ آپ ﷺ کے امتی حیاء کے اس ''بھاری بوجھ'' کو زیادہ دیر تک اٹھانے کے لیے تیار نہیں بلکہ اب وہ حیاء کے بجائے وہی کریں گے جو ان کا دل چاہے گا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: ''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو تمہارا جی چاہے کرو۔'' (بخاری)

آج ''ویلنٹائن ڈے'' پہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سوائے تباہی بربادی کے کچھ نہیں۔ ہم نے انہیں نوجوانان ملت کو اس کتاب میں سیدھی راہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کا آغاز پانچ سال پہلے کیا گیا تو بعض صحافتی ذمہ داریوں کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی رہی اب بحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احباب کی دعاؤں سے یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے ہم نے اس موضوع پر جو تفصیلات تاریخی حقائق اور اسلام کی نظر میں تھیں علامۃ الناس کے سامنے پیش کر دی ہیں، راہنمائی، ہدایت اللہ کی عطا ہے وہ خوش نصیب انسان ہیں جو جان کر ہدایت یافتہ بن جاتے ہیں اور جو فحاشی و عریانی کو روشن خیالی کا نام دے کر تہواروں کے ذریعے گمراہی پہ چلنے پر بضد ہوں انہیں کوئی صراط مستقیم پہ نہیں لا سکتا اگر کوئی بندہ خدا اس شیطانی سازشوں کو سمجھ کر عریانی و فحاشی کی اس راہ سے

پلٹ آیا تو ہماری سعی و کوشش کامیاب ٹھہرے گی اللہ اسے قبول کرے۔

کتاب کی افادیت بڑھانے کے لیے ہم نے اس کے آخر میں عرب علماء کمیٹی کا ایک مقالہ بعنوان "ویلنٹائن ڈے ہم کیوں منائیں" شامل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں جناب عطاء الحمد صدیقی صاحب کا ممنون ہوں جنھوں نے پاکستان میں سب سے پہلے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنی اس پر مغز تحریر کو بطور تقریظ کتاب میں شامل کرنے کی اجازت دی۔ اپنے دوست مربی جناب احمد درویش کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے نہ صرف کتاب کو بغور دیکھا نظر ثانی فرمائی بلکہ ہر قدم پر مفید مشوروں سے نوازا۔ محترم طٰہٰ احمد الحماد (مدنی جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے) جناب راشد امین، حافظ محمد آصف سمیت ان احباب کا بھی احسان مند ہوں، جن کا ہر طرح کا ساتھ ثابت قدمی کا سبب بنا۔ محترم ضیاء الرحمٰن اور عبید القدوس بھائی کی کاوشیں بھی لائق تحسین جنھوں نے کتاب کے سرورق و تزئین میں دلچسپی و لگن سے کام لیا۔

ہمارا مقصد اس کتاب کے ذریعے نسلِ نو کو اس سازش اور تباہی کی پلاننگ سے آگاہ کرنا تھا اللہ تعالیٰ ہماری محنت کو قبول و منظور فرمائے اور اس کتاب کو بھٹکے نوجوانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے (آمین)

بقول شاعر:

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِعام رکھ دیا

عبد الوارث ساجد
جنوری 2009
دار المجاہد، شیخوپورہ

○○...○○

مقدمہ

مغرب کی تھوک

گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں ذرائع ابلاغ کی تیز رفتار ترقی نے دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس ترقی سے معلومات کے فوری تبادلے، حالات سے آگاہی اور باہمی رابطوں کے فوائد تو ضرور حاصل ہوئے لیکن بدیسی تہذیب اور درآمدی ثقافت نے ہماری معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔

اسلامیان پاکستان کی مشرقی روایات اور معاشرتی اقدار پر جن درآمدی رسومات نے نقب لگائی ہے، ان میں ایک رسم "ویلنٹائن ڈے" کی ہے۔ جسے "مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے سے درآمد کیا گیا ہے، وہ مغربی معاشرہ جہاں اخلاقیات کا وجود ڈھونڈے نہیں ملتا، خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے، مقدس رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی اور انسانیت منہ چھپانے جائے پناہ تلاش کر رہی ہے، بدقسمتی سے مغرب کی مصنوعی روشنی کی چکا چوند سے خیرہ چشم ہمارے عوام سے زیادہ خواص، اخلاق و کردار سے تہی دامان اقوام مغرب کی تھوک چاٹنا بھی اپنے لیے قابل فخر سمجھتے ہیں۔

مقام افسوس ہے کہ قومی اخبارات نے بجائے اسلامی تہذیب، اپنی قدیم مذہبی اقدار اور معاشرتی روایات کا تحفظ کرنے کے معاصر روزناموں کے ساتھ مسابقت کرتے ہوئے غیر معمولی جوش کے ساتھ "ویلنٹائن ڈے" جیسی فحاشی اور بے غیرتی پر مبنی مغربی اندازِ ثقافت کے فروغ میں شرمناک کردار ادا کیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اس دوڑ میں پرنٹ میڈیا سے بھی دو ہاتھ آگے ہے، ورنہ تو اور مشرف کے جرنیلی دور میں قد کاٹھ نکالنے والے ایک روشن خیال "عالم دین" گزشتہ سال (2008ء) میں "ویلنٹائن ڈے" کو مستحب جواز عطا کر کے

کھلے بندوں اسے منانے کی اجازت بھی دے چکے ہیں:

دوواں دل کو یہ پیڑاں تجار نے ملیں

"ویلنٹائن ڈے" منانے والوں کے نزدیک یہ دن محبت کے اظہار کا دن ہے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ جس سے محبت کا اظہار کرنا مقصود ہے اس سے راہ و رسم اور شناسائی بھی ہو، نہ اس کے لیے عمر، مرتبے اور سماجی مقام کی قید ضروری ہے۔ راہ چلتے مرد کسی عورت کو اور لڑکیاں کسی بھی لڑکے سے اظہار محبت کر سکتی ہیں۔ یعنی بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی اور سفلی جذبات کے اظہار کی کھلی آزادی۔ ویلنٹائن ڈے کے بارے مختلف روایات میں ایک مستند روایت یہ ملتی ہے:

"تیسری صدی عیسوی میں روم میں "ویلنٹائن" نامی ایک پادری تھا جو کیمانا نامی ایک خوبرو راہبہ پر فریفتہ ہو گیا۔ عیسائی تعلیمات کے مطابق پادریوں اور راہبات کے لیے تادمِ مرگ شادی حرام تھی۔ اس لیے ویلنٹائن کے لیے اپنی محبوبہ (راہبہ) سے جنسی تعلق قائم کرنا ناممکن تھا لہٰذا اس عیار پادری نے اپنی جنسی ہوس کی تسکین کے لیے راہبہ کو ورغلایا اور اسے کہا کہ "مجھے خواب میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ 14 فروری کو کوئی پادری یا راہبہ جسمانی تعلق قائم کر لیں تو ان پر زنا کی تہمت نہیں لگے گی اور نہ کوئی گناہ ہوگا۔ جوشِ محبت میں راہبہ بھی اندھی ہو گئی اور دونوں نے منہ کالا کر لیا۔ کلیسا کی روایات اور عیسائیت کا تقدس پامال ہوا، چنانچہ پوپ نے مذہبی ساکھ بچانے کے لیے دونوں کو زنا کے جرم میں قتل کروا دیا۔ کچھ عرصے بعد منچلوں نے "ویلنٹائن" کو شہیدِ محبت کا خطاب دے کر 14 فروری کو اظہار محبت کے لیے "ویلنٹائن ڈے" کے نام سے اسے باقاعدہ منانا شروع کر دیا۔"

"انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کے مطابق اس تہوار کا تعلق رومی دیوتا لوپر کالیا

(Loper Calia) سے بے قدیم روم کی مرد اس تہوار پر اپنی آشناؤں پر چھوٹے مچھوٹے کے نام نکال کر نکلتے تھے بعض اوقات یہ جوڑے باہم تحائف کا تبادلہ بھی کرتے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا یہ تہوار اب اس شکل میں سامنے آیا ہے کہ سان فرانسسکو میں "ویلنٹائن ڈے" پر ہم جنس پرست جوڑے سر عام برہنہ جلوس نکالتے ہیں اور جلوس کے شرکا اپنے جنسی اعضا پر محبوبوں کے نام کے سٹیکر چسپاں کر کے یا پینٹنگ کر کے ان کی سر عام نمائش کرتے ہیں۔

عالم کفر کی یہ سازش ہے کہ مسلم معاشرے سے دینی تشخص کو ختم کر کے کافر اور مومن کی تمیز ختم کر دیا جائے اور "من تو شدم تو من شدی" کا معاملہ ہو جائے۔ مغرب کے مشترکہ اہداف میں اولین ہدف مسلم معاشرے میں جنسی بے راہ روی اور شہوت رانی کا فروغ ہے جس کے لیے انھیں مسلم معاشرے ہی میں طبقہ کی اعلیٰ کھیپ میسر آ جاتی ہے جو سماجی نظام پر نمایاں مقام رکھتی ہے۔ طبقۂ اشرافیہ (Elite Class) سے تعلق رکھنے والا یہ گروہ ذرائع ابلاغ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تعاون سے "عوام کالانعام" کو اپنے نقش قدم پر چلنے پر مجبور کر رہا ہے۔

حیرت اس امر کی ہے کہ اقوامِ مغرب نے اشتراکیت کے خاتمے کے بعد بالاتفاق اسلام اور مسلمانوں کو اپنا دشمن اولین قرار دے کر ہر سطح پر محاذ آرائی کا آغاز کر دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی اقدار، رسوم و رواج اور ثقافت و تہذیب پر باقاعدہ طے شدہ منصوبے کے تحت تاک تاک کر حملے کیے جا رہے ہیں جدید وسائل سے لیس مختلف تحقیقاتی ادارے دن رات ان مذموم مقاصد کے لیے سرگرم ہیں۔ بڑے بڑے شہ دماغ تھنک ٹینکس کے ذریعے نت نئی رپورٹس سامنے لا رہے ہیں۔

اس کے برعکس اہل اسلام میں شاید کوئی ایسا ادارہ موجود ہو جو اس ساری صورت حال کا بہ نظر عمیق جائزہ لینے کے بعد کوئی مؤثر لائحہ عمل ترتیب دے سکے۔ معدودے چند ادارے ضرور کہیں نہ کہیں کام کر رہے ہیں تاہم ایک ان کا حلقہ اثر محدود ہے دوسرا یہ کہ ہم

اسلامی اداروں سے ان کا مضبوط تعلق قائم نہیں جب کہ عالم کفر میں [illegible] مصروف تحقیقی اور تخریبی ادارے نہ صرف ایک دوسرے سے معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں بلکہ ان کے درمیان باہمی تعاون کی فضا بھی قائم ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام کی جدوجہد آزادی کی تحریک کچلنے کے لیے بھارت و اسرائیل کی کشمیریوں کے خلاف مشترکہ کارروائیاں ڈھکی چھپی بات نہیں۔

اس مسموم اور اسلام مخالف عالمی تناظر میں ان مصنفین اور قلم کاروں کا وجود نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں جو اپنے قلم کی حرمت کا پاس رکھے ہوئے ہیں۔ خواب غفلت میں ڈوبی امت مرحومہ کو خوابیدہ نفوس اور مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑنے کے لیے اگر یہ کبھی اپنے قلم سے کبھی خنجر کا کام بھی لیتے ہیں تو کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

"ویلنٹائن ڈے" کے مصنف عبدالوارث ساجد کو اردو خواں حلقہ محض بچوں کا ادیب ہی سمجھتا ہے لیکن اس کے برعکس وہ ایک سنجیدہ فکر اور حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والا صاحب بصیرت قلم کار ہے۔ "ننھے مجاہد" کی ادارت، روزنامہ پاکستان میں انچارج چلڈرن ایڈیشن اور اپنی ابتدائی کتب کے حوالے سے بچوں کے ادب کی چھاپ تو ان سے شاید کبھی نہ اترے تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل میں جس میدان کا بھی انتخاب کریں گے اچھی روایات ہی قائم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

میں اس کتاب کو عبدالوارث ساجد کی تصنیف کی بجائے ان کے حساس اور دردمند دل کی آواز کہوں گا۔ اس تحریر میں اپنے بگڑتے ہوئے معاشرے کی فکر، بے راہ رو نوجوان نسل کے مستقبل کا اندیشہ، اور زیاں سے ہمارے [illegible] حکمرانوں کی پالیسیوں کے پیش آمدہ نتائج کی ہلکی سی جھلک تو دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عبدالوارث ساجد نے محبت کے لطیف جذبے اور کومل احساس کے بارے میں بڑے اختصار لیکن جامع انداز میں اسلامی نقطہ نظر کو بھی پیش کر دیا ہے۔ یہ کتاب دراصل دعوت فکر ہے اس کو ذرا سوچ سمجھ کے

کے لیے جو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ اور مغربی انداز کا دیوانہ ہے یہ ایک [illegible] تحفہ بھی ہے ان سارے مسلمان نوجوانوں کے لیے جو دلیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جو یقین پر قائم ہیں کہ وہ جس دین کے پیروکار ہیں یہ دین، محض نہیں بلکہ زندہ و تابندہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ عبدالوارث ساجد کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد درویش
رکن مجلس ادارت [illegible]
سابق معاون مدیر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور
۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ ہجری
16 جنوری 2009ء
لاہور

OG SO

تقریظ:
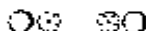
ویلنٹائن ڈے منانا ضروری ہے؟

مغربی ذرائع ابلاغ کی تعلیمات و ہدایات کے زیرِ اثر ہمارے ہاں تواتر سے طبقہ اشراف سے تعلق رکھنے والا ایک جنونی گروہ پروان چڑھ رہا ہے جس نے تہذیبِ مغرب کی بھونڈی نقالی کو اپنا ایمان بنا رکھا ہے۔ اپنے آپ کو "ماڈرن" سمجھنے اور دکھانے کا انھوں نے واحد اسلوب ہی یہ سمجھ رکھا ہے کہ اہلِ مغرب سال بھر میں جو جو تقریبات منائیں، ان کے قدم بہ قدم بلکہ سانس بہ سانس اس شاندار ہنگامہ آرائی میں دیوانہ وار شامل ہو جایا جائے۔ انھیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ آخر مغربی تہواروں کا پس منظر کیا ہے؟ ان کے لیے تو بس یہی امر کافی ہے کہ وہ CNN یا کسی اور ذرائع ابلاغ پر ایک جھلک دیکھ لیں یا معمولی سی خبر سن لیں کہ فلاں تاریخ کو مغرب کی جدید و جوان نسل کوئی تہوار منا رہی ہے۔ اس جدیدیت زدہ طبقہ کو تو تہوار منانے کا کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیے۔

نہ یہ ہندوؤں کے دیوالی، ہولی اور بسنت کے تہواروں کو منایا کرتے ہیں، نہ عیسائیوں کے کرسمس یا دیگر تہواروں میں شریک ہونے میں کوئی عیب سمجھتے ہیں۔ بظاہر یہ مسلمانوں کی اولاد ہیں، لیکن مسلمانوں کے اصل تہوار یعنی عیدین کے موقعوں پر ان کے جذبات میں کوئی خاطر خواہ تحریک ہوتی ہے نہ انھیں منانے میں انھیں کوئی لطف آتا ہے۔ بلکہ ان اسلامی تہواروں کو تو وہ "عامی" مسلمانوں کا ہی تہوار سمجھتے ہیں جن میں شریک ہونا ان کی کھوکھلی اشرافیت اور سطحی جدیدیت کے تقاضوں کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ان شریف زادوں کے روشن دماغ میں یہ سوال کبھی نہیں ابھرتا کہ کوئی سمجھ میں ان کی حرکات

کم ظرفی اور غلامانہ کیوں ہے؟ تقریبات منانے کے شغل کو یہ وسعت ظرفی اور روشن خیالی سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیچارے مرعوب اہل مغرب سے بھی بڑھ کر وسیع المشرب اور روشن خیال ہیں کیونکہ انھوں نے کبھی مسلمانوں کے تہواروں میں اسی جوش و خروش سے حصہ نہیں لیا۔

جس ''ویلنٹائن ڈے'' کو منا منا کر ہمارے بعض ''محبت کے متوالے'' ہلکان ہوتے رہے ہیں، وہ ''تقریب شریف'' تو اہل مغرب کے لیے بھی بدعت جدیدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ماضی میں یورپ میں بھی اس کو منانے والے نہ ہونے کے برابر تھے، اس دن کے متعلق مغربی ذرائع ابلاغ بھی اس قدر حساس نہیں تھے۔ اگر یہ کوئی بہت اہم یا ہر دلعزیز تہوار ہوتا تو انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں اس کا ذکر محض چار سطروں پر مبنی نہ ہوتا، جہاں معمولی واقعات کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں سینٹ ویلنٹائن کے متعلق چند سطری تعارف کے بعد ''ویلنٹائن ڈے'' کے متعلق تذکرہ محض ان الفاظ میں ملتا ہے:

> ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کو آج کل جس طرح عاشقوں کے تہوار (Love,s Fesitival) کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈ بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے، اس کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا لوپر کالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بار آوری یا پرندوں کے ''ایام اختلاط'' (Meeting Season) سے ہے۔''

گویا اس مستند حوالہ کی کتاب کے مطابق اس دن کو سینٹ سے سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بعض رومانیت پسند ادیبوں نے جدت طرازی فرماتے ہوئے اس کو خواہ مخواہ سینٹ ویلنٹائن کے سر تھوپ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ نے ماضی میں کبھی بھی اس

تہوار کو قومی یا ثقافتی تہوار کے طور پر قبول نہیں کیا، البتہ آج کے یورپ کے [illegible] تمنا نوجوانوں کا معاملہ الگ ہے۔

ایک اور انسائیکلوپیڈیا ''بک آف نالج'' میں اس دن کے بارے میں نسبتاً زیادہ تفصیلات ملتی ہیں مگر وہ بھی تاریخی صحت سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کی پہلی سطر ہی حیرت انگیز ہے۔

''۱۴ فروری محبوبوں کے لیے خاص دن ہے۔''

اس کے بعد وہی پرندوں کے اختلاط کا ملتا جلتا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

''ایک وقت تھا کہ یہ سال کا وہ وقت خیال کیا جاتا تھا جب پرندے جنسی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں اور محبت کا دیوتا نوجوان مردوں اور عورتوں کے دلوں پر تیر برسا کر انھیں گھائل کرتا ہے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ ان کے مستقبل کی خوشیاں ویلنٹائن کے تہوار سے وابستہ ہیں۔''

اس انسائیکلوپیڈیا میں ''ویلنٹائن ڈے'' کا تاریخی پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

''ویلنٹائن ڈے'' کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا (Luper Calia) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیضوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لیے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا۔

سترہویں صدی کی ایک پر امید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو

دیکھے گئے۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا
شروع کر دیا۔"

14 فروری کو سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں ہے البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو گئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا اس لیے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی میلاپ بھی کر لیں تو اسے گناہ نہ سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو "شہیدِ محبت" کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کر دیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔ بنکاک میں تو ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایک ایسی دکان کو نذرِ آتش کر دیا جس پر "ویلنٹائن کارڈ" فروخت ہو رہے تھے۔

آج کل یورپ و امریکہ میں ویلنٹائن ڈے کیسے منایا جاتا ہے اور اس کو منانے والے دراصل کون ہیں؟ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد اس دن کو محض "یوم محبت" کہنا درست نہیں ہے۔ یہ تہوار ہر اعتبار سے یوم اوباشی یا یوم اباحیت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مغرب میں "محبت" کا تصور و مفہوم یکسر مختلف ہے۔ جس جذبے کو وہاں "محبت" (Love) کا نام دیا جاتا ہے وہ درحقیقت بوالہوسی (Lust) ہے۔ مغرب کے تہذیبی لغات میں جنس، ہوس اور جنسی باؤلے پن کی تسکین کی خاطر مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کو

بھرپور ہوا دیتا ہے۔ اس معاشرے میں عشق اور فسق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ مرد و زن کی باہمی رضامندی سے ہر طرح کی شہوت رانی اور زناکاری وہاں "محبت" ہی کہلاتی ہے۔ اسی طرح ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی جانب سے "محبت" کا لفظ جنس بے راہ روی کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔

ہمارے ایک فاضل دوست جو نہ صرف امریکہ سے بین الاقوامی قانون میں پی ایچ ڈی کر کے آئے ہیں بلکہ وہاں ایک معروف یونیورسٹی میں پڑھانے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں، انھوں نے اپنے چشم دید واقعات کی روشنی میں اس کا پس منظر بیان کیا کہ حالیہ برسوں میں امریکہ اور یورپ میں اس دن کو جوش و خروش سے منانے والوں میں ہم جنس پرستی میں مبتلا نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پیش پیش تھیں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سان فرانسسکو میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہم جنس پرست خواتین اور حضرات کے بے ہنگم جلوس دیکھے۔ جلوس کے شرکاء نے اپنے سینوں اور اعضائے مخصوصہ پر اپنی محبوبوں کے نام چپکا رکھے تھے۔ وہاں یہ ایسا دن سمجھا جاتا ہے جب "محبت" کے نام پر آوارہ مرد اور عورتیں جنسی ہوسناکی کی تسکین کے شغل میں غرق رہتی ہیں۔ جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ اسی دن کیا جاتا ہے۔ ہمارے یہ دوست آج کل لاہور میں ایک پرائیویٹ لاء کالج کے پرنسپل ہیں۔ ایک جدید، روشن خیال اور وسیع المطالعہ شخص ہونے کے ساتھ ساتھ انھوں نے پاکستان میں "ویلنٹائن ڈے" منانے والوں کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے کہا کہ "میرا جی چاہتا ہے کہ اس دن کو منانے کے لیے جہاں جہاں اسٹال لگائے گئے ہیں انھیں آگ لگا دوں۔"

قدیم رومی کلچر کی روایات ہوں یا جدید مغرب کا اسلوب جنس پرستی، ان کا ہماری مذہب تعلیمات تو ایک طرف، مشرقی کلچر سے بھی دور کا واسطہ نہیں ہے۔ قدیم روم میں اس تہوار کو "خاوند کے شکار" کا دن سمجھا جاتا تھا۔ ہمارے ہاں کسی عورت کے لیے مارکیٹ میں خاوند کی تلاش میں نکل کھڑے ہونا بے حسی اور بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی ہے۔ ہمارے

خاندانی نظام میں عورت کو جو احترام حاصل ہے اس کے پیش نظر اس کی شادی بیاہ کا اہتمام اس کے خاندان کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔

"ویلنٹائن ڈے" ہر اعتبار سے "یوم اوباشی" ہے۔ اس کا اصل مقصود عورت اور مرد کے درمیان ناجائز تعلقات کو فروغ دینا بلکہ تقدس عطا کرنا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں نوجوان نسل کو ان خرافات کے مضمرات سے آگاہ نہیں کیا جا رہا۔

اخبارات میں اس "یوم" کے حوالے سے منعقدہ تقریبات کو جس طرح "کوریج" دی جاتی ہے اس سے اس کے مزید بڑھنے کا امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمارے وہ دانشور جو اسلامی کلچر کے مقابلے میں برصغیر کے قدیم کلچر کے احیاء کی بات کرتے ہیں، مغربی تہذیب کے اس بیہودہ تہوار کے خلاف آخر خاموش کیوں ہیں؟ ہندوستان کی بعض ہندو تنظیموں بشمول کانگریس نے کچھ سال قبل "ویلنٹائن ڈے" کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے لیکن ہمارے ہاں مذہبی تنظیموں اور مقامی کلچر سے "محبت" کرنے والے دانشوروں نے اس طرح کے مظاہرے نہیں کیے۔ ان کی خاموشی کو کیا معنی سمجھا جائے؟ مغرب کی ثقافتی استعماریت کا اس قدر غلبہ ہے کہ ہماری قوم کے اندر بے حسی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

گزشتہ سال "ویلنٹائن ڈے" کے موقع پر بعض اسلامی ممالک میں اجتماعی شادی کی تقریبات منعقد کی گئیں۔ ایک تقریب نامسعود کی حمایت کسی بھی طرح مستحسن اقدام نہیں۔ ہمارے صالح فکر دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ پاکستان میں "ویلنٹائن ڈے" منانے والے نوجوانوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔ ایسے افراد کی بھرپور مذمت کرنی چاہیے جو انکی خرافات کو رواج دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام میں نہ تو اجتماعی شادیوں پر کوئی پابندی ہے اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان محبت کے اظہار پر کوئی بندش ہے لیکن اس کے لیے ایک ایسے دن کا انتخاب کرنا جو مغرب کی جنس پرست تہذیب کا علامتی اظہار بن چکا ہے، کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں ہوتا۔

کیا ہمارے ذرائع ابلاغ کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ محض خبروں کی سنسنی خیز اشاعت کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل میں پاکستانی قوم کی راہنمائی کا فریضہ بھی ادا کریں؟ دعوت ہے ذرائع ابلاغ کے ذمہ داران کے لیے۔

محمد عطاء اللہ صدیقی

○❁...❁○

پہلا باب:
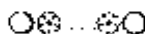
"ویلنٹائن ڈے" تاریخ کے آئینے میں

ہر تہوار چاہے اس کا تعلق مذہب سے ہو یا ثقافت سے، اس کا ایک تاریخی پس منظر ہوتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے بھی ایک کھوکھلی تاریخ رکھتا ہے مگر اس تاریخ سے قطع نظر یہ "دن" اب مغرب میں محبت کے اظہار، بے قرار دلوں کے قرار اور مچلتے ہوئے جذبوں کے لیے گرد و غبار کا دن بن گیا ہے۔ مغرب خاندان کے ادارے سے محروم ہو چکا ہے، یہ ادارہ چونکہ خوشیوں کے تمام خوشیوں کا اصل مرکز ہوتا ہے، اس لیے اس ادارے کے ٹوٹنے سے مغرب کی تمام خوشیاں چند بے ہودہ رسموں، فرسودہ تہواروں، بے حقیقت دنوں اور ہنگاموں تک محدود ہو گئی ہیں۔ اس کے برعکس مشرق میں خاندانی نظام قائم ہے جس کی وجہ سے ہر گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ ہر گھر میں قہقہے چھوٹتے اور خوشی کے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ اسی لیے ہماری تہذیب میں خاص "خوشیوں کے دن" بہت کم ہیں۔

مسرت بھی عبادت بھی:

اسلامی تہذیب میں خوشیاں بھی عبادت میں شامل ہیں۔ خوشیاں منانا، خوشیوں کا اہتمام کرنا، خود خوش رہنا اور دوسرے کو خوش رکھنا، کسی سے ملاقات کے وقت اس سے مسکرا کر ملنا، معصوم بچوں کو دیکھ کر انہیں بے تابانہ گود میں لے لینا، ان سے محبت کرنا، شفقت سے ان کا بوسہ لینا، خوشی کے وہ مظاہر ہیں جن کے نمونے روزانہ گلیوں، بازاروں اور محلوں میں نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اسلام میں بھی خوشیاں اور تہوار زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلامی تہذیب نے ان خوشیوں کے آغاز کو بھی اللہ کی یاد، عبادت اور سجدۂ شکر سے جوڑ دیا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کے دو عظیم تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا آغاز سجدۂ شکر سے ہوتا

ہے۔ یہ عہد واس بات کا اعلان ہے کہ خوشی کے اس موقع پر بھی میں اُس کے قابو میں نہیں ہوں اور اپنے رب کے روبرو بھی حاضر ہوں۔ یہ حاضری اور حضوری اس بات کا وعدہ اس عہد کا اعادہ اور اس یقین کا اظہار ہے کہ میں خوشی کے بے پناہ لمحے پہنچنے کے باوجود بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا۔ وہ کام نہ کروں گا جو میرے مالک کو ناپسند ہے۔ یہ عہد ویکین ہماری خوشیوں تہواروں اور نئے موسموں میں سادگی، متانت، سنجیدگی، بردباری اور میانہ روی کے رنگ بھرتا ہے۔

اصلی اور نقلی خوشی:

اچھے دنوں میں اچھے لوگوں کو یاد کرنا ان لوگوں کو یاد کرنا جن سے درد کے رشتے بندھے ہوئے ہیں، ان دنوں کو یاد کرنا جن کی یاد دل کو بے چین کر دیتی ہے اور ان چہروں کو یاد کرنا جن سے مل کر دل کی کلی کھل جاتی ہے، ان رفیقوں، ساتھیوں اور ہم سفروں کو یاد کرنا جن کی یادوں کے عکس آج بھی موسم بہار کے گلاب کی طرح تازہ ہیں اور ان پر شبنم کے موتی اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح بہار کی پہلی صبح فاختہ کی چونچ کے اوپر شبنم کا موتی ٹھہر گیا ہو اور صرف تم کو چمکتا ہوا نظر آ رہا ہو۔ خوشیاں کون نہیں مناتا اور یہ کہ اچھی بھی لگتی ہیں جب ہر سو خوشی کا عالم ہو تو ایسا منظر کس کو برا لگتا ہے مگر مسرت اور بے حیائی، شوخی اور چھچھورپن، خوشی اور بازاری پن میں بے پناہ فاصلہ ہے۔

خوشی کے جذبات کے اظہار کا مطلب یہ تو نہیں کہ دوسروں کے جذبات مشتعل اور مجروح کر دیے جائیں۔ مسرت اور سرشاری میں بہت فاصلہ ہے۔ ان فاصلوں کو برقرار رکھنا ہی تہذیب کا حسن اور تمدن کا کمال ہے۔ زندگی بھڑک اٹھنے کا نہ بجھ جانے کا نام ہے بلکہ زندگی سلگتے رہنے کا نام ہے۔

عریانی کا خود کاشتہ پودا

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں کے جو جذبات

شائع ہوتے ہیں، ان پیغامات میں مغربی اقدار بدلتے ہوئے معاشرتی رویوں کی بے چارگی، رسم و رواج کے نام پر فطری جذبات کچلنے کی روایت، زندگی کو زندگی کے بجائے خانے میں تبدیل کرنے کا مکمل تجربہ، قاصدوں، ہجر و وصال کے موسموں کی کہانیاں، ملنے اور بچھڑنے، بچھڑ کر ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانے کی کہانی، ٹوٹے ہوئے دلوں کے نغمے، روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو، غرض دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجزن ہوتے ہیں۔ ان پیغامات پر خوش یا مشتعل ہونے کی بجائے ہمیں اپنی طرز حیات، معاشرے اور معاشرتی رویوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔ محبت بذات خود جرم ہے نہ محبت کا اظہار مگر اس محبت کو نکاح کے روحانی اور نورانی پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ "ویلنٹائن ڈے" خوشی کے نام پر ایک ایسا خود کاشتہ پودا ہے جسے فحاشی، عریانی کے جلو میں مادر پدر آزاد مغربی تہذیب نے سینچا ہے۔ اسے مشرق کی سرزمین میں جگہ دینا اپنی تہذیب و ثقافت پر عدم اعتماد کی علامت ہے۔ مشرقی اور اسلامی تہذیب کے پاس خوشیوں کے اور بہت سے دن ہیں۔ اس مانگے تانگے کی ثقافت کی کیا ضرورت ...! جس کے "وجود" سے مغرب کی برہنہ تہذیب امڈتی چلی آتی ہے۔ آیئے اب ویلنٹائن ڈے کی تاریخ کی طرف چلتے ہیں۔

بے شرمی کی تاریخ:

اس کے متعلق جو روایت سامنے آتی ہے وہ صرف انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی ہے جس میں لکھا ہے:

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں سب سے پہلی روایت روم میں قبل مسیح کے دور سے ملتی ہے۔ جب روم کے بت پرست مشرکین 15 فروری کو جشن مناتے تھے جو Feast of the wolf یا Feas of Lupercaoius کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ جشن وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے اعزاز میں انھیں خوش کرنے کے لیے مناتے تھے۔ ان دیوی دیوتاؤں میں Pan (فطرت کا دیوتا) Febuata Jano (عورتوں اور شادی کی

دیوی (Lupercalius) اور Pastoral god (رومی دیوتا جس کے کئی دیویوں کے ساتھ عشق و محبت کے تعلقات تھے) شامل ہیں۔ اس موقع پر ایک برتن میں تمام نوجوان لڑکیوں کے نام لکھ کر ڈالے جاتے تھے جس میں سے تمام لڑکے باری باری ایک پرچی اٹھاتے اور اس طرح قرعہ اندازی کے ذریعے منتخب ہونے والی لڑکی اس لڑکے کی ایک دن، ایک سال یا تمام عمر کی ساتھی (Sexual Companion) قرار پاتی۔ یہ دونوں محبت کے اظہار کے طور پر آپس میں تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے اور بعض اوقات شادی بھی کر لیتے تھے۔

اسی طرح ویلنٹائن کارڈز پر دکھائے جانے والے نیم برہنہ اور تیر کمان اٹھائے ہوئے ''کیوپڈ'' (Cupid) اس کی تصویر بھی ویلنٹائن کی خصوصی علامت ہے اور رومن عقیدے کی رو سے وینس (محبت اور خوب صورتی کی دیوی) کا بیٹا ہے جو کہ لوگوں کو اپنے تیر سے نشانہ لگا کر محبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عیسائیت کا اثر:

جب روم میں عیسائیت منظر عام پر آئی تو عیسائیوں نے اس جشن کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے 14 فروری کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا جس دن رومیوں نے ایک عیسائی پادری ''ویلنٹائن'' کو سزائے موت دی تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ رومی بادشاہ Claudius II کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل کشت و خون کی وجہ سے جنگوں کا مرکز بنی رہی اور یہ عالم ہو گیا کہ ایک وقت میں Claudius کو اپنی فوج کے لیے مردوں کی تعداد بہت کم نظر آئی۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لیے جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بادشاہ نے اس کا حل یہ نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لیے شادیوں پر پابندی عائد کر دی تاکہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کے لیے تیار کیا جا سکے۔ اس موقع پر ایک پادری ''سینٹ ویلنٹائن'' نے خفیہ طور پر نوجوانوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا۔ جب یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ Claudius کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال کر سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ جیل میں یہ پادری

جیلر کی بیٹی کو دل دے بیٹھا جو روزانہ اس سے ملنے آیا کرتی تھی۔ لیکن یہ ایک راز تھا کیونکہ عیسائی قوانین کے مطابق پادریوں اور راہبوں کے لیے شادی یا محبت کرنا ممنوع تھا۔ اس کے باوجود عیسائی ویلنٹائن کی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ جب رومی بادشاہ نے اسے پیشکش کی کہ اگر وہ عیسائیت کو چھوڑ کر رومی خداؤں کی عبادت کرے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ بادشاہ اسے اپنی قربت دے گا اور اپنی بیٹی سے اس کی شادی بھی کر دے گا لیکن اس نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اسے رومی جشن سے ایک دن پہلے ۱۴ فروری ۲۷۰ء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مرنے سے پہلے اس نے جیلر کی بیٹی کو ایک خط لکھا جس کا خاتمہ "From Your Valentine" کے الفاظ سے کیا۔

بہت سے ویلنٹائن کارڈز پر لکھے جانے والے Greetings کے الفاظ From "Your Valentine" اسی واقعے کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہیں۔

ویلنٹائن کے نام سے کم از کم تین مختلف پادری ہیں اور تمام کی "موت" کا دن ۱۴ فروری ہے۔ ۴۹۶ء میں پوپ Gelasius نے سرکاری طور پر ۱۵ فروری کے رومی فیسٹول Lupercalia کو بدل کر ۱۴ فروری کو سینٹ ویلنٹائن ڈے منانے کا اعلان کیا اور لاٹری کے ذریعہ لڑکی کے انتخاب کی رومی رسم میں یہ رد و بدل کیا کہ پرچی میں نوجوان لڑکی کے نام کی بجائے عیسائی پادریوں کے نام لکھے جاتے اور تمام مرد اور عورتیں ایک ایک پرچی اٹھاتے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر مرد یا عورت جس عیسائی پادری کے نام کی پرچی اٹھاتا اسے اگلے سال تک اسی پادری کے طور طریقوں کو اپنانا ہوتا تھا۔ ❶

ایک عیسائی پادری "ویلنٹائن" کے حوالے سے منایا جانے والا یہ دن اس "یوم" کی تاریخ، تہوار، رسوم و رواج، تحریف در تحریف کے عمل سے گزرکر آج میں ایسی شرمناک شکل

---

❶ ماخذ: سائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، کیتھولک انسائیکلوپیڈیا

اختیار کر چکا ہے جس کی عملی، عقلی، فکری بنیادیں ابھی تک مغرب بھی تلاش کر رہا ہے۔

"ویلنٹائن ڈے" کی تاریخ ہمیں روایات کے انبار تلے دبی ملتی ہے۔ روایات کے "اسرائیلیات" سے بھی بدتر درجے کی چیز ہیں۔ جہاں تک ویلنٹائن کا تعلق ہے جس کے نام سے یہ دن منسوب کیا گیا ہے تو اصل حقیقت یہی ہے کہ کوئی مستند روایت اس کے متعلق نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس نام کے بھی کئی ایک سے زائد افراد کا ذکر ہے جس سے مختلف روایات منسوب ہیں۔

لوگوں نے اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لیے سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے کیا کچھ تخلیق کیا؟ اس کی ہلکی سی جھلک درج ذیل روایتوں میں بیان ہوئی ہے جس کا مطالعہ مغربی تہذیب میں بے حیائی، بے شرمی کی تاریخ کے آغاز کا اشارہ دیتا ہے۔

محبت کا دیوتا حسن کی دیوی

"ویلنٹائن ڈے" کے آغاز کے بارے مختلف باتیں زبان زد عام ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ وہ دن ہے جب سینٹ ویلنٹائن نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے اسے محبت کا دیوتا مان کر یہ دن اسی کے نام کر دیا۔ کئی شرکیہ عقائد کے حامل لوگ، اسے یونانی کیوپڈ (محبت کے دیوتا) اور وینس (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ لوگ کیوپڈ کو ویلنٹائن ڈے کا مرکزی کردار کہتے ہیں جو اپنی محبت کے زہر بجھے تیر نوجوان دلوں پر چلا کر انہیں گھائل کرتا تھا۔ تاریخی شواہد کے مطابق ویلنٹائن کے آغاز کے آثار قدیم رومن تہذیب کے عروج کے زمانے سے چلے آرہے ہیں۔"

جشن زرخیزی:

14 فروری کا دن رومن دیوی دیوتاؤں کی ملکہ "جونو" کی یاد میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا تھا۔ اہل روم ملکہ جونو کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام

سے موسوم کرتے تھے جب کہ 15 فروری "لیوپرکس" دیوتا کا مشہور تھا اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی مناتے تھے۔اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگ میلوں کا اہتمام ہوتا تھا اور جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔اس رسم میں لڑکیوں کے نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیے جاتے اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر جس لڑکی کا نام لکھا ہوتا تھا وہ لڑکی جشن کے اختتام تک اس نوجوان کی ساتھی بن جاتی یا یوں ان دونوں کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جاتا۔

خفیہ شادیاں:

ایک دوسری روایت کے مطابق شہنشاہ کلاڈیس دوم کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل جنگوں کی وجہ سے کشت وخون اور جنگوں کا مرکز بنی رہی۔ایک وقت کلاڈیس کی اپنی فوج کے لیے مردوں کی بہت کم تعداد میسر آئی۔جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں اور ہم سفروں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لیے جانا پسند نہ کرتے تھے۔اس کا شہنشاہ کلاڈیس نے یہ حل نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لیے شادیوں پر پابندی عائد کردی تاکہ نوجوانوں کو فوج میں شمولیت کے لیے آمادہ کیا جائے۔اس موقع پر سینٹ ویلنٹائن نے سینٹ ماریس کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر نوجوان جوڑوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا،ان کا یہ کام چھپ نہ سکا۔شہنشاہ کلاڈیس کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کرلیا گیا اور اذیتیں دے کر 14 فروری 270ء کو (بعض روایتوں کے مطابق 269ء میں) قتل کردیا گیا،اس طرح 14 فروری سینٹ ویلنٹائن کی موت کے باعث اہل روم کے لیے معتبر ومحترم دن قرار پاگیا۔"

محبت کا شہید:

14 فروری اور ویلنٹائن کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں

روم میں ویلنٹائن نام کا ایک پادری، ایک راہبہ (Nun) کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو گیا۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا۔ اس لیے ایک دن ویلنٹائن نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ جسمانی تعلقات بھی قائم کر لیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے اس پر یقین کر لیا اور دونوں جوش عشق میں سب کچھ کر گزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ کچھ عرصے بعد چند لوگوں نے انہیں محبت کا شہید جان کر عقیدت کا اظہار کیا اور ان کی یاد میں یہ دن منانا شروع کر دیا۔ ❶

ایک اور ویلنٹائن:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

"سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا۔ یہ بشپ آف ٹیرنی تھا جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں 14 فروری کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی اور وہ اسے محبت بھرے خطوط لکھا کرتا تھا۔ اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو "ویلنٹائن" کہا جاتا ہے۔ چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کی یادگار کا رتبہ حاصل ہو گیا اور برطانیہ میں اپنے منتخب محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط "پیغامات" کارڈز اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔"

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکہ اور جرمنی میں بھی منایا جانے

❶ مجلة الدعوة ذو الحجة ١٤٢١ هجري.

لگا تاہم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک یہ دن منانے کی روایت رہی۔ برطانوی کونٹری ویلز میں لکڑی کے چمچ 14 فروری کو تحفے کے طور پر دیے جانے کے لیے تراشے جاتے اور خوب صورتی کے لیے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی ہوتی تھیں جو تحفہ وصول کرنے کے لیے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ "تم میرے بند دل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتے ہو" جیسے جیسے یہ دن گزرتا گیا سال بہ سال اس میں مختلف قسم کے اعمال، رسومات اور رجحانات بھی شامل ہوتے رہے۔ ایسے ہی یہ دن چند توہمات کا بھی شکار ہو گیا، مثلاً

توہمات:

کچھ لوگ اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی ہے۔ اگر عورت کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے جب کہ زندگی بھی خوش گزرے گی اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پہ کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گزرے گی۔ امریکا میں روایت مشہور ہے کہ:

> "14 فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں سٹیم ہاؤس جا کر ڈانس کریں اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا اور جو آخری نام ان کے لبوں پہ ہوگا اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی۔"

زمانہ قدیم سے مغربی ممالک میں یہ دل چسپ روایت بھی زبان زد عام ہے کہ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں کہ آپ کی کتنی اولاد ہوگی تو ویلنٹائن ڈے پر ایک سیب درمیان سے کاٹیں۔ پھر کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے پر جتنے بیج ہوں گے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے۔ اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گزرتا ہے ان کے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہوتا ہے۔

ویلنٹائن ڈے پر مبارک بادی کارڈ کا رواج:

"تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارک باد دینے کا رواج 14 ویں صدی عیسوی میں ہوا۔ ابتدا میں رنگین کاغذوں پر واٹر کلر اور رنگین روشنائی سے کام لیا جاتا تھا جس کی مشہور اقسام کرومانک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ اور پرل پرس ویلنٹائن کارڈوں میں بٹنے لگے۔ 19 صدی کے آغاز پر ویلنٹائن کارڈ بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر چل پڑی جو اب مستقل حیثیت اختیار کرچکی ہے۔"

ان روایتوں کے سرسری مطالعے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو لفظوں کے کوزے میں کفنا دیا ہے۔ انسانی جذبات کی ناکامیاں، محرومیاں، تمدن کے اداس لمحے، کچلی ہوئی خواہشات، دبے ہوئے ارمان، جنہیں معاشرے کی غلط رسوم و رواج کے باعث فطری نشوونما، ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا۔ اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے "ویلنٹائن ڈے" کے روپ میں اپنی تمام شرارتیں لے کر آگئے ہیں۔ جن معاشروں میں انسانی جذبات کا احترام نہ ہو، انسان کے فطری مطالبات کو شائستہ اور شریفانہ طریقے سے پورا کرنے کا کوئی نظام نہ ہو اور زندگی میں حرکت، حرارت، مسرت، خوشیاں چند مخصوص لوگوں کا مقدر بن جائیں تو بغاوت مذہبی شخصیات کے مقدس ایام کے لبادے میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ "سینٹ ویلنٹائن" زندہ ہوتا تو وہ بھی اپنے نام پر ہونے والے ان جرائم کو دیکھتے ہی شرم سے پانی پانی ہو جاتا۔

ویلنٹائن کی تعداد:

تاریخ کے مطابق ویلنٹائن نام کے تین سینٹ ہوگزرے ہیں، ان تینوں میں سے دو کے تیسری صدی عیسوی میں سر قلم کر دیے گئے تھے۔ ان میں سے کسی کا تعلق اس کی تقریب سے نہ تھا، نہ ہی ان میں سے کوئی رقیق دل، وہی محبت کے جذبے سے ہی آشنا تھا۔ "انکاؤنسٹ" کی ایک رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن ڈے بہار کی آمد پر پرندوں کی مسرت

کے اظہار کی علامت ہے۔

انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلی نظم چوسر نے (1382ء میں) "پارلیمنٹ آف فاؤلز" کے زیر عنوان لکھی تھی۔ اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کے لیے کسی نہ کسی پرندے کو انتخاب کریں۔ علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر منایا جاتا تھا اور لوگ بکرے کی کھال اوڑھ کر ہر اس عورت پر پل پڑتے تھے جو انہیں نظر آتی تھی۔

اس تناظر میں ہم سوچتے ہیں کہ کیا "یوم ویلنٹائن" ایک مقدس دن کے طور پر طلوع ہوتا ہے؟ وہ تین اشخاص جن کا نام ویلنٹائن تھا اپنے دین پر چلنے کے جرم میں قتل کر دیے گئے؟ ان کی قربانی کیا اس دن کے لیے تھی کہ عیسائی اور مغربی دنیا ان کے لہو سے اپنے دلوں کی جلن کو مٹا ڈالے؟ مغربی تاریخ میں قرون وسطیٰ کی ایک اور تقریب سینٹ اوسوالڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اس روز 29 فروری کو ہر چار سال بعد لیپ کے سال کے موقع پر عورتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ اگر لیپ کا سال نہ ہو اور فروری کا مہینہ 28 تاریخ کو ختم ہونے والا ہو تو وہ رومن کیتھولک چرچ میں جا کر سینٹ اوسوالڈ کی یاد میں عبادت کرتی ہیں۔ ایک اور دن سینٹ جارج کی یاد میں 23 اپریل کو منایا جاتا ہے جو شیکسپیئر کا یوم پیدائش بھی ہے۔ اس روز گلابوں اور کتابوں کے تحفے دیے جاتے ہیں۔

بکری اور کتے کی قربانی:

ویلنٹائن ڈے 14 فروری کو ہی کیوں منایا جاتا ہے؟ بعض مؤرخین اس کی وجوہات یوں بیان کرتے ہیں کہ فروری کا وسط اہل روم کے لیے زمانہ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ 14 فروری کو رومی موسم سرما اور گرما کا عین درمیان سمجھتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ دو موسموں کے ملاپ کا دن ہے۔ اس دن اہل روم گھروں کو خصوصی طور پر صاف کرتے تھے۔ پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم، جسے "سپلٹ" کہا جاتا تھا، بکھیر دیتے تھے۔

گھروں میں خوشبودار جڑی بوٹیوں کو سلگایا جاتا تھا۔ اہل روم کا کہنا تھا کہ یہ زراعت دیوتا ''FAUNUS'' کا دن ہے۔ اہل شہر اس دن ''FAUNUS'' کے مقدس غار کے گرد جمع ہو جاتے۔ پادری مقدس دعائیں پڑھتے اور اس کے بعد ایک بکری کی قربانی اچھی فصلوں جب کہ ایک کتا روحانی درجات بلند کرنے کے لیے قربان کیا جاتا۔ اس رسم کے بعد جوان لڑکے بکری کا سر باریک باریک کاٹ دیتے۔ ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھتے اور پھر انہیں بکرے اور کتے کے خون میں ڈبوتے۔ اس خون کو وہ مقدس خون کہتے تھے۔ بعد ازاں وہ ان رسیوں کو لے کر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے۔ روم کی خواتین ان رسیوں کو بطور تبرک اپنے بدن سے مس کرتی تھیں۔

اہل روم کا خیال تھا۔ رسیاں شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آنے کی، کھیتوں میں لے جانے سے فصلیں اچھی ہونے کی اور خواتین کو مس کرنے سے خواتین کے ہاں اچھی، صحت مند اور پاک باز اولاد پیدا ہوتی۔ یہ روم کا قدیم تہوار تھا۔ مورخین کا کہنا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تہوار بدلتا رہا یہاں تک کہ ویلنٹائن کا واقعہ پیش آیا اور اس تہوار نے ''ویلنٹائن ڈے'' کی شکل اختیار کر لی۔ ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک اور دل چسپ حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے۔

جنسی اختلاط کا دن:

15 فروری سے دنیا بھر میں پرندوں کے جنسی اختلاط کے دن شروع ہوتے ہیں۔ ان دنوں نر اور مادہ پرندے ملاپ کرتے ہیں۔ انڈے دیتے ہیں اور پھر پرندوں کی مادہ ان انڈوں پر بیٹھ جاتی ہے۔ انگریزی میں اس موسم کو ''میٹنگ سیزن'' کہا جاتا ہے۔ ٹھیک اس موسم میں ویلنٹائن ڈے منانے کی ایک وجہ یہ حقیقت بھی ہے۔ مورخین یہ کہتے ہیں ویلنٹائن کہا کرتا تھا:

''جس موسم میں پرندے آپس میں ملتے ہیں اس میں انسان ایک دوسرے سے کیوں دور رہیں۔۔۔؟؟''

لہٰذا اس نے روم کے نوجوانوں کی شادیاں ان ایام میں شروع کرائیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اول اول یورپ میں یہ تہوار منایا جاتا رہا لیکن زیادہ شہرت پاسکا۔ 1414ء میں "ایجن کورٹ" کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں ڈیوک آف آرلینز کی بیوی گرفتار ہوگئی۔ ملکہ کو ٹاور آف لندن میں قید کردیا گیا۔ فروری 1415ء کو ڈیوک نے اپنی بیوی کے نام ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم کارڈ پر لکھوائی اور یہ کارڈ ٹاور آف لندن بھجوا دیا۔ یہ دنیا میں ویلنٹائن ڈے کا پہلا کارڈ تھا۔ بعد ازاں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے اس نظم کی موسیقی تیار کروائی۔ یہ موسیقی برطانیہ کے موسیقار جان لیڈ گیٹ نے ترتیب دی تھی۔ یہ ویلنٹائن ڈے کا گیت تھا۔ ملکہ وکٹوریہ نے ویلنٹائن ڈے پر کارڈ تقسیم کرنے شروع کیے۔ ملکہ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتے کے آخری دن موسیقی اور خوشبودار کارڈ اپنے عزیز واقارب کو بھجواتی تھی۔ ملکہ کی پیروی میں دوسرے عمائدین نے بھی کارڈ بنوانے اور تقسیم کرنے شروع کر دیے۔ یوں ویلنٹائن ڈے پر کارڈز بھجوانے کی رسم شروع ہوگئی۔

بھیڑ کی کھال میں لڑکیاں:

ویلنٹائن ڈے کے اس پس منظر سے آگاہی کے بعد یہ کہنا مشکل نہیں کہ یہ ایک مکمل عیسائی اور مغربی تہوار ہے اور اس تہوار کی کم از کم ساتھ مختلف قسمیں ہیں جن میں بے راہ روی کا سبق مشترک ہے۔ پانچ سو سال پہلے مذہب سے بیزار لوگوں نے ایک ایسی رسم کی داغ بیل ڈالی جو ان کے نزدیک مقدس اور ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بھی ہے۔

مقدس اس لیے کہ اہل روم اپنے دیوتا لیو پرکس کو خوش کرنے کے لیے ایک رسم ادا کرتے تھے۔ اس رسم میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنا ساتھی چنا کرتے تھے۔ طریقہ کار یہ ہوتا کہ لڑکیاں بھیڑ کی کھال میں خود کو چھپا لیتی تھیں۔ لڑکے باری باری آتے، بید کی چھڑی

سے لڑکی کی پشت پر بجلی سی ضرب لگاتے۔ ضرب لگنے پر اگر لڑکی اپنی جگہ چھوڑ دیتی تو لڑکا اسے لے کر چلا جاتا اور اگر لڑکی جگہ نہ چھوڑتی تو لڑکا آگے بڑھ جاتا۔ یہ رسم اس وقت ختم ہوتی جب آخری لڑکی بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتی۔ اس دن کو "یوم محبت" اور رسم کو "سینٹ ویلنٹائن ڈے" کا نام دیا گیا۔

زانی پادری:

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ روم کے جیل خانے میں ایک ایسے شخص کو مقید کردیا گیا جو راتوں کو لوگوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں کے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا۔ اس قیدی کا نام پادری سینٹ ویلنٹائن تھا جس کے نام سے اس تہوار کو منسوب کرکے شہرت دی گئی۔ جس جیل میں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا اس جیل کے داروغہ کی بیٹی اپنے والد کو روزانہ کھانا دینے جیل آیا کرتی تھی۔ پادری نے کسی طریقے سے اس لڑکی کو اپنی طرف مائل کرلیا جس کے نتیجے میں اسے جیل سے رہائی نصیب ہوئی۔ اس نے کچھ عرصہ داروغہ کی بیٹی کے ساتھ گزارا اور ایک دن اسے چھوڑ کر ایسا غائب ہوا کہ کچھ سراغ نہ ملا۔

ان رسموں یا باتوں میں سے کس رسم یا بات کا اطلاق ٹھیک طرح سے سینٹ ویلنٹائن ڈے پر ہوتا ہے اس کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ یورپ کے بعض ملکوں نے اس تہوار میں بڑھتی ہوئی فحاشی کو دیکھ کر اس تہوار پر مکمل پابندی عائد کردی تھی بلکہ ریاستی طاقت کے ذریعے اسے بالکل ختم کردیا تھا مگر برطانیہ کے بادشاہ چارلس دوئم نے نہ صرف اس تہوار کو دوبارہ شروع کیا تھا بلکہ اس کی سرپرستی بھی کی۔

دولت کمانے کا ذریعہ:

یورپ کے بعد جب یہ تہوار امریکا پہنچا تو امریکی تاجروں نے اسے دولت کمانے کا بہترین ذریعہ بنا لیا۔ اس تہوار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے انہوں نے اس میں طرح طرح کے رنگ بھرنے شروع کیے۔ جب لوگوں کی دلچسپی اس تہوار میں بڑھنے لگی تو ان

تاجروں نے بھرپور طریقے سے مالی فوائد سمیٹنا شروع کر دیے۔ [illegible] کے ویلنٹائن کارڈ جاری کر دیے گئے، جس سے انہیں لاکھوں ڈالر کا منافع ملا۔ تاجروں کی پُرکشش ترغیبات کی وجہ سے منافع کی رقم کروڑوں ڈالر تک پہنچ گئی۔ پاکستان میں چند سالوں کے دوران ویلنٹائن ڈے کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں انہی تاجروں اور تجارتی کمپنیوں کا ہاتھ ہے جو نت نئے طریقوں سے اس کی تشہیر کرتی ہیں اور بعد ازاں اپنی مصنوعات کی فروخت سے پیسہ کماتی ہیں۔

پاکستان میں ویلنٹائن ڈے

پاکستان میں یہ تہوار بڑی تیزی سے مختلف این جی اوز اور نام نہاد قلم کاروں کے ذریعے اپنے پاؤں پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا الیکٹرونک میڈیا بھرپور طریقے سے اس کی تشہیر کر رہا ہے۔ رہی پرنٹ میڈیا کی بات تو وہ بھی آہستہ آہستہ ان کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ نیز ویلنٹائن ڈے کے بارے میں فضول دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس تہوار کو منانے میں دینی اعتبار سے کوئی حرج یا برائی نہیں ہے۔ یقیناً آزاد خیال لوگوں کے لیے اس تہوار میں اعتراض والی کوئی چیز نہیں ہے لیکن وہ اس حقیقت سے کیوں آنکھیں چراتے ہیں کہ اگر اس تہوار میں کوئی برائی نہیں تھی تو یورپ کے بعض ملکوں نے اس پر کیوں پابندی عائد کی تھی؟؟ کیا یورپ و امریکہ میں عیسائی قوم بھی اسی شان و شوکت سے مسلمانوں کا کوئی تہوار مناتی ہے؟ ہرگز، اس کا جواب نفی میں ہے۔

ہندوؤں نے جب ویلنٹائن ڈے کا تہوار ہندوستان میں منانے کو اپنی ثقافت پر حملہ قرار دیا ہے! ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کے تہوار کو اپنی ثقافت کے لیے خطرہ قرار دے رہا ہے اور ایک ہم ہیں کہ والہانہ انداز میں غیر مذہب کے تہوار کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ مذہب سے قطع نظر اگر ذاتی حوالے سے دیکھیں تو بھی ایک شریف اور سنجیدہ شہری

کے لیے بے سوائے بے ہودگی کے کچھ نہیں۔ کیا کوئی غیرت مند اس بات کو برداشت کرے گا کہ کسی غیر مرد کا پیغام الفت اس کی بیوی، بیٹی یا بہن کے لیے آئے یا وہ ٹی وی، ریڈیو، اخبارات کی زینت بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تہوار کے ذریعے ہماری اسلامی روایات کو تباہ اور معاشرتی اقدار کو برباد کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ مغرب اور غیر مذاہب کے تہوار منانے کے یہ کون سے طریقے ہیں اور ان کی سرپرستی کیا معنی رکھتی ہے! سینٹ ویلنٹائن کی بے معنی اور غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے اپنی تہذیب پر بدنما داغ ہیں۔ پاکیزہ جذبوں کے حوالے سے یورپ یا امریکا ہماری کیا رہنمائی کریں گے جو خود ان لطیف جذبوں سے ناآشنا اور گمراہیوں کے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ مسلمانوں میں بسنت جیسے ہندوانہ تہوار کے بعد عیسائی قوم کے پادری سینٹ ویلنٹائن کے مکروفریب پر مبنی داستان کو ہم پر زبردستی کیوں لادا جا رہا ہے؟ قوم کو اس تہوار کی نسبت سے ناچ گانے اور عیش عشرت کے اندھے کنوئیں میں دھکیل کر ترقی کن لوگوں کے عزائم کی تکمیل کی جا رہی ہے۔

ویلنٹائن ڈے کے اس تاریخی پس منظر سے آگاہی کے بعد کوئی صاحب بصیرت انسان اس بات سے انکاری نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ یوم اوباشی کلی طور پر فحاشی، عریانی، بے حیائی اور بد تہذیبی پر مبنی ہے۔ باعث افسوس ہے کہ اب مسلمان بھی اس بے حیا، بے شرم اور دوسروں کی بیٹیوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے والے عیسائی پادری کی روایات کو زندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جنسی بے راہ روی کا فروغ:

تاریخ "ویلنٹائن" کو محبت کا جذبہ رکھنے والا ایک بزرگ کہے یا بدکردار انسان، یہ ایک الگ بحث ہے مگر یہ بات ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ "ویلنٹائن ڈے" بے حیائی کو فروغ دینے کا باعث ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے قریب لانا

ہے اور جنسی بے راہ روی کو محبت کا لبادہ پہناتا ہے۔ ایک مسلم معاشرہ اس بات کی قطعی طور
پر اجازت نہیں دیتا کہ ایک مرد غیر عورت کو یا ایک عورت کسی غیر مرد کو دوست بنا لے اور
اس کے ساتھ اخلاقیات کی حدود عبور کرے۔ چاکلیٹ، کارڈز اور پھولوں کے تحفوں کے
ساتھ ساتھ نازیبا طور پر مشتمل کتب اور تحائف ایک دوسرے کو پیش کریں۔ یہ روایات
اہل مغرب کے لیے تو تفریح اور دل لگی ہیں مگر ہمارے معاشرے کے منہ پر ایک طمانچہ
ہیں!
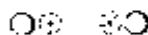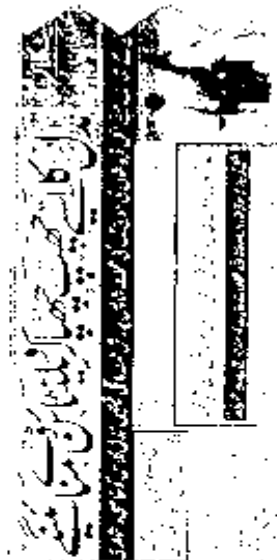
○ ○ ○

دوسرا باب:

ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار

کسی بھی تحریک یا مہم کے پیچھے میں میڈیا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ عوام الناس چونکہ اس سے براہ راست منسلک ہوتے ہیں اس لیے ہر وہ چیز ان کے قلوب واذہان پر اثر کرتی ہے جو میڈیا کے ذریعے تشہیر پاتی ہے۔ "ویلنٹائن ڈے" کے فروغ میں بھی مغربی میڈیا کے ساتھ ساتھ مشرقی میڈیا اور بالخصوص پاکستان کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے خوب کردار ادا کیا۔ چند سالوں میں اس تہوار نما بدعت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب پاکستان کے ہر شہر کے چھوٹے سے چھوٹے گلی محلے میں بھی آوارہ اور بدمعاش قسم کے لفنگے شریف زادیوں کو پھول پیش کر کے اظہار محبت کرتے نظر آنے لگے ہیں۔ شرم وحیا اور غیرت کا جنازہ نکالنے میں میڈیا نے جو کردار ادا کیا اس کی چند جھلکیاں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

<u>آوارگی کے انداز</u>

"ویلنٹائن ڈے" کے فروغ میں پاکستان کے اخبارات میں سے سب سے بڑے اردو اخبار نے سب سے زیادہ سرگرمیاں دکھائیں۔ ہر سال گزرنے کے بعد آنے والے سال میں نت نئے انداز اور طریقوں کے ساتھ اس "بدعت" کو پیش کیا۔

اس اخبار نے نہ صرف یہ کہ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر خصوصی ایڈیشن اور رنگا رنگ کے روپ بھرے "گجریلا" کے اشتہارات شائع کیے بلکہ اس دن کے آنے سے کئی دن اپنے اشتہاروں کو شائع کیا جاتا رہا جس میں ویلنٹائن ڈے کو دلچسپ اور زبردست طریقے سے منانے کے طریقے شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان کے سب سے زیادہ شائع ہونے

کے ڈائیلاڈ روز نامے نے صفحہ اول پر تین کالم میں بیس سینٹی میٹر لمبا اشتہار شائع کیا اخبار کی پیشانی کے ساتھ سرخ رنگ میں جلی حروف میں لکھا تھا ''اپنا پن'' نیچے درج تھا'' اپنے سے کسی خاص موقع پر .. کوئی لمحہ ... کوئی احساس کوئی خوشی و مسرت کسی بھی موقع پر .. پیغام دیجیے اپنوں کو ''اپنا پن'' کے ذریعے۔''

سال 2002 کے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اسی اخبار نے ایک کثیر القومی ہوٹل کمپنی کے تعاون سے اشتہارات شائع کیے جن میں نہ صرف یہ بتایا جاتا رہا کہ ویلنٹائن ڈے میں کتنے دن باقی ہیں.. بلکہ رات منانے کے لیے ہر روز کوئی نہ کوئی اچھوتا خیال بھی پیش کیا گیا جیسا کہ 7 فروری 2002 کے اخبار میں شائع شدہ اشتہار پر لکھا تھا'' ویلنٹائن ڈے .. 7 دن بعد .. فرینش آئیڈیا .. سمندر کنارے ایک شام ..''

باقی آئیڈیا دینے والے جملے کچھ یوں تھے:

- .. اس ویلنٹائن ڈے پر چاہا کسی کو اپنے لئے۔
- ... ڈنر کے لیے ٹیبل بک کرائی یا نہیں؟
- .. رکھوا ایک الارم کلاک تاکہ نہ ہو لیٹ۔
- ...... خریدو ایک کارڈ جو کہہ دے ہر بات۔
- .. ورلڈ کپ تو آتے جاتے رہیں گے .. پیار بار بار نہیں ہوتا۔
- ...... بسنت چھوڑ دل کی تار کھینچو۔
- کرکٹ میچ دیکھتے رہے تو ہو چکا دل کا میچ۔ ..

ان جملوں میں جو آئیڈیے عوام کو دیے جا رہے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارا میڈیا کس قدر بے ہودگی اور ڈھٹائی کے ساتھ آوارگی، بدچلنی اور گناہ کی دعوت عام مہیا کرتا ہے۔

''ویلنٹائن ڈے'' سے ایک روز قبل اسی اخبار نے خصوصی کلر ایڈیشن بھی شائع کیا۔ فلمی

اداکاروں کی تصویروں سے مزین اس صفحے پر عاشقوں کی نمائندگی میں ایک مضمون نگار رقم طراز ہے:

"آج کل پاکستان سمیت دنیا بھر میں ویلنٹائن ڈے (جدید محبت کا دن) منایا جا رہا ہے۔ مغرب میں لوگ یہ دن صدیوں سے مناتے چلے آ رہے ہیں۔ محبت کرنے والے جوڑے اس دن ایک دوسرے کو پھول اور تحائف پیش کرتے ہیں۔ محبت چونکہ انسان کی سرشت میں شامل ہے، شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو جو کسی سے محبت نہ کرتا ہو۔ محبت کا اظہار کوئی بری بات نہیں، لہٰذا دنیا میں ویلنٹائن ڈے منانے کی روایت بڑھتی جا رہی ہے۔"

مغرب میں اس دن کو ایک تہوار کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ مشرق والے اس سے ناآشنا رہے۔ گزشتہ صدی کے دوران جب ڈش کلچر کو فروغ حاصل ہوا تو مغرب میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے ہونے والی تقریبات کی وجہ سے ویلنٹائن ڈے دنیا کے دیگر ممالک میں بھی مقبولیت حاصل کر گیا۔

مضمون نگار "ویلنٹائن ڈے" کی افادیت اور فروغ کے متعلق مزید لکھتا ہے:

ابتداء میں محبت کرنے والے جوڑے یہ دن ایک دوسرے کو سرخ گلاب کے پھول پیش کر کے مناتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس دن کے منانے کے سلسلہ میں نئی نئی جدتیں اور روایات راہ پاتی رہیں اور محض پھولوں کی بجائے قیمتی تحائف بھی دیے جانے لگے۔ تحائف کے ساتھ ویلنٹائن کیک بھی دیے جانے لگے اور 'محبت' کرنے والے بڑے بڑے ہوٹلوں میں تقریبات بھی منعقد کرنے لگے۔ بعض ملکوں میں یہ تہوار اس قدر بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے کہ وہاں پھول کم پڑ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحائف کے انداز میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ چند برس قبل ہالی ووڈ کی اداکارہ جولین مور کے ایک پرستار نے انہیں

دل کی شکل میں ایک غبارہ تحفے میں پیش کیا تھا۔ بعض افراد ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے اپنے محبوبوں کو نظمیں بھی تحریر کر کے بھیجتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے منانے والوں کا کہنا ہے کہ یہ دن انسانی رویوں، حرکات، گفتگو اور عمل میں واضح تبدیلی بھی پیدا کرتا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے:

''پاکستان میں مختلف طبقوں کے ساتھ فنکار بھی ویلنٹائن ڈے بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ اس مرتبہ فنکار یہ دن کیسے منائیں گے یہ جاننے کے لیے مختلف فنکاروں سے گفتگو کی گئی۔ ذیل کی رپورٹ اسی گفتگو پر مبنی ہے۔''❶

سوچنے کی بات!

اس تمہید کے بعد مضمون نگار نے پاکستانی کنجروں (فنکاروں) کے لمبے چوڑے بے باکانہ خیالات نقل کیے ہیں۔ عاشق چوہدری نے اپنے اس مضمون میں اپنے مذہب پر جان دینے والے روسی پینٹ کو دیوتا قرار دے کر ہیرو بنا کر پیش کیا اور یہ بھول گئے کہ ایک غیر مذہب اپنے مذہب کی خاطر جان کی قربانی دے کر سولی پر چڑھ گیا لیکن مسلمان کیسے لوگ ہیں جو اپنے مذہب کی تعلیمات، جو ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات کی نفی کرتی ہیں کو پس پشت ڈالے غیر مذہب کے کارنامے پر فخر کر رہے ہیں اور اس کی یاد میں اپنی ہی مسلمان بچوں اور بچیوں کو محبت کے القابات دے کر پھول، کارڈ، غبارے اور کیک پیش کر رہے ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

حیا کی کمی!

پاکستان کے بھولے بھالے نوجوانوں اور دوشیزاؤں کو کھلی ڈھٹائی سے محبت والفت اور عشق کے کھیل رچانے کے درس دینے والے ان ''دانشوروں'' کی بے شرمی سے کوئی

---

❶ (روزنامہ جنگ 13 فروری 2003ء)

یونہی اظہارِ محبت کرتے ہوئے پھول، کارڈ یا کیک پیش کرے تو کیا وہ گوارا کرتے.....؟
یا پھر آوارہ قسم کے لفنگے جو اپنے آپ کو عاشق کے روپ میں پیش کرتے ہیں
ان کی بہن یا بیٹی سے کوئی یوں اعلانیہ اظہارِ محبت کرے تو ان کا ردِعمل کیا ہوگا۔۔۔؟ یقیناً وہ نہ صرف غصے سے لال پیلے ہوجائیں گے بلکہ انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ان کے اپنے گھر کی عزت کا معاملہ ہے۔ کاش! غیروں کی بیٹیوں اور بہنوں سے اظہارِ محبت کا درس دینے والے یہ بدنام لوگ پہلے اپنی بہو بیٹیوں کی طرف ایک نظر دیکھ لیا کریں تاکہ ان کی نظروں میں حیا پیدا ہوجائے اور غیر کی ماں، بہن اور بیٹی بری نظر سے بچ جائے۔

ایک اور روزنامے کے تحت ویلنٹائن ڈے کے موقع پر خیالات کا تبادلہ اور پیغامات پہنچانے کا خصوصی اہتمام کیا گیا اور اخبار کے مکمل دو صفحے ''پیغامات'' پر مشتمل شائع کیے گئے۔ اس کے ذریعے مغربی تہذیب کی دلدادہ نوجوان نسل نے ایک دوسرے کو کون سے پیغامات دیئے۔ ان کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

عاشقوں کے نام!

✿...... شکر گڑھ کی صائمہ علی کے لیے!

''میری جان! میں تمہیں اس دنیا کی سوائے محبت سے بھرے ہوئے ایک دل کے اور کوئی چیز نہیں دے سکتا۔ Happy Walentine Day''

(شکر گڑھ کے علی کی طرف سے)

✿..... اپنی رمشا کے نام!

''اپنی زندگی کی تمام خوشیاں، رعنائیاں، رنگینیاں اس خالص شخص کے نام جس نے میری زندگی میں آکر اس کو بہت خوب صورت بنا دیا۔''

(ڈاکٹر سلمان فیصل، فیصل آباد)

...... عائشہ!

"میری جان تو جہاں بھی رہے خوش وکامیاب رہے آئی لو یو! عائشہ جان!"

(مہ نقد طاہر، گوجرانوالہ)

...... عزیز از جاں۔شاہدہ!

"تمہیں زندگی کا نیا سفر مبارک ہو، اس ویلنٹائن ڈے پر میری طرف سے تمہیں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد ہو۔تمہاری چاہنے والی۔"

(ثروت نواز)

...... پیاری حمیرا!

"آئی لو یو۔تم جانتی ہو میں دل کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتا ہوں۔میری طرف سے محبت کا یہ دن تمہیں بہت بہت مبارک ہو۔"

(اے کے خان، لاہور)

...... سعدیہ!

"تم میری ہو۔میں تمہارا ہوں، ویلنٹائن ڈے محبت کی اصول یاد دلاتا ہے۔"

(سلمان شفیق، تاجوال)

...... میری جان ملک صاحب!

"آج کا دن ہماری محبت میں مزید پیار بڑھاتا ہے۔میرا سب کچھ تمہارے نام ہے۔"

(ارسلان نون، تاجوال)

...... ڈاکٹر عاصمہ جان!

"پیار ہمیشہ خوش نصیبوں کو ملتا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر اس کا اظہار کرتا ہوں کہ شاید اس ویلنٹائن پر آپ کو یقین آجائے۔سدا خوش رہو۔"

(طارق محمود، لاہور)

❁ رضوانہ!

"ویلنٹائن ڈے پر میں آپ کو بہت یاد کر رہا ہوں، ان شاء اللہ اگلے برس اسی دن 14 فروری کو ہم اکٹھے ویلنٹائن ڈے منائیں گے۔"

(ماجد بیگ مرزا، اوکاڑہ کینٹ)

❁ عزیز جہانگیر!

"اس ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں تمہیں بہت Miss کرتی ہوں۔"

(سعدیہ، اسلام آباد)

❁ مائی ڈیئر کرن!

"میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن اس لیے اظہار نہیں کرتا کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔"

(فاروق حسین، ڈیرہ غازی خان)

❁ مائی ڈیئر منگیتر زاہدہ کنول!

"میں ویلنٹائن ڈے پر آپ کو بہت زیادہ Miss کروں گا۔ ہر آنے والا دن ہماری چاہتوں اور خوشیوں بھرا ہوگا۔ میں آپ کو اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہوں۔"

(غلام عباس، گوجرانوالہ)

❁ طاہرہ بتول کے نام!

"ویلنٹائن ڈے کے موقع پر میں اپنی کلاس فیلو طاہرہ بتول کو اس دن کی مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے روزنامہ "..." کے توسط سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

(محمد شعیب فاروقی اعوان، ڈی جی خان)

❁ محسن جانی کی جان!

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، تمہاری یاد ہر لمحے مجھے آتی ہے، تمہاری مسکراہٹ مجھے بہت تڑپاتی ہے، اللہ کرے تم اسی

طرح ہمیشہ مسکراتی رہو۔" (صحیٰ ہلال شاہد)

ڈیئر عنبر!

"میری طرف سے ویلنٹائن ڈے مبارک ہو۔"

نہ دیکھو زمانے کی نظر آنکھوں سے

تجھے خبر نہیں تمہیں کتنا پیار کرتے ہیں

(نگینہ بانو۔ قمر قولی)

پیاری ہما نورا

"تم کو اس ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں خوشیاں نصیب ہوں اور تم ہمیشہ مسکراتی رہو اور سدا خوش رہو۔"

(رضوان نصیر۔ لاہور)

پیاری الف سعدیہ!

"ویلنٹائن ڈے مبارک ہو۔ستارے چاند سے محبت کرتے ہیں، خوشبو پھولوں سے محبت کرتی ہے اور میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اسٹرابیریوں کی طرح میٹھی، پھولوں کی طرح مہکتی رہو اور سدا مسکراتی رہو۔" (بیگ۔ ماہ حسین)

پیاری آسیہ!

"تمہارے چاند سے چہرے کی دید اور مسکراہٹ کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں، اگر میرے محبت بھرے دل کو تم اس قابل سمجھو تو صرف ہاں کہنا نہیں تو کچھ نہیں کہنا۔" (عاطف۔ اقبال خان، اوکاڑہ)

ڈیئر صنیفہ روشنی!

"تم بہت اچھی ہو جو غور و فکر کرتا ہے وہ اصل حقیقت پاتا ہے۔ صنیفہ روشنی! آپ کے آنگن میں ہر یوں کھلے جیسے تم چاہو جس کی تم تمنا کرو۔ میری طرف سے دلی

لگا ئیں ان کی سرخیاں کچھ یوں تھیں۔

"دنیا بھر میں محبت کے متوالوں نے ویلنٹائن ڈے منایا" "حیدر آباد میں محبت جذبوں کے ساتھ ویلنٹائن ڈے منایا گیا"

محبت کرلو جی بھرلو!

کراچی سے ہی شائع ہونے والے ایک دوسرے اخبار نے اپنی خصوصی اشاعت میں ساحل سمندر پر کھڑے لڑکے لڑکیوں کی تصاویر شائع کیں اور تین کالمی سرخی جمائی "محبت کرلو جی بھرلو"... عالمی یوم الفت پر عہد وپیمان تحائف کے تبادلے... ایک روزنامے نے اس روز کی اشاعت میں نہ صرف یہ کہ دل فریب خبروں اور تصاویر سے ویلنٹائن ڈے کا خصوصی استقبال کیا بلکہ اپنے صفحہ اول کے نصف صفحے پر مشتمل ویلنٹائن ڈے کے پیغامات شائع کرنے کا بھی خصوصی اہتمام کیا۔

سال 2004ء کے ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں دیگر اخبارات کی طرح دوپہر کے اخبارات نے بھی ویلنٹائن ڈے سے ایک ہفتہ قبل ہی اپنے اخبار کے رنگین دو صفحے "ویلنٹائن ڈے کے پیغام اپنے چاہنے والوں کے اور پیاروں کے نام" کی سرخی سے پیغامات شائع کرنے پر خاص کیے رکھے... لاہور، دوپہر کے اخباروں نے بھی یہی روایت اپنائی اور ویلنٹائن ڈے پر ہفتہ بھر مفت پیغامات شائع کرنے کا خصوصی اہتمام کیا

پاکستانی اخبارات کے ساتھ ساتھ میڈیا پر راج کرنے والا برطانیہ کا عالمی نشریاتی ادارہ "بی بی سی اردو" بھی اس میں پیش پیش رہا اور اس نے بھی "آپ کے خیالات ... ویلنٹائن ڈے آپ کیا کر رہے ہیں...؟" کے عنوان سے ریڈیو اور ویب سائٹ پر اہتمام کیا۔

پی ٹی وی کی "خدمات":

پاکستان ٹیلی ویژن نے اس "یوم محبت" کے فروغ میں جو خدمات پیش کیں اس کا

اندازہ کراچی کے معروف روزنامہ ''امت'' کے کالم نویس سیلانی کے ایک کالم سے لگایا جا سکتا ہے وہ لکھتے ہیں۔

سیلانی کے موبائل فون کی مترنم گھنٹی نے اس کی توجہ جھلمل کرتی اسکرین پر نمودار ہونے والے نمبر کی طرف کرائی...

''سیلانی بھائی السلام علیکم... عید مبارک'' آواز کسی خاتون کی تھی۔

''وعلیکم السلام...'' سیلانی کی بات منہ میں ہی رہ گئی ''میں مسز الیاس ہوں''

''اچھی بات ہے حکم کیجئے...''

''بھائی حکم کیا میں تو درخواست کررہی ہوں کہ آپ اس وقت کہاں ہیں؟''

''ابھی ابھی گھر پہنچا ہوں ہاتھ منہ دھونے والا تھا کہ...''

''بعد میں دھو لیجیے گا، پہلے ذرا ٹیلی ویژن تو آن کریں دیکھیں پی ٹی وی ورلڈ والے کیا کررہے ہیں؟'' مسز الیاس نے سیلانی کا تجسس بڑھا کر رابطہ منقطع کردیا۔

''ابھی دیکھتے ہیں'' سیلانی بڑبڑا کر اور گردن کے گرد کندھوں پر پڑا تولیہ مسہری پر اچھالتا ہوا ٹیلی ویژن کی طرف بڑھا، ہاتھ بڑھا کر بٹن دبایا اور چینل بدلا تو سامنے اسکرین پر نوجوان جوڑا نظر دکھائی دیا۔ داڑھی مونچھوں سے فارغ ملکی بالوں والا وہ برگر نوجوان صوفے کے ایک کونے پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا دوسرے کونے پر شرم وحیا سے دور ایک محترمہ ان کا ساتھ دینے کے لیے موجود تھیں۔ اس صوفے کے پیچھے دو دلوں کے کارٹون متحرک تھے جو بلکتے اچھلتے آنکھیں مٹکاتے ایک دوسرے پر واری صدقے ہورہے تھے خاصا رومان انگیز منظر تھا... پی ٹی وی ورلڈ کے سیٹ ڈیزائنر نے بہت محنت سے ویلنٹائن ڈے کی خصوصی نشریات کے لیے سیٹ بنایا تھا۔ اسکرین کے نچلے حصے پر خصوصی نشریات کے اسپانسر ''کلوز اپ'' کی اشتہاری پٹی دکھائی جارہی تھی اور وہ برگر لڑکا اور لڑکی اس نشریات کے میزبان تھے۔

"صدف! آج ڈیٹ کیا ہے؟" لڑکے نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

"14 فروری" لڑکی نے مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بتایا۔

اس مسکراتے جواب کے بعد میزبان نے 14 فروری کا تعارف کرانا ضروری سمجھا اور کیسے نہ سمجھتا ..... اس کو لایا ہی اسی مقصد کے لیے گیا تھا، وہ بتانے لگا: "یہ دن پوری دنیا کے نوجوانوں کے لیے خاص کر بہت اہم ہوتا ہے، بتایا جاتا ہے کہ ہم کسی کی بہت اسپیشل کیئر کرتے ہیں....."

صدف صاحبہ اس تعارف پر نمائشی مسکراہٹ بکھیرنے لگیں۔ سیلانی نے ٹیلی ویژن کا بٹن دبا کر اسکرین تاریک کر دی، کہ ان رنگوں سے تو تاریکی بہتر تھی۔ کاش وہ مسز الیاس کے کہنے پر ٹی وی آن نہ کرتا۔ اچھا خاصا موڈ تو آف نہ ہوتا۔ وہ برا سا منہ بنا کے باتھ روم میں گھس گیا اور جب نہا دھو کر باہر نکلا تو ٹی وی کی اسکرین پہلے والے منظر ہی پیش کر رہی تھی، فرق صرف یہ تھا کہ فری سیکس کے علم بردار چینل ویلنٹائن کا وہ چیلا قوم کی بچیوں کو میری اور آپ کی بہنوں کو ویلنٹائن ڈے منانے کا طریقہ بتا رہا تھا۔ اس نے صوفے کے پیچھے پڑی ٹرے سے گلاب کا پھول لیا اور صدف صاحبہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا ..... "کتنی خوشی ہوتی ہے جب کوئی آپ کو یہ بتائے کہ آپ اس کے لیے اسپیشل ہیں۔"

"جی بالکل" صدف نے فوراً سر ہلا دیا اور ساتھ ہی باچھیں پھیلانا شروع کر دیں۔

"اور اس کا اظہار پھول دے کر بھی ہو سکتا ہے اور اس چاکلیٹ سے بھی۔ ذرا یہ پھول لیں۔" صدف صاحبہ نے جھٹ سے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"واقعی بہت خوشی ہوتی ہے....." سیلانی دانت کچکچا کر بڑبڑایا "آپ کی بہن بھی ایسے گلدستے وصول کر کے آپ کے دل کو ٹھنڈک اور خوشی فراہم کر سکتی ہے۔۔ آپ اسے بھی چانس دیں، کیا دیں گے اجازت؟۔۔" سیلانی کی خودکلامی درمیان میں ہی رہ گئی، موبائل فون کی گھنٹی جو بول رہی تھی، اس نے فون اٹھایا، وہی... 58 کا نمبر تھا۔

"تنی باجی! دیکھ لیا آپ کا پی ٹی وی؟"

"سیلانی بھائی میری وہی مانگ، اگر ایسا ہوتا تو میں آپ کو کبھی فون نہ کرتی۔ میں تو حیران ہوں کہ پی ٹی وی کو ہو کیا گیا ہے؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا، بس آپ کو فون کر بیٹھی۔ بھائی آخر ہم کس سمت جا رہے ہیں، یہ سب کیا ہو رہا ہے۔"

"بہن! یہ وہ سمت سفر ہے، اس میں منزل نہیں تباہی ملتی ہے۔ معاشرتی انتشار ملتا ہے۔ اب کیا کہیں کہ اس انتشار کو ہمارے ارباب اختیار منزل سمجھ بیٹھے ہیں۔"

میں تو اپنی ہی نظروں سے گر گئی!

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" مسز الیاس نے سیلانی کی تائید کی اور کہنے لگیں: "سیلانی بھائی! ہم تین سال پہلے ہی کینیڈا سے آئے ہیں اور صرف اس لیے کہ بیٹی بڑی ہو رہی ہے۔ میرے شوہر انجینئر ہیں، وہاں سترہ سالوں سے رہ رہے تھے۔ رباب پیدا ہوئی تو میں نے ضد پکڑ لی کہ بس اب وطن چلو، یہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے، کل کو ہماری بیٹی بھی بوائے فرینڈز کے ساتھ گھومتی پھرے تو ہم کیا کر لیں گے؟ میرے شوہر نے بہت اعتراض کیا اور کہا "وہاں کیا کروں گا، کوئی کام نہ دھندہ" مگر میں نہ مانی، آخر کار انہیں میری ضد کے آگے ہار ماننا پڑی اور ہم یہاں چلے آئے۔ یہاں پہنچا تو ایک فراڈی انویسٹر نے دھوکا دیا اور وہ تیس لاکھ لے کر غائب ہو گیا۔ اس نقصان نے ہماری کمر توڑ دی لیکن انہوں نے ہم سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ انہوں نے تو مجھے جتایا تک نہیں۔ یہ بات مجھے چھوٹے بھائی سے پتا چلی۔ میں نے پوچھا تو طنزیہ نگاہوں سے ایسے دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں اور آؤ پاکستان...! اور آج پی ٹی وی پر ویلنٹائن ڈے کا یہ پروگرام دیکھ کر وہ دشمن کی طرح نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ سچی بات ہے سیلانی بھائی! میں تو اپنی ہی نظروں میں گر گئی۔ مجھے بتائیں اگر یہ ویلنٹائن ڈے ہی منانے تھے تو کینیڈا کیا برا تھا؟ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں نا!"

گزرے چند سالوں میں جس عیش و مستی اور "شان و شوکت" سے اہل پاکستان نے ہندووانہ تہوار "بسنت" کو منایا، اس سے ہندوستان کے ہندو تو اپنی جگہ شرم سار ہیں تہوار ہمارا تھا لیکن مسلم نام سے بھی زیادہ اہتمام اور شان سے مناتے ہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ ہے کہ ایسے میں مسلم تشخص کی بقاء کی امید بہت کم ہے۔ پاکستان میں کئی ایک صاحب اس پر آواز بھی اٹھاتے نالہ دل کہتے اور نوحہ خوانی کرتے آئے ہیں لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ سال 2003ء کے ویلنٹائن ڈے پر روزنامہ امت کے معروف صحافی احسن کوہاٹی صاحب نے نالہ دل کیا تھا شاید ان کے لکھے یہ الفاظ کسی کو راہ راست پر لے آئیں۔

غیرت کا جنازہ:

"تم انہیں صحافی کہتے ہو جرنلسٹ سمجھتے ہو ان لفظوں کے معنی بھی جانتے ہیں قلم کی حرمت کا علم ہے انہیں؟ صحافت کی ذمہ داریوں کا ادراک رکھتے ہیں یہ؟" بڑے ابا سیلانی پر برس ہی تو پڑے، غصے سے ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، گلے کی رگیں پھول گئیں، نتھنے پھولنے پچکنے لگے، سیلانی ہکا بکا کبھی کاشی بھائی کا منہ تکتا اور کبھی دروازے میں کھڑی بھابھی کو دیکھتا۔ اسے بڑے ابا کی ناراضگی کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی، آتی بھی کیسے ... اس نے جب کچھ کہا ہی نہ تھا صرف سلام ہی تو کیا تھا اور وہ بڑے ابا برس پڑے۔ وہ کاشی بھائی کے گھر آیا ہوا تھا اور ڈرائنگ روم میں پاکستان آسٹریلیا کے میچ پر ماہرانہ تبصرہ کر رہا تھا کہ بڑے ابا خلاف معمول سیلانی سے ملے بغیر دروازے کے ساتھ گزرنے لگے، کاشی بھائی نے یہ سمجھ کر کہ بڑے ابا کی مہمان پر نگاہ نہیں پڑی، انہیں متوجہ کیا "بڑے ابا! دیکھیے کون آیا ہے۔ ملک کا پانچواں ستون صحافت کا روشن ستارہ ..." بھائی جان نے یہ تعارف سیلانی کے کان کھنچوانے کے لیے کیا تھا کہ ہمیشہ کی طرح بڑے ابا چند جملے اچھال کر پرانی دل کے خریدار تھے نہ میں گے مگر وہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا، بڑے ابا سخت غصے میں تھے اور یہ سارا غصہ

سیلانی پر تھا جو بیچارہ ہکا بکا کھڑا دوسروں کو تک رہا تھا۔

"ابا جی! کیا ہوا! خیریت تو ہے طبیعت ٹھیک ہے؟" کاکی بھائی نے بڑے ابا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا "لگتا ہے آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو رہا ہے، آئیں یہاں بیٹھیں"

"ارے چھوڑو مجھے، میں خود بیٹھ سکتا ہوں، بچہ سمجھ رکھا ہے کیا"... ابا جی غصے میں بڑبڑائے۔

"بڑے ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی" کاکی بھائی نے معذرت خواہانہ انداز میں سیلانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ خود حیران تھے کہ آج بڑے ابا کو کیا ہو گیا، وہ تو سیلانی کی آمد پر بڑے خوش ہوا کرتے تھے۔ خوب گپ شپ لگاتے تھے اور سیلانی کی تحریروں کے جملے پکڑ پکڑ کر اس کے کان کھینچتے مگر آج نجانے انہیں کیا ہو گیا۔

"آخر بات ہے کیا کچھ تو پتہ چلے" کاکی بھائی نے پانی کا گلاس بڑے ابا کی طرف بڑھاتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے پانی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرے اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگے۔ بھائی جان نے پھر کچھ کہنا چاہا تو انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے خاموش کرا دیا۔ تھوڑی دیر میں ان کی حالت قدرے بہتر ہوئی تو سیلانی کی جانب متوجہ ہوئے "میاں معذرت چاہتے ہیں، ذرا خون کھول گیا ... دل میں ایک غبار اس طرح تھا جو نکل گیا"

"ارے بڑے ابا! میں بھی آپ کا بیٹا ہی ہوں، اس میں معذرت شعذرت کیسی، مجھے تو کچھ برا نہیں لگا، بزرگ اپنے بچوں کو ڈانٹیں گے تو کس کے کان پکڑیں گے"

"بڑے ابا پر الزام لگا رہے ہو" کاکی بھائی نے سیلانی کی بات کاٹی اور مسکراتے ہوئے بولے "تمہارے کان کب اور کس نے پکڑے، یہ کام تو ابھی باقی ہے"

"ہاں میاں! یہ تو ابھی باقی ہے، ادھر آؤ ادھر آؤ... یہاں بیٹھو" بڑے ابا نے سیلانی کو

اپنے پاس قالین پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب سیلانی آ بیٹھا تو کان کھینچتے ہوئے کامی بھائی سے کہا جاؤ میاں ذرا آج کا اخبار تو لے آؤ۔"

"آج کے اخبار میں کوئی خاص بات ہے کیا؟"

"خاص بات..." بڑے ابا کی پیشانی پر بل پڑ گئے "ابھی بتاتا ہوں، ابھی بتاتا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر میں کامی بھائی کان سے موبائل فون لگائے اخبار اٹھا لائے اور اخبار بڑے ابا کو دیتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئے۔

"یہ کیا ہے؟" بڑے ابا نے ملک کے سب سے بڑے کثیرالاشاعت اخبار کے صفحہ اول پر ایک چھوٹے سے اشتہار پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے "کلوزاپ" کا اشتہار تھا جس میں لکھا تھا "ویلنٹائن ڈے...... دن بعد"

"اشتہار ہے.... کلوزاپ کا" سیلانی منمنایا۔

"اشتہار" بڑے ابا نے سیلانی کے ہاتھ سے اخبار لے کر میز پر پٹخ دیا "اشتہار نہیں ہماری غیرت کا جنازہ ہے۔ اس کا مطلب جانتے ہو، پتا ہے ویلنٹائن ڈے کیا بلا ہے؟ اور یہ اخبار والے کیا کریں گے؟ یہ پیغام محبت چھاپیں گے، پیغام الفت شائع کریں گے، ناموں کے ساتھ..... اور یہ کسی کے نام بھی ہو سکتے ہیں، کسی کی بہن، بیٹی، بیوی... کے لیے، اور وہ کچھ نہیں کر سکے گا میاں! ہم صحافیوں میں کوئی غیرت، شرم و حیا نہیں رہی۔ کوئی تم لوگوں سے پوچھنے والا نہیں تو اوپر خدا کی ذات تو ہے۔ وہ تو پوچھے گی، پھر کیا بولو گے، کیا جواب دو گے؟" بڑے ابا کی نگاہیں سیلانی کے جسم کے اندر اترتی محسوس ہوئیں۔ وہ سیلانی کو گھورے جا رہے تھے اور وہ آنکھیں چرا رہا تھا، اس کے سوا کرتا بھی کیا، کیا جواب دیتا، کیا وضاحت پیش کرتا، کون سا عذر تراشتا...... اس نے چپ رہنا ہی بہتر جانا، کیونکہ صحافیوں کی صفائی کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔

"اور اور.... پتا ہے یہ ویلنٹائن ڈے کی اصل کیا ہے؟ اسے تو عیسائی چرچ بھی قبول

نہیں کرتا۔ وہ بھی اس ننگے دن کو نہیں مانتا اور ہم ہیں کہ تحفے بھیجنے کو تیار ہیں۔ بیٹے پھول دینے والوں کو کچھ پتا ہے کہ ورنہ پھولوں کے تحائف وصول کرنے والی بچیوں کو پتہ ہے۔ میاں! آرچین ہسٹری میں اس دن سے ایک نہیں تین کہانیاں منسوب ہیں۔ پہلی کہانی Feast of the wolf خونی بھیڑیے کی بھوک سے ہے۔ عیسائیت کے ابتدائی ایام کے دوران بت پرست روم یہ تہوار منایا کرتے تھے، یہ تہوار پندرہ فروری کو بھی روما جونو نامی دیوی کو خوش کرنے کے لیے منایا جاتا تھا۔ اس دن وہاں کے مرد ایک جگہ لڑکیوں کو جمع کر کے زنا کے لیے ان میں اپنا ساتھی منتخب کر لیتے اور پھر ان کی مرضی ہوتی کہ وہ ایک دن ساتھ رہیں یا دو دن یا عمر بھر اس غلاظت میں لتھڑے رہیں۔ یہ فری سیکس کا تصور تھا۔ اس تہوار کو ایک اطالوی بشپ نے عیسائیت میں شامل کر لیا۔ اس کا نام بھی سینٹ ویلنٹائن تھا وہ فوجیوں کی خفیہ شادیاں کرایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں فوجیوں کو شادیوں کی اجازت نہیں تھی۔ حکمران سمجھتے تھے کہ بال بچوں کے بکھیڑے سے فوجی ناکارہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ جب انہیں پتا چلا تو انہوں نے سینٹ کو مروا دیا۔ ایک اور سینٹ ویلنٹائن یونانیوں کا مذہبی پیشوا تھا۔ وہ جیلوں میں ظلم کا شکار ہونے والے قیدیوں کو فرار میں مدد دیتا تھا راز کھلنے پر 14 فروری 270 قبل مسیح میں اسے پھانسی دے دی گئی۔۔۔ اور ادھر ہم نے ہزاروں سال بعد اپنی غیرت کو پھانسی دینے کا رواج شروع کر دیا ہے اور تم قلم کار اس میں پیش پیش ہو۔ خدا کے لیے ہوش کرو، خدا کے لیے عقل کے ناخن لو۔۔۔!"

بڑے ابا کی بڑ اپنی جگہ تھی وہ ٹھیک کہہ رہے تھے، وہ پرانے وقتوں کے آدمی ہیں جب گھر کی زنانیاں کبھی دہلیز پار کرتی تھیں تو تانگے کے چاروں طرف چادریں بندھی ہوتی تھیں، کوئی ان کے ناخن نہیں دیکھ سکتا تھا مگر ان کو وہ کیسے بتاتا کہ بڑے ابا زمانہ بدل چکا ہے، پردہ، حجاب اور برقع بنیاد پرستی، جہالت اور خود نمائی، بے پردگی آزاد خیالی کی دلیل بن چکی ہے۔۔۔ وہ وقت لد گیا جب لوگ عزت، غیرت، شرم و حیا کے معنوں سے واقف

یہ کوئی قابلِ ذکر بات نہیں۔ قطع نظر اس کے باعث افسوس بات یہ ہے کہ ہم ان کے کاروبار میں کیوں خریدار بنے ہوئے ہیں اور ویلنٹائن ڈے کو کیوں اور کس لیے مناتے ہیں۔۔۔

مغربی میڈیا سے بڑھ چڑھ کر ان بے حیائیوں کے فروغ کا سہرا۔۔ ان بے حیائیوں کا سہرا ہمارے سب انگریزی اخباروں اور رسائل کے سر جاتا ہے اس کے علاوہ پاکستانی ٹی وی چینلز، سٹیلائٹ اور ریڈیو چینلز (FM) بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

علاوہ نیشنل کالج آف آرٹس بھی شامل ہیں۔ 2003 کے ماہ فروری کے اوائل میں کراچی میں روزنامہ "امت" کے سینئر صحافی احسن کوہاٹی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دل ہلا دینے والا واقعہ سنا کر پریشان کر دیا۔ انہیں پچھلے کئی روز سے فون پر اطلاع دی جا رہی تھی کہ بانی پاکستان کے مزار میں سکول ٹائم کے دوران اکثر طلبہ و طالبات کی ٹولیاں خوش گپیوں میں مصروف نظر آتی ہیں۔ وہ خبر رسانی کے لیے مزار قائد پہنچے اور وہاں انہوں نے ہائی اسکولز کے طلبہ و طالبات کی بہت سی ایسی جوڑیاں دیکھیں جو تعلیمی اداروں کے بجائے یہاں سرسبز و شاداب لانوں میں بیٹھے ساتھ جینے مرنے کا سبق پڑھ رہے تھے۔ یہ چند مناظر میرے دیکھے ہوئے تھے۔ آپ نے بھی بہت سی جگہوں پر ایسے ہی مناظر دیکھے ہوں گے ۔خاص کر کالج کے آس پاس کسی پارک میں سکولز و کالج کے ان طلبا و طالبات کو جنہیں معمار قوم کہا جاتا ہے وہ ملک و ملت کا نام روشن کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے زانو پر سر ٹکائے دنیا جہان سے بے پرواہ محو گفتگو دکھائی دیتے ہیں۔

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین!

یہ مرض پاکستان کے کسی ایک شہر کے تعلیمی اداروں میں نہیں بلکہ پاکستان کے ہر شہر اور شہر کے ہر تعلیمی ادارے میں پایا جاتا ہے اور اس مرض میں مبتلا نوجوان دن بدن یوں بڑھتے جا رہے ہیں جیسے بارش کے بعد کیڑے مکوڑے بڑھتے ہیں۔ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلبہ و طالبات کا رجحان تعلیم کی بجائے عشق و محبت کی طرف کیوں ہے؟ میرے نزدیک ہمارے معاشرے کا یہ سب سے اہم مسئلہ ہے، اس کا نتیجہ آنے والے وقتوں میں کیا نکلے گا شاید اس پر ارباب حکومت نے کبھی غور نہ کیا ہو۔ طلبہ و طالبات میں روز بروز شدت سے پیدا ہونے والی اس روش کو نہ بدلا گیا تو آنے والا دور پاکستانی تعلیمی اداروں کی تباہی کا مژدہ سنائے گا اور یہاں یورپ کے تعلیمی اداروں جیسی جنسی بے راہ روی کی داستانیں ہماری مشرقی روایت اور مشرقی اقدار کا جنازہ نکال کر دم لیں گی۔

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

کہتے ہیں کہ تعلیمی ادارے اور ان میں دی جانے والی تعلیم ہی ایک ایسی سرگرمی ہوتی ہے جس کی بدولت کوئی قوم اپنے فکری ورثے کو نسل نو تک منتقل کرتی ہے۔ اس فکری وثقافتی ورثے کی پشت پر معاشرے، تعلیمی ادارے اور تہذیب وثقافت کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں ایسا ہو تو طالب علم نہ صرف تعلیمی اداروں میں بہتر کارکردگی کی بدولت ملک وملت کا نام روشن کرتے ہیں بلکہ اپنے سلف کے کارہائے نمایاں مزید مزین کرتے ہیں۔ اگر کسی قوم کا معاشرہ، تہذیب وثقافت اور میڈیا نسل نو کے اساسی تصور یا فکری ورثے کی بجائے عشق ومحبت کے کردار اور مخلوط طرز زندگی کی طرف رہنمائی کرے تو پھر اس قوم کو اپنے تحفظ وبقا کے لیے طویل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ زندگی کی اقدار میں نکھار علم ہی کی بدولت حاصل ہوتا ہے، تاریخ نے یہ بات ثابت کی کہ مستقبل میں وہی قوم ترقی حاصل کرتی ہے جو اپنے نونہالان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتی ہے، جس ملک وقوم کے نوجوان جتنے تعلیم یافتہ ہوں گے، اس ملک کی ترقی وکامرانی کی اتنی ہی راہیں کھلیں گی۔ جیسے تعلیم کسی بھی ملک وقوم کی ترقی کا اہم ترین ذریعہ ہے ویسے ہی نظام تعلیم کا بہتر ہونا بھی معاشرے کے اہم مقاصد کا تعین کرتا ہے۔ سے ہماری بدقسمتی کہیے، کوتاہی کا نام دیجیے یا غیروں کی سازش کہ ہمارا نظام تعلیم اور تعلیمی اداروں کی ابھی تک کوئی کل سیدھی نہیں ہوئی۔ ہمارے تعلیمی ادارے مستقبل کے معمار کم اور ویلنٹائن جیسے بدقماش افراد زیادہ پیدا کر رہے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں عشق کے مریض:

ملک بھر میں پرائمری کی سطح سے لے کر یونیورسٹی تک مخلوط تعلیمی اداروں نے جو بیماری طلبا وطالبات میں پیدا کردی ہے وہ ہمارے معاشرے اور تمدن کو گھن کی طرح چاٹ رہی

ہے۔ ان مخلوط تعلیمی اداروں سے انجینئر، ڈاکٹر، وکیل اور سائنسدان کے روپ میں وطن پیدا کرنے کی بجائے رومانوی داستانوں کے ہیرو جنم لے رہے ہیں جو دن رات ہیر رانجھا، سسی پنوں، لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کے روپ دھار رہے ہیں اور عشق محبت کی نئی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ عشق و محبت کا یہ مرض ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں میں کس حد تک پھیل چکا ہے اور چھوٹی کلاسز سے لے کر بڑی کلاسز کے طلبا وطالبات کس قدر اس مرض کا شکار ہیں اور ذہن کی صلاحیت و قوت سے محروم ہیں اس کا اندازہ آپ ان خطوط سے لگا سکتے ہیں جو پاکستان کے کثیر تعداد اشاعت میگزین اخبار جہاں کے نفسیاتی کالم میں ہر ہفتے شائع ہوتے ہیں اور اس میں تفکرات کی دوری اور مسائل کے حل اور الجھنوں سے چھٹکارا پانے کے لئے کمال ذہانت کے ساتھ ان طلبہ وطالبات کو عشق و محبت قائم رکھنے اور پروان چڑھانے کی نئی راہیں نکالنے کی جزئیات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

شکایت ہے مجھے یا رب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ہمارے تعلیمی اداروں میں معماران قوم کن چکروں میں لگی ہے اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ان کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں

وہ فون سے خط لکھتی ہے:

میری عمر 22 سال ہے اور میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں فائنل ایئر کلاس کا طالب علم ہوں۔ حال ہی میں میری خالہ کی چھوٹی بیٹی نے موقع پا کر مجھ سے اظہارِ محبت کر دیا ہے۔ بتانے کے باوجود کہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھے اپنے فون سے خط لکھتی ہے روتے ہوئے ٹیلی فون کرتی ہے۔ اب تو مجھے بھی وہ اچھی لگنے لگی ہے اور ان چکروں میں میرے تھرڈ ایئر کے دو مضمون بھی رہ چکے ہیں۔ ❶

❶ اخبار جہاں، ہفت روزہ، شمارہ 1367، نومبر 2002ء

ہیر اور لیلیٰ کی پرستار:

ہیر سسی اور لیلیٰ کے رومانوی کردار کو عملی جامہ پہنانے کی شوقین سکینہ امیر کی طالبہ لکھتی ہے، میں نے کالج میں اپنی سہیلی سے اس کے فرینڈ کی تعریف کروی اور کہا کہ مجھے اس لڑکے سے رابطہ کرنا ہے۔ بعد میں لڑکے نے مجھے فون کرنا شروع کر دیا اور گھر میں میرے ماموں نے سن لیا ایک تو گھر میں میری بے عزتی ہوئی دوسرا اعتبار اٹھ گیا۔“ ❶

ساتویں کلاس میں عشق!

انہیں خوابوں کی دنیا کی رنگینیوں میں کھونے والی سمیرا گجرات سے استفسار کرتی ہیں ”میں ساتویں کلاس میں تھی کہ میرا ایک لڑکے سے چکر چل گیا والد صاحب نے مجھے خوب مارا اور پھر اسکول جانے سے منع کر دیا لیکن مجھے پڑھنے کا شوق ہے میں کیا کروں؟“ ❷

وہ کہتی ہے روز ملنے آیا کرو!

ایسی ہی پریشانیوں میں ڈوبا ایک میٹرک کا طالب علم بھی پریشان حال ہے۔ کہتے ہیں کہ ”جب بھوک صحن میں ڈیرے ڈالتی ہے تو عشق کا بھوت اتر جاتا ہے، یہاں ایسا ہی چکر ہے۔“ پاکستان کے مستقبل کا ایک معمار عمر ضیاء لاہور سے تعلق رکھتا ہے اور میٹرک کا طالب علم ہے اور پیسے کی عدم دستیابی کی وجہ سے پریشانیوں میں گھرا لکھتا ہے: ”میں میٹرک میں تھا تو مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی، وہ انتہائی ذہین ہے اور اسے پڑھنے کا بہت شوق ہے، اب وہ مجھے کہتی ہے کہ روز ملنے آیا کرو اور روز فون کیا کرو لیکن میں موبائل فون پر اتنا پیسہ خرچ نہیں کر سکتا۔“

دس سال کا مجنوں!

اسی صفحے کے آخر میں ایک سترہ سالہ مجنوں کا حیرت انگیز اور افسوس ناک خط شامل ہوا

❶ (اخبار جہاں 3 تا 9 فروری 2003ء کالم نفسیاتی مسائل)
❷ (اخبار جہاں 24 تا 30 مارچ 2003ء)

ہے جس کا نام محسن خان اور لاہور سے تعلق ہے۔ عجب بات ہے کہ اس طالب علم کی عمر صرف سترہ سال ہے اور وہ سات سال سے ایک لڑکی سے محبت کر رہا ہے اب سوچئے کہ صرف دس سال کی عمر میں اس طالب علم کو عشق کے ہنر کس نے سکھائے۔ دس سال کی عمر میں ذہین فطین اور لائق سے لائق طالب علم بھی لاکھ محنت اور کوشش کر کے ساتویں کلاس سے زیادہ نہیں جاسکتا لیکن عجب تماشہ ہے کہ وہ ساتویں کلاس سے دس سال کی عمر میں سات سال سے ایک لڑکی کی محبت میں گرفتار مجنوں کو مات دے رہا ہے اور اب بھی مستقبل سے بے خبر اسی طرح عشق ومحبت کی وادیوں میں گم ہے۔ کیا کوئی جواب دے سکتا ہے کہ اس دس سال کے طالب علم کو عشق ومحبت کرنے کا یہ شوق کہاں سے آیا۔ تعلیمی اداروں کے مخلوط نظام تعلیم کی وجہ سے ہمارے ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں چلنے والے اشتہار سے یا پھر اس میڈیا سے جو عورت کی نمائش کے بغیر کسی بھی چیز کو پیش کرنا ادھورا سمجھتا ہے نہ جانے معاشرے میں کیا زہر پھیلتا جا رہا ہے کہ ہمارے نونہالان سن شعور کو پہنچنے سے قبل ہی عشق کی وادیوں میں کھو جاتے ہیں۔

میں اپنی ٹیچر سے محبت کرتا ہوں:

سمجھدار اور شعور کی عمر کے حامل عشق کی وادیوں میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ چھوٹے بڑے اپنے پرائے اور استاد شاگرد کی تمیز سے بھی مبرا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایک برائی ٹیوشن کے نام سے جنم لے چکی ہے اور صد حیف کہ ٹیوشن سنٹر میں لڑکے لڑکیوں کو پڑھانے پر اور لڑکیاں لڑکوں کو پڑھانا پسند کرتی ہیں۔ نہ صرف سفید پوش طبقے میں جو ٹیوشن سنٹر ہیں وہ اکثر گھروں میں قائم ہیں جہاں محلے کی ایک آدھ پڑھی لکھی لڑکی تمام محلوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی ہے۔ ان ٹیوشن سنٹروں میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور عشق کی داستانیں جنم لیتی ہیں ان میں ایک فرسٹ ایئر کے طالب علم محمد عرفان کی بھی ہے جو پریشانی کے عالم میں ڈوبا لکھتا ہے " میں ایک سنگین مسئلے سے دوچار ہوں، میں دو سال

سے ایک لڑکی سے ٹیوشن پڑھتا ہوں وہ ایم اے پاس ہے اور میں فرسٹ ایئر کا سٹوڈنٹ ہوں اور دو سال سے اس سے پڑھ رہا ہوں، وہ مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہے مگر میں آج تک اس سے اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ کبھی کبھی اس کی باتوں سے لگتا ہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے میں اس کی محبت میں بہت آگے نکل چکا ہوں، واپسی کا کوئی راستہ نہیں، صرف ایک ہی راستہ اور وہ ہے موت۔ میرے گھر والے مجھے منع کرتے ہیں کہ میں اس سے پڑھنے نہ جایا کروں لیکن اب میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ ❶

میں کسے چنوں......والدین یا عاشق کو......؟

ایسے ہی سنگین مسئلے سے دوچار سیکنڈ ایئر کی طالبہ کی بپتا بھی سنیں جو ایک طرف محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہے اور دوسری طرف اسے والدین کی رسوائی کا غم بھی دامن گیر ہے۔ لکھتی ہے: "میں سیکنڈ ایئر میں ہوں۔ ایک دن میں نے ٹیلی فون پر محلے کے لڑکے سے بات چیت میں پہل کی۔ مجھے اس لڑکے سے محبت تھی۔ اس سے ٹیلی فون پر رابطے ہوتے تھے۔ وہ بھی محبت کرتا ہے لیکن ڈرتا ہے کہ والدین کو نہ بتا دے۔ ایک طرف والدین ہیں اور دوسری طرف محبت۔ مجھے بتایئے کس کو چنوں۔ ❷

کمال افسوس!

مقام افسوس ہے کہ جس قوم کے تعلیمی اداروں کے منتظم طلبہ وطالبات کا یہ حال ہو اور وہ اپنی تعلیم کے ذریعے ملک وملت کا نام روشن کرنے کی بجائے والدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عشق ومحبت کی داستانیں رقم کر رہے ہوں تو ایسے طلبہ وطالبات ملک وملت کو کونسی ترقی کی منازل پر لے جائیں گے۔

اے کمال تجھ پہ کمال افسوس ہے

❶ (محمد عرفان مسحیرالی بحوالہ روزنامہ اخبار جہاں 7تا13 اپریل 2003ء)
❷ (شاهین بٹ، کمالیہ بحوالہ روزنامہ اخبار جہاں 7تا13 اپریل 2003ء)

محبت میں والدین رکاوٹ!

لیجئے عشق و محبت کی وادیوں کے الف لیلوی کردار کے چند نفسیاتی مسائل اور ان کی مزید سنیں کیونکہ محبت کے نئے راہیوں کا مرکز کوئی ایک تعلیمی ادارہ نہیں بلکہ عشق کے مریض تو پاکستان کے ہر شہر اور ہر تعلیمی ادارے میں بکثرت موجود ہیں۔ راولپنڈی سے ملالی لیلی اسماء کا کہنا ہے کہ "میں میٹرک کی طالب ہوں اور ایک کزن کو پسند کرتی ہوں، وہ بھی مجھے پسند کرتا ہے، اس کے گھر والے تو راضی ہیں مگر میرے گھر والے بالکل راضی نہیں۔" ❶

میٹرک کی اس طالبہ کو اپنے تعلیمی مسائل اور تعلیمی مستقبل کی پروا نہیں، البتہ یہ فکر ستائے جا رہی ہے کہ میرے والدین راضی نہیں ہو رہے اور اگر نہ ہوئے تو میرے عشق کے مستقبل کا کیا بنے گا۔ ایسی ایک عاشق و محبت کی چٹھی لکھتی ہے "ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں، میں سب سے چھوٹی ہوں میں نویں کلاس میں تھی جب میرا ایک کزن مجھے پسند کرنے لگا۔ میری اس سے دوستی ہو گئی۔ وہ رشتہ لے کر آئے تو میرے والدین نے انکار کر دیا۔" ❷

نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں!

آپ نے یہ شعر اکثر سنا ہوگا۔

محبت کرنے والوں کے نرالے کھیل ہوتے ہیں
نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں

ایسے ہی ایک عاشق طالب علم کی داستان الم بھی سنیے جو اس شعر کی عملی تصویر ہے۔ موصوف رقم طراز ہے: "میں ایف اے میں پڑھتا ہوں اور پڑھنے میں بہت کمزور ہوں۔ میں نے میٹرک تین سال میں کیا ہے اور وہ بھی انتہائی کم نمبروں سے۔ اب میں نے

---

❶ (اخبار جہاں 12 تا 18 مئی 2003)
❷ (شانو صادق، جھنگ، اخبار جہاں 12 تا 18 مئی 2003)

ایف اے کا امتحان دیا تو میں تین مضامین میں فیل ہو گیا۔ میرے پاس گولڈن چانس تھا کہ سیکنڈ ایئر کے پیپرز کے ساتھ فسٹ ایئر بھی دے دوں لہٰذا میں نے فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر دونوں سال کے پیپرز ایک ساتھ دے دیے، نتیجہ آیا تو میں فیل تھا۔ سپلیمنٹری امتحان دیا تو باقی مضامین میں کامیاب ہو گیا مگر دونوں سال کے انگلش کے پیپر میں پھر فیل ہو گیا۔ اب میں دونوں پرچوں کی تیاری کر رہا ہوں مگر پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگتا۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنی کزن سے محبت کرتا ہوں اور گھر والوں کی وجہ سے شادی ممکن نہیں اور میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔" ❶

محبت کے نرالے کھیل!

ایک اور عاشق کی داستان سنیں جو وکیل بننا چاہتا ہے۔ وکیل بنے نہ بنے البتہ فرہاد یا مجنوں کا کردار احسن انداز سے نبھا رہا ہے۔ لکھتا ہے:

"میں پشاور میں لاء کالج سے ایل ایل بی کر رہا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے میری زندگی میں بربادی کا طوفان آیا، میں جس لڑکی سے پیار کرتا تھا اور ہم دونوں ایک جان دو قالب تھے وہ لڑکی اچانک کینسر کے مرض میں مبتلا ہو کر مجھ سے جدا ہو گئی۔ میں آرمی میں آنا چاہتا تھا مگر اس کی خواہش پر وکالت کا پیشہ اپنایا ہے۔" ❷

پشاور کے ہی ایک دوسرے عاشق کا حال دل سنیں جو عشق کے چکروں میں انجینئرنگ کے انٹری ٹیسٹ میں فیل ہو گیا۔ خرم شہزاد خان نامی اس طالب علم نے لکھا ہے کہ میں پشاور کا رہنے والا ہوں والد صاحب سرکاری ملازم ہیں۔ چند سال پہلے ان کا تبادلہ پشاور سے ہری پور ہو گیا۔ میں ہری پور کے ایک پرائیویٹ اسکول جا رہا تھا تو میری نظر گاڑی میں بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اسی لڑکی سے شادی کروں گا، پھر میں نے اس

❶ (جہانزیب خان، لاہور، اخبار جہاں 9 تا 15 جون 2003ء)

❷ ساجد خان، کراچی، اخبار جہاں 9 تا 15 جون 2003ء)

کے گھر کا پتہ اور ٹیلی فون نمبر وغیرہ معلوم کر لیا۔ میں نے ٹیلی فون کیا مگر ہمیشہ اس کی والدہ یا بڑی بہنیں ٹیلی فون اٹھاتی تھیں۔ وقت گزر گیا اور میں نے میٹرک پاس کر لیا۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ وہ مجھے بڑا آدمی بنانا چاہتے ہیں۔ میں بھی انجینئر بننا چاہتا ہوں مگر اس لڑکی کے خیالوں میں اتنا گم رہنے لگا کہ انجینئرنگ کے انٹری ٹیسٹ میں فیل ہو گیا۔ ❶

معماران قوم کو ہیر رانجھا اور سسی پنوں کون بناتا ہے:

پاکستان کے معروف اشاعتی ادارے کے ایک میگزین میں شائع ہونے والے یہ چند خطوط ہیں اگر آپ اپنے اردگرد ماحول پر نظر دوڑائیں یا اس مسئلے میں تھوڑی سی سوچ و بچار کریں تو نہ صرف آپ کا ماحول آپ کو مایوس کرے گا بلکہ بہت سے رسائل و جرائد میں ایسی ہی حیرت انگیز داستانیں پڑھنے کو ملیں گی۔ تعلیمی اداروں سے شروع ہونے والے عشق کی وجہ سے نہ صرف طلبہ کی زندگی برباد ہوتی ہے بلکہ ان طلباء کے خاندان کی رسوائی بھی زبان زد عام ہوتی ہے۔ کتنے ہی ایسے خاندان ہیں جن کی شریف زادیوں کا لج میں قدم رکھتے ہی کسی لڑکے کے عشق میں گرفتار ہو گئیں اور پھر چند ماہ بعد گھر کا سارا قیمتی سامان لیے ماں باپ، بہن بھائیوں کو خیر باد کہہ کر خاندان کی رسوائی کا سبب بن گئیں۔ یہ سب کھیل ان غلط پالیسیوں، مغربی فکر کے حامل مخلوط نظام تعلیم، رسائل و جرائد میں عشق و محبت کی من گھڑت کہانیوں اور ٹی وی پر چلنے والے عشقیہ ڈراموں کی بدولت ہے جو طلبہ و طالبات کے اذہان بدلنے میں حتمی کردار ادا کر رہے ہیں۔

پھول بننے کی توقع پہ جسے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹی میں لیے بیٹھی ہے

سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا!

مثال کے طور پر اخبار جہاں کے اس کالم کو لے لیجئے! مقام افسوس ہے کہ معاشرے کی

---

❶ (ہفت روزہ اخبار جہاں 12 تا 18 مئی 2003ء)

بے راہ روی نیز ٹیلی ویژن کے ڈراموں اور فلموں کی دیکھا دیکھی اور [illegible] سے کج روی کا شکار ہونے والے معماران قوم کو عشق کے چکروں میں جن نفسیاتی مسائل سے دوچار ہونا [illegible] پریشانیاں ہیں اس کالم میں ان پریشانیوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ طلبہ وطالبات کی حوصلہ شکنی کر کے انہیں تعلیم میں مگن رہنے اور محنت و لگن سے پڑھنے کی تلقین کی جائے اور عشق کے چکروں میں پڑ کر اپنے مستقبل کو تباہ کرنے اور زندگی کے قیمتی اوقات کی بربادی کی طرف توجہ دلائی جائے بلکہ ان کی الجھنوں کو دور کرنے کے لیے مشورے دیے جاتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے ان روشن چراغوں کو عملی زندگی میں قدم رکھنے کے نئے راستے بتائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کالم کی خاتون انچارج نے عشق کے چکروں میں پڑے انجینئرنگ یونیورسٹی، فائنل ایئر کے طالب علم حیدر علی کو مشورہ دیا:

”اگر آپ سمجھتے ہیں کہ لڑکی واقعی آپ سے محبت کرنے لگی ہے اور آپ بھی اس کو پسند کرتے ہیں تو پھر آپ اس تعلق کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔❶

اسی کالج میں انجینئرنگ یونیورسٹی کی طالبہ کو جب اس کے کلاس فیلو عاشق نے گھر فون کیا اور وہ فون اس کے ماموں نے سنا تو گھر سے ڈانٹ ڈپٹ پڑنے پر موصوفہ نے اپنی پریشانی ظاہر کی تو کمال ڈھٹائی سے تفکرات میں ڈوبی طالبہ کے غلط قدم پر یوں حوصلہ افزائی کی گئی: ”صرف ایک ٹیلی فون پر اتنا ہنگامہ نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ جب لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہی ہیں تو لامحالہ کلاس کے لڑکوں سے سامنا بھی کرنا ہوگا۔“❷

اب اس مشورے کے بعد سادہ لوح طالبات تو ضرور شہ پکڑیں گی، اپنے والدین اور گھریلو افراد سے نہ چاہتے ہوئے بھی بغاوت کریں گی اور اپنی منفی سوچوں کو کیوں ٹھیک نہ سمجھیں گی۔

---

❶ (اخبار جہاں، کالم عشقیاتی مسائل 7 تا 13 اکتوبر 2002ء)

❷ (اخبار جہاں 3 تا 9 فروری 2003ء)

اس نمونے کے جواب پریشان طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، نوجوان قوم بجائے عشق ومحبت کے نامراد وست سبق حاصل کرنے کے ان گمنام راہوں پر چل نکلے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم اس مرض کی تشخیص کے لیے کیوں تیار نہیں ...؟ کونسی وجوہات ہیں کہ ہم ملک وقوم کے اثاثے کو تباہی کے راستے پر گامزن دیکھنے کے باوجود بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں؟

مخلوط تعلیمی ادارے:

اسلام دین فطرت ہے "اسلام نے حصول تعلیم کو مرد وزن دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔ مانا کہ علم حاصل کرنے کے لیے مرد وعورت میں تفریق نہیں برتی جانی چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مخلوط طرز تعلیم کے ذریعے معماران قوم کو ہیر رانجھا، سسی پنوں، اور مرزا صاحباں کے کردار اپنانے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم اندھیرے میں اجالا پیدا کرتا ہے لیکن اگر علم کے طالب کو مخلوط ماحول کے ذریعے صداقت وامانت کا سبق پڑھانے کی کوشش کی جائے تو لاکھ احتیاط کے باوجود بھی وہ علم اندھیرے میں اجالا نمودار کرنے کی بجائے اجالے میں اندھیرے پھیلایا کرتا ہے۔ یہ خرابی جس میں ان دنوں ہمارے طلبا وطالبات بڑی تیزی سے مبتلا ہو رہے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ مخلوط تعلیمی ادارے ہیں۔ ملک میں قائم نوے فیصد سکول جو صرف پرائمری اور میٹرک سسٹم پر کام کر رہے ہیں ان میں طرز تعلیم مخلوط ہے۔ اس ملے جلے ماحول سے آغاز تعلیم میں ہی بچوں کی وہ جھجک ختم ہو جاتی ہے جو عام طور پر مرد وزن کا فطری حصہ ہوتی ہے۔ بچے اور بچیاں ایک جگہ اکٹھا رہتے، ایک جگہ پڑھتے اور اکٹھے اٹھتے بیٹھنے کی وجہ سے آپس میں دوستیاں کرتے ہیں اور یہ دوستیاں ہی فطری شرم وحیا سے دوری کا سبب بنتی ہیں۔

میڈیا کا کردار:

ہمارا میڈیا اب بچوں کو بہت جلد بلوغت کو پہنچا رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کمسن بچوں نے ٹیلی ویژن ڈرامے میں جو عشق کے مناظر دیکھے ہوتے ہیں، لڑکوں اور لڑکیوں کو دوستیوں میں جتلا پایا ہوتا ہے وہ ان ہی مناظر کا عملی تجربہ سکول میں اپنی کلاس فیلوز کے ساتھ کرتے ہیں۔ یوں میٹرک تک پہنچنے والا طالب علم جسے "عشق" جیسے مرض کی آگاہی کالج اور یونیورسٹی کی سطح پہ ہونی چاہیے تھی۔ ابتدائی تعلیمی ادارے کے مخلوط نظام اور ہمارے ٹی وی نے اسے مزید پیشگی آگاہ کر دیا ہے۔ ٹی وی ڈراموں میں اکثر لڑکیوں اور لڑکوں کے افیئرز دکھائے جاتے ہیں اور دوستی کے نام یا عشق کے بندھن میں بندھے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان طلبا و طالبات کی ملاقات کے جو مناظر بھی پردہ سکرین سے نظر آتے ہیں وہ اکثر شہر کے کسی تفریحی مقامات کے ہوتے ہیں جن میں وہ دنیا سے بے نیاز باتوں میں مصروف دکھائے جاتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے ہیں یا پھر کسی درخت پر اپنے نام کندہ کرنے کی کوشش میں مگن ہوتے ہیں۔ ایسے سین مناظر کی عکس بندی کرتے ہوئے نہ صرف جگہ کا انتخاب رومانوی ہوتا ہے بلکہ عشق ومحبت کے جذبات سے لبریز جملوں کا جادو اور پھر لباس کی تراش وخراش تک پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔ لڑکیوں کو خاص کر مردانہ لباس اور جینز میں دکھایا جاتا ہے جو دوپٹے گلے میں ڈالے مغربی طرز پر کٹے بالوں کی نمائش میں تفاخر محسوس کر رہی ہوتی ہیں۔ یہی حال طالب علم مرد کا کردار ادا کرنے والے اداکار کا ہوتا ہے جو بلاخوف وخطر ہیروئن کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ مرتے دم تک عیش سے زندگی گزارنے کے وعدے اور دلاسے دے رہا ہوتا ہے۔ ہمارا معاشرہ ان ٹی وی آرٹسٹوں کو ہیروز کے نام دیتا ہے اور اب ایسے ہی ہیرو اور ہیروئن بننے کا خواب ہر بچہ اور بچی دیکھتی ہے اور جب اسے سکول و کالج میں ایسا ہی تصوراتی ماحول ملتا ہے تو وہ بے اختیار عشق ومحبت کی اس ڈگر پہ چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

ٹی وی کی "کرم فرمائیاں"

یہ ٹی وی کی کرم فرمائیاں ہیں کہ تعلیمی اداروں میں بھی گھڑی دو گھڑی اگر طلباء وطالبات کو گفتگو ملیں، تو ان میں زیر بحث عنوان کسی ڈرامے یا فلمی ہیرو یا ہیروئن ہوتی۔ پرائمری سے لے کر پوسٹ گریجویشن تک سب مرد و زن اپنے اپنے پسندیدہ ڈرامے اور ہیرو ہیروئن کے کردار کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہوں گے۔ یہ سب ان طلبہ وطالبات پر ڈراموں کا غیر شعوری طور پر اثر ہوتا ہے۔ اس سے ہی رفتہ رفتہ ان کے کردار و افعال میں تبدیلی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ بڑے سے بڑے کام بھی بلا جھجک اور بلا تردد کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سب آئیڈیل کی تلاش کا کارنامہ ہوتا ہے اور یونہی کبھی انہیں پسندیدہ کردار یا اداکار ملتا ہے تو بڑے سے بڑا کام کرنے میں بھی چوکتے نہیں۔

کس کرب سے یارب دوچار ہیں ہم!

ایک دس سال بچی نے ایک فلم کے آخری سین میں اپنی پسندیدہ ہیروئن کی خودکشی سے متاثر ہو کر اسی انداز میں گلے میں پھندا ڈالا اور خودکشی کر لی۔ یہ کوئی باعث تعجب بات نہ تھی، نونہالان وطن کے فلموں اور ٹی وی پروگراموں سے متاثر ہونے کے ایسے واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ 80ء کی دہائی کی بات ہے ٹی وی پر ایک سیریز "سکس ملین ڈالر مین" (Six Milion Dollor Man) بہت معروف ہوئی جن دنوں یہ سیریز نشر ہو رہی تھی ان دنوں اکثر ایسے بچے ہسپتالوں میں لائے جاتے تھے جو کہ اس سیریز کے ہیرو کے انداز میں چھتوں سے کود جاتے اور اپنے آپ کو زخمی کر لیتے۔ [1]

---

[1] (روزنامہ جنگ 25 جنوری 1987ء)

لڑکے اور لڑکیاں ابتدائی عمر میں نابالغ ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔ اس عمر میں جب وہ ٹی وی اور فلموں میں مرد و عورت کو آزادانہ عشق لڑاتے اور رومانس کرتے دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن بگڑتا ہے۔ ان کے دل میں خواہش جڑ پکڑتی ہے کہ وہ بھی کسی سے عشق کریں۔ ان کی بھی ٹھیک ایسی ہی خوب صورت محبوبہ ہو یا ایسا ہی خوب صورت محبوب ہو۔ یوں ان کے ذہن میں عاشقانہ جذبات ابھرتے ہیں اور وہ مقصد زندگی کو بھول کر کوچۂ عشق کے مسافر بن جاتے ہیں۔ ٹی وی اور مخلوط طرز تعلیم کے ساتھ ساتھ اخبارات و رسائل، ڈائجسٹ اور گلیوں بازاروں میں فلمی اشتہار شہوانی خیالات کے ابھارنے میں موثر کردار ادا کرتے ہیں اور پھر مخلوط تعلیمی ماحول ان کا کچومر کرتا ہے۔

حیران آئینہ دار ہیں ہم
کس سے ب دو چار ہیں ہم

عشقیہ خطوط کا مقابلہ:

جہاں تعلیمی اداروں میں ایسا ماحول ہوگا وہاں لامحالہ عشق پروان چڑھے گا اور اگر ویلنٹائن ڈے کو ایسے ہی اداروں میں بطور تقریب یا ثقافتی سرگرمی کے طور پر منایا جائے تو پھر یہ منظر دو آتشہ ہوگا۔

ہندوستان میں کولکتہ کے تعلیمی ادارے میں چودہ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تمام طلبا کا بہترین عشقیہ خطوط لکھنے کا مقابلہ منعقد ہوا۔ اس کے اشتہار میں لکھا تھا مقابلے کا سلسلہ چودہ فروری سے پچیس فروری تک جاری رہے گا۔ اس مدت میں خواہش مند اپنے عشقیہ خطوط، ای میل کے ذریعے بھیج کر مقابلے میں شامل ہوں گے۔ سب سے اچھا خط لکھنے والے کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اس انوکھے مقابلے کا مقصد طلبا نے یہ بتایا کہ آج کے تیز رفتار زمانے میں لڑکے لڑکیوں کو ویسی فرصت میسر نہیں ہے جو لیلیٰ مجنوں اور ہیر رانجھا

کو تھی۔ جس کے سبب عشقیہ خطوط نویسی کی روایت اور فن ناپید ہوتا جا رہا ہے جو کہ کلاسیکی ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔

موجودہ تیز رفتاری نے عام لوگوں کی طرح دورِ جدید کے عاشق و معشوق کو بھی حالِ دل بیان کرنے کے لیے جدید وسائل اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ آج کل محبوب اپنی محبوبہ سے ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے مختصر سے وقت میں لفظوں و جملوں میں کرنے پر مجبور ہے۔ طلبا اس مقابلے کے ذریعے عشقیہ خطوط نویسی کی روایت میں آئے جمود کو توڑنے کے ساتھ ویلنٹائن ڈے کو مقبولِ عام بنانا چاہتے ہیں تاکہ عشقیہ ادب کی توانائی برقرار رہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مقابلے سے عشقیہ ادب کے چہرے پر کچھ سرخی آجائے۔ لیکن شرافت و عزت کے منہ پر کالک ضرور لگے گا۔

پاکستانی بچے ویلنٹائن کے روپ میں:

بھارت کو چھوڑیے ہم اپنے ملک کے تعلیمی اداروں کی بات کرتے ہیں۔

2004 کے ویلنٹائن ڈے کو پاکستان کے بہت سے تعلیمی اداروں میں خوشی کے سین عام کرنے کے لیے اس روز مخصوص تقریبات ہوئیں۔

ایک ایسی ہی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب نے یوں لکھا ہے:

''جوہر ٹاؤن کے سینٹ ڈومینک کانونٹ سکول کے بچوں کا والہانہ پن نجانے کس وجدانی وابستگی کی یاد دلا رہا تھا۔ ان کی پرنسپل منفرد دانش ور شاعرہ مسز جمیلہ رفعت نے کہا۔ ''بچوں پر غیر ضروری پابندیاں لگانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ انھیں کچھ آزادی دی جائے تو زندگی مسکرانے لگے۔''

ویلنٹائن ڈے اب ہر جگہ پر کامن ہے۔ اخبارات، ٹی وی کے علاوہ کمرشل اداروں میں بھی اس کا چرچا ہے بسکٹ اور چاکلیٹ پر ویلنٹائن ڈے مبارک لکھا ہوا ہے۔ پھول والوں کے لیے تو یہ روزِ عید ہے۔ جن کے ہاتھوں میں پھول نہیں ہوتے، ان کے دلوں میں پھول

ہوتے ہیں۔شیبہ رفعت نے بتایا کہ صبح کی دعا کے بعد بچوں سے پوچھا گیا معلوم ہے کہ 14 فروری کیا ہے؟ تو سب بچوں نے یک زبان ہوکر کہا ہے ویلنٹائن ڈے۔تیسا بچے سٹیج پر آگئے۔ س سے پہلے کہ ٹیچر انہیں بتاتی انہوں نے بتایا کہ یہ محبت کرنے والوں کی یاد میں منایا جانے والا دن ہے۔اس دن ہم ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔پھول اور چاکلیٹ۔ایک دوسرے کے لیے BesT-Wishes (نیک تمنائیں) شیئر کرتے ہیں۔محبت ایک انسان کا دوسرے انسان سے ازلی ابدی رشتہ ہے۔اس سلسلے میں بچے بڑوں کو حیران کردیتے ہیں۔محبت کے جذبے کو پوری زندگی پر پھیلایا جاسکتا ہے۔محبت کے بغیر محنت بھی بے کار ہے۔محبت کے بغیر تو پڑھائی بھی نہیں ہوسکتی۔کسی کام پر پابندی اسی تجسس بنادیتی ہے۔جب کہ اسے بآسانی بتایا جاسکتا ہے۔آخر ہم زندگی سے ڈرتے کیوں ہے؟ اسے بے خوف اور بے لوث ہوکر قبول کرلیا جائے تو یہ ہماری دوست بن جائے۔مگر ہم زندگی کو اپنا دشمن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔زندگی سے ڈرتے ہی زندگی تو تم بھی ہو زندگی تو ہم بھی ہیں۔ ❶

○⊕.....⊕○

❶ (روزنامہ دن 15 اگست 2004)

صوبہ سندھ کے ایک بڑے اخبار کی نوجوانوں کو ترغیب دلاتی خبر جس نے
ویلنٹائن کے کارنامے کو نمایاں شائع کرکے فروغِ یومِ فحاشی میں خود کو پیچھے نہ چھوڑا

چوتھا باب:

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کی زندگی کا ایک مقصد ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی جانوروں کی طرح بے مہار نہیں گزرتی۔ وہ انسان کیسا جو دوسرے جانداروں کی طرح زندگی کے دن گزار کر دنیا سے چلا گیا۔

انسان زندگی میں اگر عزت اور وقار کی کمی ہو تو زندگی شرمندگی بن جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں اس مقولے پر کوئی دھیان نہیں دیتا الٹا ہمارے نوجوان اپنی زندگی کا مقصد حیات "عشق و محبت" کو بنائے نظر آتے ہیں۔

ہمارے ہاں رائج ادب و ثقافت اور ٹی وی پر چلنے والے ڈراموں اور بھارتی فلموں میں پیش آنے والے عشقیہ مناظر نے پوری نوجوان نسل کو مریض عشق بنا دیا ہے۔ سکول اور کالجز میں عشق کے چکر اور گھروں سے بھاگنے والی لڑکیوں کے واقعات میں تیزی سے اضافہ اسی کی دلیل ہیں۔ ویلنٹائن ڈے ایسے لوگوں کے لیے بہترین موقع ہوتا ہے کہ وہ اس دن اپنی خباثت کا مظاہرہ کریں اور کسی کی بہن یا بیٹی کو اپنی محبوبہ قرار دے کر اسے پھول، کارڈ یا کوئی تحفہ دے کر محبت کا پیغام دے سکیں۔ کچھ بھولے بھٹکے ایسی جگہ بھی ہاتھ ڈال بیٹھتے ہیں جہاں سے انہیں "محبت" کا جواب بڑے انوکھے انداز سے ملتا ہے۔ عاشق جب سر بازار "محبوبہ" سے جوتے کھا رہے ہوتے ہیں اور جی بھر کر پٹائی ہونے کے بعد بالآخر جب ان کی جان خلاصی ہوتی ہے تو یہ کہنے پر "تم تو میری بہن ہو" چودہ فروری

کے روز پاکستان کے کئی شہروں میں بالخصوص ایسے واقعات رونما ہوئے سال 2003ء کو ہمارے حیدرآباد قیام کے دوران خبریں آ گئیں:

''تم تو میری بہن ہو!''

حیدرآباد کے علاقے لال باغ میں چند منچلے لڑکوں نے لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے آوازے کسنے پر لڑکیوں نے مل کر ایک لڑکے کو پکڑ لیا اور اس کی زبردست چھترول کی، لوگوں کے جمع ہونے پر اور مدافعت کرنے پر لڑکے نے نہ صرف لڑکیوں سے معافی مانگی بلکہ بہن کہہ کر اپنی جان بچائی۔ ❶

ناکام عاشق ہسپتال میں:

پاکستان کے تیسرے بڑے شہر حیدرآباد کے علاقے قاسم آباد میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ملاقات کے لیے آنے والے دوست کے پاس ویلنٹائن ڈے کارڈ پر بہن کا نام دیکھ کر لڑکی کے بھائی نے دوست کی پٹائی کر ڈالی، لڑائی کی صورت میں ناکام عاشق کو زبردست چوٹیں آ گئیں اور اسے ہسپتال میں بھی رسوائی دیکھنا پڑی۔ ❷

محبوبہ بہن بن گئی:

سال 2003ء کے ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر محبوبہ کو پھولوں کا تحفہ دینے والا محبوبہ کے بھائی کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس نے ''محبوب'' صاحب کا مار مار کر بھرکس نکال دیا۔ تفصیلات کے مطابق جمعہ کے روز ویلنٹائن ڈے کے موقع پر سرگودھا کے نوجوان خرم شہزاد نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں اپنی محبوبہ کو پھولوں کا تحفہ دیا تو اس کے بھائیوں نے دیکھ لیا اور خرم کو مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا۔ اس دوران محلہ داروں کے جمع ہو جانے پر نوجوان سے کہا گیا کہ وہ لڑکی کو بہن کہے پھر چھوڑا جائے گا ورنہ پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

---

❶ (روزنامہ ریاست کراچی ۱۵ فروری ۲۰۰۳)

❷ (روزنامہ ریاست ۱۵ فروری ۲۰۰۳)

ویلنٹائن ڈے منانے سے توبہ کرلی۔

تفصیلات کے مطابق بھائی پھیرو وارڈ نمبر 2 کے نوجوان خلیل نے ویلنٹائن ڈے پر اسی محلہ کی ایک لڑکی کو گلی سے گزرتے ہوئے گلاب کا پھول دے کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہا مگر محبت کی بجائے سے نوجوان دوشیزہ نے تھپڑ مار مار کر اس کا منہ لال کردیا۔ اسی اثناء میں لڑکی کے بھائی اور محلے والے بھی آگئے جنہوں نے "ویلنٹائن" کو پکڑ کر اس کا منہ کالا کیا اور اسے گدھے پر بٹھا دیا اور ملتان روڈ تا مراد عاشق کا چکر لگا اس گلی کے درجنوں بچے جلوس کے پیچھے تالیاں بجا کرناچتے رہے۔ اور اس پر پھبتیاں کستے رہے۔ ❶

تھانے میں چھترول:

خبر رساں ایجنسی این این آئی کے مطابق عارف والا میں ویلنٹائن ڈے پر نوجوان نے محبوبہ کی بجائے اس کی والدہ کو پھول تھما دیئے۔ مقبول احمد صبح سویرے پھول دینے محبوبہ کے گھر گیا، گھنٹی بجائی تو اس کی والدہ سامنے آگئی جسے وہ کم روشنی کی وجہ سے پہچان نہ سکا اور پھول اس کے ہاتھ تھما آیا جس پر لڑکی کی والدہ نے تھانے میں شکایت کردی، جہاں نوجوان کی اچھی خاصی چھترول ہوئی اور تحریری معافی پر جان چھوٹی۔

خس کم جہاں پاک:

"ویلنٹائن ڈے" کے موقع پر پیار کرنے والے نوجوان جوڑے کو لڑکی کے بھائی نے اندھا دھند فائرنگ کرکے موقع پر قتل کردیا۔ تفصیلات کے مطابق چونکی کے نواحی گاؤں پڑھانہ چک نمبر 45 کا شاہد محمد اور تنسور نامی لڑکی ایک دوسرے سے "محبت" کرتے تھے۔ منگل کی رات جوڑا طے شدہ پروگرام کے مطابق محبت کے عالمی دن کے موقع پر ایک دوسرے سے اظہار محبت کر رہے تھے کہ لڑکی کے بھائی طارق کو علم ہوگیا جس پر اس نے طیش میں آکر اندھا دھند فائرنگ کردی۔ طارق دونوں کو قتل کرکے فرار ہوگیا۔ ❷

❶، ❷ (روزنامہ خبریں، لاہور)

سنگدل "محبوب" نے زندگی اجاڑ دی:

"میں پاگل نہیں، سنگدل محبوب کی بے وفائی میرے ضمیر کا بوجھ بن چکی ہے اور میرے اوسان خطا ہو چکے ہیں۔ خدارا مجھے اس دنیا میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ میں اپنی بربادی کا کھلے بندوں ماتم تو کر سکوں۔" اس خواہش کا اظہار گوجرانوالہ کے دارالامان میں مقیم زہیر النساء زارا نے "روزنامہ خبریں" کے نام ایک پیغام میں کیا۔ زارا نے کہا کہ وہ ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھنے والی تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔ اس کی بربادی کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں تھرڈ ائیر کی طالبہ تھی کہ ایک نوجوان خرم نے اسے جھوٹی محبت کے جھانسے میں پھانس لیا اور شادی کرنے کا جھانسہ دے کر اس کی عزت سے کھیلتا رہا لیکن بعد ازاں اس نے اسے ٹھکرا دیا۔ جب زارا کے "عشق" کے بارے میں اس کے والدین کو علم ہوا تو انہوں نے اس کی نسبت ایک ڈاکٹر سے طے کر دی اور وہ بیاہ کر سعودی عرب چلی گئی۔ زارا کے ڈاکٹر شوہر سردار احمد سے دو بچے بھی پیدا ہوئے لیکن اپنے عاشق سے رابطہ رکھنے پر اس کا بستا بستا گھر اجڑ گیا اور اس کے خاوند نے بیٹا بیٹی چھین کر اسے گھر سے نکال دیا لیکن اس کے عاشق خرم نے اسے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ "تم اپنے بچوں کی نہیں ہوئیں تو میں تمہیں کیسے رکھ سکتا ہوں"۔ زارا نے کہا کہ کچھ عرصہ بعد اس کے والدین نے اس کی چھوٹی بہن سے اس کے سابق خاوند سے شادی کر دی جو اپنے گھر میں خوشی آباد ہیں لیکن زارا برباد ہو کر رہ گئی۔ والدین نے ایک مرتبہ پھر اس کا گھر بسانے کی کوشش کی اور گجرات کے موضع سادوکی میں اکرم نامی شخص سے اس کی دوسری شادی کر دی جو بسلسلہ روزگار مسقط میں مقیم تھا اور بیوی کو ہمراہ مسقط لے گیا۔ زارا کے بقول وہاں وہ خوش و خرم زندگی گزار رہی تھی کہ خدا نے اسے ایک بیٹے اور بیٹی سے سرفراز کر دیا لیکن اس کے عاشق نے اسے مسقط خطوط لکھنے شروع کر دیے۔ چنانچہ اس کے خاوند نے یہ صورت حال دیکھ کر اسے طلاق دے دی اور بچے چھین کر پاکستان واپس بھجوا دیا۔ زارا دوسری

مرتبہ بربار ہوکر پھر فرح کے پاس آئی لیکن فرح نے اسے اپنانے سے انکار کردیا اور آج کے
بغیر تعلقات قائم رکھنے کا مشورہ دیا۔ اس بے وفا عاشق کی مسلسل بے وفائی سے ہوش و حواس
کھو بیٹھی، جس پر اس کے گھر والوں نے اسے لاہور پاگل خانہ میں داخل کروادیا۔ جہاں
14 ماہ رہنے کے بعد وہ صحت یاب ہوکر گھر واپس آگئی لیکن اکثر اوقات وہ پھر ہوش و حواس
کھو بیٹھتی اور سب سے بڑھ کر اہل خانہ کو سخت پریشان کرتی چنانچہ اسے گوجرانوالہ کے
دارالامان میں داخل کروادیا گیا۔ اب زارا گوجرانوالہ کے دارالامان میں مقیم ہے۔ ناکام محبت
اور ہونے والی ازدواجی زندگی پر ماتم کناں ہے۔ خبریں کے نام اپنے پیغام میں اس نے
درخواست کی ہے اسے دارالامان سے رہائی دلوائی جائے تاکہ وہ مسلسل ناکامیوں اور
پچھتاوے کی آگ میں جل مرنے سے بچ سکے۔ نیز وہ کہیں توبہ کرکے اپنی باقی ماندہ
زندگی باعزت طریقے سے گزارنے کی خواہش مند ہے۔ زارا نے اپیل کی ہے کہ اسے کسی
دینی مدرسہ میں داخل کروادیا جائے تاکہ وہ دینی تعلیم حاصل کرکے اپنے گناہوں کا کفارہ
ادا کرسکے۔ ❶

محبوبہ کی ٹھکائی:

قصور (نمائندہ) فیصل ٹاؤن میں سابق آشنا نے اپنی "محبوبہ" کو سرعام تشدد کا نشانہ بنا کر بے
ہوش کردیا۔ موضع موڑ والا کے ممتاز اور "الف" میں ایک عرصے سے آشنائی چلی آرہی تھی
تاہم گزشتہ سال "الف" کی شادی ہوگئی مگر ممتاز نے اپنی "محبوبہ" کی شادی کے باوجود بھی
اس سے قطع تعلق گوارا نہ کیا اور موقع ملنے پر اپنی چاہت کا اظہار کرتا رہا۔ گزشتہ روز
"الف" اپنے خاوند کے ہمراہ جا رہی تھی کہ ممتاز نے اس کا تعاقب شروع کردیا اور متعدد
اشارے کیے مگر "الف" نے کوئی جواب دینے کی بجائے اسے جھاڑ دیا جس پر مشتعل ہوکر
ممتاز نے اڈا فیصل ٹاؤن سٹاپ پر "الف" کو پکڑ کر زبردست تشدد کا نشانہ بنایا جس سے نتیجہ

❶ روزنامہ [illegible] 7 [illegible] 97ء

تک وہ بے ہوش ہوگئی جب کہ ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ بیوی کو اس کے سابق آشنا کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر شوہر کو اچانک "الف" کی پرانی آشنائی کا علم ہوا جس پر وہ بیہوشی کی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ ❶

عاشق جوتے اتار کر بھاگ گیا:

سانگلہ ہل میں شہر کے کثر رسے ویلنٹائن ڈے کو ایک نوجوان نے طالبات کو سرخ گلاب پیش کیے تو طالبات نے گھیر کر اس نوجوان شہزاد احمد کی سرعام چھترول کر دی نوجوان منت سماجت پر اتر آیا لیکن معافی نہ ملی، بالآخر بے چارہ جوتا اتار کر بھاگ نکلا۔ ❷

دیہاتی لڑکی نے چھترول کر دی:

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ کاموکی شہر میں پیش آیا۔ جہاں موٹر سائیکل سوار لڑکوں نے عبداللہ روڈ پر نواحی گاؤں سے آنے والی لڑکیوں کو پھول پیش کیے جس پر لڑکیوں جوتے اتار کر لڑکوں کے سروں پر مارنا شروع کر دیا، جب کہ جوتے کی ایڑھی لگنے سے ایک لڑکے کا سر پھٹ کر خون سے چہرہ سرخ ہوگیا اور راہگیر اکٹھے ہونے پر لڑکے بھاگ گئے۔ ❸

پھول کے ساتھ کانٹے بھی......:

"ویلنٹائن ڈے" کو حافظ آباد شہر میں تین لڑکیاں ٹیوشن سنٹر جا رہی تھیں کہ ایک دور حاضر کے ویلنٹائن اوباش نے ان کو سرخ گلاب پیش کیے تو انہوں نے اس نوجوان کو انتہائی پر اعتماد طریقے سے اپنے پاس بلایا۔ جونہی نوجوان ان کے پاس آیا تو انہوں نے جوتے اتار کر اس کی پٹائی شروع کر دی اور ساتھ یہ کہتی رہیں کہ پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ تاہم عوام کے اکٹھا ہونے سے پہلے ہی ناکام عاشق بھاگ گیا۔ ❹

---

❶ (روزنامہ خبریں 14 اپریل 1997ء)

❷ (روزنامہ انقلاب لاہور، 15 فروری 2004)

❸ (روزنامہ انقلاب، لاہور 15 فروری 2004)

❹ (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 15 فروری 2004)

محبوب کی خودکشی

لاہور کے نواحی علاقے مریدکے میں ویلنٹائن ڈے پر عاشق نے محبوبہ کو گلاب کے پھول بھیجے تو اس نے واپس بھیج دیے جس پر محبوب نے زہریلی دوا کھالی اور حالت غیر ہونے پر ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ دیا۔ ❶

عاشق 97ء

4 مارچ 1997ء کے روزنامہ جنگ میں ایک تین کالمی خبر شائع ہوئی جس میں اخبار نے ایک عاشق 97ء کو متعارف کروایا۔ یہ عاشق 97ء کاموںکی کا باسی ہے اور اس کی محبوبہ کی اس روز شادی تھی مگر کسی اور سے۔ یہی عاشق صاحب کو رنج تھا کہ محبوبہ میری ہے وہ مجلہ عروسی میں پہنچا اور بولا "تم میری نہیں ہو سکتی تو کسی اور کی بھی نہ ہو سکو گی" اس نے فائرنگ کی اور محبوبہ کو موت کی نیند سلا دیا۔ بقیہ خبر پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ "محبت و عشق" کے نتائج کیا ہیں۔

کاموںکی کے نواحی گاؤں بھکرال اور گوجرانوالہ سے باراتیں آئی ہوئی تھیں۔ ایک دلہن کو سینہ عاشق محمد یوسف اپنی محبوبہ کو کسی اور کا ہوتے نہ دیکھ سکا اور نکاح کی رسم سے پہلے ہی عاشق نے کمرے میں پہنچ کر بڑھکیں لگاتے ہوئے کہا "تم میری نہیں ہو سکی تو کسی دوسرے کی بھی نہیں ہو سکو گی۔" ساتھ ہی اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے دلہنوں کے نزدیک بیٹھی ہوئی ان کی تائی صائمہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی جبکہ دلہنیں جانیں بچانے کے لیے بھاگ پڑیں۔ اس واقعہ کے بعد شادی والے گھر میں افراتفری مچ گئی اور مہمانوں نے ملزم کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اسلحہ لہراتے ہوئے فرار ہو گیا۔ بعد ازاں شادی کی رسومات سادگی سے ادا کر کے دلہنوں کو رخصت کر دیا گیا۔ تھلے عالی پولیس نے مقدمہ درج کر کے

---

❶ (روزنامہ صباح لاہور، ۱۵ فروری ۲۰۰۷)

مقتول کی نعش پوسٹمارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی ہے۔

ایک لڑکی دو عاشق:

جامعہ کراچی (گلشن اقبال کیمپس) میں 14 فروری پیر کی صبح دونوں تنظیموں کے کارکن کی جانب سے ایک ہی لڑکی کو ویلنٹائن ڈے پر پھول پیش کرنے پر تصادم کا واقعہ پیش آیا گیا۔ تحریک پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک کارکن نے ویلنٹائن ڈے پر ایک لڑکی کو پھول پیش کیا جبکہ پی ایم ایس او کے کارکن کی جانب سے بھی اس لڑکی کو پھول پیش کرنے پر دونوں تنظیموں کے کارکن آپس میں الجھ گئے۔ جس پر دونوں تنظیموں اے پی ایم ایس او اور پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنان نے ڈنڈوں سریوں اور بوتلوں سے مسلح ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں جانب سے درجنوں طلبہ زخمی ہو گئے۔

یہ ہماری نسل نو کے اخلاقی بحران کی چند جھلکیاں ہیں جنھیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ سب سے زیادہ ایسے اخلاق باختہ واقعات طالب علموں کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ پریشان کن بات یہ ہے کہ اگر مغرب کی پیروی کی روش ختم نہ ہوئی اور حیا باختگی کے ان واقعات کا سد باب نہ کیا گیا تو تم اپنی تہذیب و ثقافت سے عاری ہوں گے ہی کل کلاں ایسے واقعات ہماری بیٹی یا بہن سے بھی پیش آ سکیں گے۔

⊙⊗ ⊗⊙

روزنامہ جنگ لاہور (4-3-97)

اس معاشرے میں عزت سادات بھی گئی!

پانچواں باب:

محبت کیا ہے؟

محبت ایک پاکیزہ جذبے کا نام ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جو ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ انسان میں اس جذبے کی موجودگی اصل میں معاشرے میں اتحاد و اتفاق کے قائم ہونے کا سبب ہے۔ محبت ہی انسان میں باہمی تعلق پیدا کرتی ہے، اس سے ہی معاشرہ قائم و دائم ہے اور اسی جذبے کے تحت انسان میں دل چسپی و نفرت کے آثار جنم لیتے ہیں۔

انسان میں محبت و انسیت کا جذبہ کئی وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے۔ محبت و اخوت نسب کی بنا پر بھی ہوتی ہے، دین کی بنا پر بھی اور وطن بھی اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ صفات کی مماثلت بھی موجب محبت ہے۔ معاملات اور لین دین کی بنا پر بھی محبت ہو جاتی ہے۔ سفلی جذبات، جنسی خواہشات بھی محبت پیدا کر دیتی ہیں لیکن سب کے اسباب، وجوہات اور خواہشات الگ ہیں۔

ان سب محبتوں میں سے مضبوط، قابل اعتماد اور دیرپا دینی محبت ہے جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی اور حالات و حوادث اس میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ محبت کی یہ قسم زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ تاریخ اسلام اپنے اندر ہر دور میں اسلام کی بنا پر قائم محبت اور بھائی چارے کی لازوال مثالیں سموئے ہوئے ہے جو انسان کی اسلام کی بنا پر پیدا ہونے والی حقیقی محبتوں کی عکاس ہیں۔ شخصی محبت کے علاوہ اللہ کی ذات سے محبت بھی ان گنت واقعات رکھتی ہے۔

محبت ہی وجود کا راز ہے:

یوں اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ محبت ہی وجود کا راز ہے، کیوں کہ انسان کا اپنے پروردگار سے تعلق محبت کی بنیاد پر ہی قائم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ)

"اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید ترین محبت کرتے ہیں۔"

اور انسانوں کا اپنا گرد و پیش کے ماحول سے ربط و تعلق بھی محبت کی اساس پر استوار ہے۔ اگر اللہ کی ذات کے حوالے سے انسان اور پروردگار کی محبت کو دیکھا جائے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ محبت کی حدت اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جذبہ پیدا کرتی ہے اس کے نتیجے میں ہم اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور اس کا پیغام پھیلاتے ہیں۔ اس جذبے کے تحت ہم اپنے بھائی بندوں سے اللہ کے لیے تعلق قائم کرتے ہیں، اسی بنا پر "انانیت" دب جاتی ہے اور "ایثار" نمایاں ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں تواضع اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

محبت ہی سے زندگی رواں دواں ہے، کیوں کہ کسی بھی کام سے محبت انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اسے خوبی اور خلوص سے سرانجام دے اور علم سے محبت اس کو علم کے ابلاغ اور اس کی حمایت و تائید کا خوگر بناتی ہے۔

اسلام نے بھی محبت کے فروغ اور اس کے فیض و فضیلت کے بیان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر اپنے محبوب بندوں کا تذکرہ کیا۔ ان کے اوصاف بیان کیے، محبت پیدا کرنے کے طریقے اور وہ کس قدر بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ محبت کے تذکرے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ سید طبی کی تحقیق کے مطابق قرآن کریم میں مادہ "حب" اپنے مختلف مشتقات کی صورت میں بانوے مقامات پر مذکور ہے، اسی طرح بہت سی احادیث سے عیاں ہوتا ہے کہ مومنین کے دل محبت ہی سے شاد و آباد رہتے ہیں۔ اور ان کی انانیت پر محبت ہی کی مضبوط گرفت ہوتی ہے اور اپنے خالق و مالک سے اس قدر قلبی لگاؤ رکھتے ہیں کہ اس کی ہر پسندیدہ چیز سے محبت کرتے ہیں اور اس کی ہر ناپسندیدہ چیز سے نفرت کرتے ہیں۔

محبت کیا ہے؟ اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟ محبت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اس کی کیا کیا

شقیں ہیں آئندہ سطور میں ہم ان کے متعلق آگاہی حاصل کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی محبت:

انسان کو سب سے زیادہ محبت اس پروردگار سے ہونی چاہیے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے لیے زمین و آسمان میں اس قدر نعمتیں پیدا کیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں لہٰذا انسان کے نزدیک سب سے بڑھ کر محبت اللہ کی ہونی چاہیے۔

اس کے تحت رسول اللہ ﷺ کی محبت، فرشتوں کی محبت، اللہ تعالیٰ کا تقرب، توبہ واستغفار، عدل، صدق اور امانت، کسر نفسی، نرم دلی، حیا، انفاق فی سبیل اللہ، مصائب میں صبر و حوصلہ مندی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق۔ یہ سب اللہ سے محبت کی علامات ہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی محبت پھر فرشتوں سے محبت اور اس کے بعد اللہ کے بندوں سے محبت۔

بندوں سے محبت کے حوالے سے پرخلوص دوستی، محبت کا اظہار اور اس کے عملی مظاہر، سلام و آداب، باہمی ملاقات، بیماروں کی مزاج پرسی، خندہ پیشانی سے ملنا، خوش دلی، مہمان نوازی، قبول دعوت، مدد و تعاون، پریشانی کا ازالہ، خیر خواہی اور صحیح مشورہ یہ سب بندوں سے محبت کے اظہار کے طریقے اور علامتیں ہیں۔

اس کے بعد ہم اس محبت کا تذکرہ بھی کر سکتے ہیں جو موجودہ معاشرے میں رائج ہے جیسے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے اور جو خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے الا ماشاء اللہ ہر گھر میں اپنے پنجے گاڑ چکی ہے۔ اس کے خطرناک نتائج ہماری مٹتی ہوئی اخلاقی اقدار کا نوحہ پڑھ رہے ہیں۔

ہاں محبت کا انداز اور اظہار ہر نفس کا الگ معاملہ ہے۔ اس کے محبوب پر منحصر ہے کہ فریق ثانی اس کو کس قدر محبوب ہے۔

فضیلۃ الشیخ سید حسین نے اپنی کتاب ''محبت کی حقیقت'' میں محبت کے چار درجے بیان کیے ہیں:

محبت کے درجات:

① پہلا درجہ: استحسان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والا کسی صورت کو خوب صورت سمجھے اور اس کے اخلاق و عادات کو اچھا سمجھے۔ اسے تعارف بھی کہا جاتا ہے۔

② دوسرا درجہ اعجاب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے والا اس خوب صورت چیز یا شخص کے قرب کا آرزو مند ہو۔

③ تیسرا درجہ کلف ہے، یعنی: اکثر اوقات دل میں اس کا تصور رہے۔ اسے غزل میں عشق کہا جاتا ہے۔

④ چوتھا درجہ شغف ہے۔ گویا کھانا پینا اور سونا تقریباً ختم ہو جائیں۔ بسا اوقات اس کے نتیجہ میں بیماری، جنون، بلکہ موت تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ محبت کا انتہائی درجہ ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔

مراتب محبت:

محبت کے 13 مراتب ہیں:

① مُحبّت، ② مَوَدّت، ③ مِقَہ، ④ خُلّت، ⑤ مُصافاۃ، ⑥ مُصادقۃ، ⑦ اِخلاص، ⑧ خِذانہ، ⑨ اُلفت، ⑩ مُسامرۃ، ⑪ اُنس، ⑫ خِلطت، ⑬ عِشرت

مندرجہ بالا ترتیب کے مطابق محبت کرنے والے کو:

① حبیب، ② وَدید، ③ وَمیق، ④ خلیل، ⑤ صَفِی، ⑥ صدیق، ⑦ خلیص، ⑧ خَدین، ⑨ اَلیف، ⑩ سَمیر، ⑪ اَنیس، ⑫ خلیط، اور ⑬ عَشیر کہا جاتا ہے۔

محبت کے انداز:

محبت کے تمام انداز ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ محبوب

سے رغبت ہوتی ہے اور اس کی مخالفت بری محسوس ہوتی ہے۔ محبت کے نتیجے میں محبوب سے جڑنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ خواہش ہر شخص کے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اغراض و مقاصد طلب کی کمی بیشی کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایک محبت نیکی بھی ہوتی ہے۔ جس کا واحد مقصد اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہے۔

دینی مفہوم:

فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محبت عبادت کا خلاصہ اور عبودیت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محب وہی ہو سکتا ہے جو اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کی پیروی اور اطاعت عبودیت کے بغیر ممکن نہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''العبودیة'' میں محبت کا مفہوم تفصیل سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت پہلی امتوں کے مقابلے میں بہت کامل ہے اور ان کی عبودیت بھی ان کے مقابلہ میں مکمل ترین ہے۔

ان کا خیال ہے کہ لفظ عبودیت انتہا درجے کی عاجزی اور محبت کو کہا جاتا ہے، کیوں کہ عربی میں قلب متیّم اس دل کو کہا جاتا ہے جو محبوب کا غلام ہو۔ ''متیّم'' غلام کو اور ''تیم اللہ'' اللہ کے بندے کو کہا جاتا ہے۔

انھوں نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ جس عبادت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس میں ذلت، یعنی عاجزی اور محبت کے معنی پائے جاتے ہیں، لہٰذا عبادت کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور انتہا درجے کی محبت کے اظہار کے ساتھ نہایت درجہ عاجزی بھی ظاہر کی جائے کیونکہ محبت کا آخری درجہ تتیّم ہے اور ابتدائی درجہ علاقہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دل محبوب سے متعلق ہو جاتا ہے دوسرا درجہ صبابہ ہے، کیوں کہ دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کے بعد غرام کا مرتبہ ہے، یعنی ایسی محبت جو دل کے اندر جاگزیں ہو گئی ہو۔

⊙ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبادت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے

محبت ہے۔ اس کے علاوہ کسی سے محبت نہ ہو، اگر کسی سے ہو تو محض اللہ کی وجہ سے صرف اسی کی خاطر ہو۔"

⑥ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کامل محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبت کی جائے کیونکہ جب تک کسی اور کی طرف توجہ رہے گی، دل کا کوئی نہ کوئی گوشہ غیر اللہ کی طرف ضرور متوجہ رہے گا اور جس قدر غیر اللہ میں مصروفیت ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی جائے گی۔" ❶

محبت کا جہاں بھی تذکرہ ہوگا تو مفہوم یہی بیان ہوگا جو امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اپنی خواہشات کی بنا پر ہمارے ہاں مروجہ عشق و محبت حقیقی محبت سے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ بقول امام غزالیؒ:

"محبت میں سب سے افضل بات یہ ہے کہ انسان پاک باز رہے، گناہ کے ارتکاب سے بچے، اپنے خالق و مالک کی طرف سے ملنے والی جنت کی جزا سے محروم نہ ہو سکے، بے پناہ احسان کرنے والے پروردگار کی نافرمانی نہ کرے، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایت اور احسان ہے کہ اس نے اسے اس مرتبے پر مشتمل بڑی جماعت کا اہل کیا، اس کی طرف اپنے رسول بھیجے اور اپنے مقدس کلام سے نوازا۔"

نفسانی خواہشات کی لذتوں، دل کی چاہتوں کے پیچھے اپنی زندگی و آخرت برباد کر بیٹھنے اور دنیا و آخرت میں رسوائی کا بھی موجب بنے اور معاشرتی بے راہ روی کا بھی شکار ہے۔

کہتے ہیں کسی نے ابن الجوزی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو بہت خوب صورت دوشیزہ سے عشق ہو جائے تو کیا وہ اس کے مدد، آنکھوں یا خدوخال کو بوسہ دے سکتا ہے؟ یا اس

❶ محبت کی حقیقت، ترجمہ مطبوعہ دارالسلام، صفحہ [illegible]

سے بچ نکل سکتا ہے، جب کہ اس کے دل میں بدکاری وغیرہ کا تصور ہو؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''یہ تمام چیزیں ہماری شرع میں حرام ہیں کیوں کہ ان کی بنیاد شہوت ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بلائے عشق سے شفا کی دعا کرے تاکہ عذابِ عشق سے بچ سکے، نیز صبر سے کام لے، اپنے عشق کا اظہار بھی نہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاک باز بھی رہے، اگر پاک بازی اور صبر کی حالت میں اُسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا اور اسی طرح کی نعمتیں اسے جنت میں عطا فرمائے گا۔''

یہ ہے حقیقی محبت اور اس کے مظاہر، اس کے برعکس ہم جسے محبت و عشق کا نام دیتے ہیں وہ جنسی مقاصد کی تکمیل کے لیے بے حیائی و فحاشی کے کھلے مظاہر تو ہیں ''محبت'' نہیں اصل محبت وہی ہے جس کے بارے میں صحابیٔ رسول ﷺ نے فرمایا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

''تین صفات جب کسی شخص میں پیدا ہو جائیں تو وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرنے لگتا ہے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جائیں، دوسرے یہ کہ وہ جس سے بھی محبت کرے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کرے اور تیسرے یہ کہ اسے آگ میں چھلانگ لگادینا کفر کی طرف منہ کرنے سے زیادہ پسند ہو۔''❶

○۞.....۞○

❶ (صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب حلاوة الإیمان، حدیث:١٦)

ویلنٹائن جیسی محبت کرنے والے دو عاشقوں کی حالت زار بیان کرتی دو خبریں

چھٹا باب:

محبت کے دیوتا کا تہوار

تاریخ انسان کے ہر دور میں ویلنٹائن جیسے جنسی جذبات کے حامل لوگ محبت کی آڑ لے کر اپنے سفلی جذبات پورے کرتے رہے، اس لیے تاریخ میں کئی ایسے راسپوٹین کا تذکرہ ملتا ہے جو ایسے ہی طور طریقے اپنا کر اپنا کھیل کھیلتے رہے۔ ویلنٹائن کے علاوہ ایک شخصیت ایڈونس کی بھی ہے جسے محبت کا دیوتا بھی کہا جاتا ہے اور ویلنٹائن کی یاد کی طرح اس کی یاد میں بھی تہوار منائے جاتے رہے۔

ایڈونس کی یاد میں مغربی ایشیا اور یونانی علاقوں میں تہوار منایا جاتا۔ دیوتا کی موت کے سوگ میں عورتیں آہ و زاری کرکے ایڈونس کی لاش کی شبیہ تیار کی جاتی، کفن پہنایا جاتا، خود عورتیں بھی کفن پہن کر بین کرتیں پھر اس پتلے کو سمندر یا چشمے کے پانی میں پھینک دیا جاتا مختلف علاقوں کے لوگ اپنے موسمی حالات کی مناسبت سے تہوار کے دن کا تعین کرتے۔ اسی طرح تہوار بھی ہر علاقے میں مختلف انداز میں منایا جاتا۔

مصر میں اسکندریہ کے لوگ محبت کی دیوی اور دیوتا کے تہوار کے موقع پر دو گاڑیوں کو سجاتے ان پر ہر قسم کے پختہ میوے، پھل سبزیاں رکھی جاتیں اور اس کے کناروں پر سونف کے تازہ پودے باندھے جاتے۔ تہوار کے دنوں میں ہی عشاق کو رشتہ ازدواج میں باندھا جاتا اگلی صبح عورتیں ماتمی جلوس نکالتیں۔ جلوس میں شامل عورتیں اپنے بال بکھیرے برہنہ سینہ ساحل سمندر پر جا کر سوگ مناتیں تاہم ان کے سوگ میں امید کا رنگ غالب ہوتا انھیں یقین ہوتا کہ ایک نہ ایک دن مرنے والا ضرور واپس آئے گا۔ یہ تہوار فصل پکنے کے بعد

گرمیوں کے موسم کے آخری ایام میں منایا جاتا۔

عصمت کی قربانی:

تونیشیا کے عظیم شہر بابل کے مقدس معبد میں ہر سال بانسری کی لے پر روتے، چیختے چلاتے ہوئے یہ سوگ کا تہوار منایا جاتا۔ سوگوار سینہ کوبی کرتے ہوئے محبت کے دیوتا کے پتلے کو دریا میں پھینکتے انہیں اس بات کا مکمل یقین ہوتا کہ اگلے دن محبت کا دیوتا دوبارہ شہر میں زندہ موجود ہوگا اور اپنے چاہنے والوں کو جنت میں بھیجے گا زمین پر باقی بچ جانے والے عقیدت مند اس غم میں اپنے سر بالکل اسی طرح منڈوا لیتے جیسے قدیم مصری مقدس بیل (Apis) کے سوگ میں منڈواتے تھے۔ اس موقع پر عورتیں اپنی زلفیں دیوتا کے سوگ میں کٹوانے کی بجائے اپنی عصمت اجنبی زائرین کو پیش کرنا زیادہ مناسب سمجھتیں اور اس قربانی کے عوض حاصل ہونے والی دولت کو معبد میں جمع کروادیتیں۔

تونیشیائی لوگوں کے اس تہوار کو بیساکھی جیسا تہوار کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس موقع پر بھی فصل پک جاتی تھی۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں موجود ایک روایت کی طرح ان ایام میں محبت کے دیوتا کے سوگ میں دریائے ایڈونس کا رنگ بھی تبدیل ہو جاتا تھا۔ لہٰذا جس دن دریا کے پانی کا رنگ تبدیل ہوتا اس دن تہوار کا آغاز ہو جاتا۔ آج بھی جو سیاح اس علاقے میں جاتے ہیں، دریا کے پانی کی رنگت کی تبدیلی کی گواہی دیتے ہیں۔

گلاب کا رنگ سرخ کیوں؟

اسی طرح جب کوہ لبنان کے سرخ رنگ کے ناقص پتھریلے پہاڑوں پر بارش برستی تو دریاؤں اور ندی نالوں کا پانی سرخ رنگ اختیار کر جاتا اور توہم پرست لوگ سمجھتے کہ محبت کے دیوتا کے سوگ میں اس کی موت کے دن پانی کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ شام کی طرف بہنے والے ندی نالوں کا پانی بھی سرخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شام کے عیسائی انہی ایام میں ایسٹر بھی مناتے ہیں۔ اس موقع پر کھلنے والے ایک پھول کا نام بھی محبت کے دیوتا کی نسبت سے

گل نعمان رکھا گیا ہے۔ عرب معاشرہ آج بھی اس پھول کو "شقائق النعمان" ہی پکارتا ہے" نعمان کے زخم" گلاب کے سرخ پھولوں کے بارے میں روایت ہے کہ جب دیوتا زخمی ہوا تو محبت کی دیوی نے اسے سفید گلاب کے پودوں پر لٹا دیا لیکن گلاب کے کانٹوں سے محبت کے دیوتا کا جسم مزید زخمی ہو گیا اور اس کا مقدس خون جب ان سفید پھولوں پر گرا تو ان کا رنگ سرخ کر گیا اور یہ سرخ رنگت تا قیامت اس واقعے کی یاد دلاتی رہے گی۔ تاہم یہ روایت اتنی ہی کم زور ہے جتنی پھول کی ٹہنی۔ یہ سب اندھی عقیدت اور توہم پرستی ہے۔ ویسے بھی دمشقی گلاب موسم بہار اور گرمیوں میں کھلتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ یہ تہوار یونان قبرص اور شام میں گرمی کے موسم میں منایا جاتا تھا۔ جن گلیوں سے جلوس گزر کر محبت کے دیوتا کا پتلا سمندر کے حوالے کرنے جاتا راستے کی تمام گلیاں اور سڑکیں مصنوعی لاشوں سے اٹ جاتیں اور فضا عورتوں کی آہ و بکا سے سوگوار ہو جاتی۔ کئی صدیاں گزرنے کے بعد شہنشاہ جولین انطاکیہ (Antioch) نے اپنے کانوں سے ماضی کے ان تمام جلوسوں کی آوازیں سنی ہوں گی۔

محبت کے دیوتا کی ماں:

بھارتی اور یورپی تہوار میں بھی اسی بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے اسی طرح اسکندریہ (مصر) اور بھارت دونوں میں دیوی دیوتا کی شادی کا تہوار منانے کے لیے پتلے بنائے جاتے ہیں۔ فلوٹ تیار کیے جاتے ہیں اور یہ تہوار فصل کٹنے کے بعد منائے جاتے ہیں۔ میری رائے کے مطابق محبت کی دیوی اور دیوتا کے کردار فرضی ہیں اصل خوشی فصل گھر آنے کی ہوتی ہے۔ فرضی کرداروں کو مر (Myrrh) کے اگنے اور پھل دار ہونے کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے کیوں کہ اس پودے کو پھل دس مہینوں کے بعد لگتا ہے۔ کہانی کچھ یوں بنائی گئی ہے کہ محبت کے دیوتا کی ماں حاملہ ہونے کے بعد "مر" کی شکل اختیار کر گئی اس کی یاد میں آج بھی تہوار کے موقع پر "مر" کو لوبان کی دھونی دی جاتی ہے یا دو عاں دہکائے جاتے ہیں۔ بابل کے علاوہ یہودی بھی جنت کی ملکہ

"اسفریت" کی یاد میں لوبان کا بخور جلاتے ہیں۔ آگے چل کر سہالی تک بیان کیا جاتا ہے
کہ محبت کا دیوتا نصف یعنی چھ ماہ زیر زمین رہتا ہے اور باقی وقت زمین کے اوپر گزارتا
ہے۔ ہر صاحب شعور انسان اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ سال کا ایک تہائی حصہ
زمین سبزے سے خالی رہتی ہے اور دو تہائی حصہ میں زمین کا سینہ سرسبز و شاداب نظر آتا
ہے۔ چونکہ یورپ میں سردیوں کے موسم میں سورج نظر نہیں آتا اور ہر وقت دھند چھائی
رہتی ہے لہٰذا ان لوگوں نے سورج کو زندگی کا دیوتا قرار دے دیا لیکن گرم اور نیم گرم مرطوب
خطوں میں یہ بات نہیں تھی تاہم ان خطوں میں سردیوں میں دھوپ کی تمازت میں کمی سی
آ جاتی ہے لہٰذا موسموں کا یہ قدرتی تغیر بھی اس مفروضے کو غلط قرار دیتا ہے۔ بدقسمتی سے
بیلی (Bailly) نامی ماہر فلکیات نے قطبین کے موسم سے جہاں سال میں چھ مہینے تک
سورج بالکل نظر نہیں آتا اور بعض مقامات پر پورے سال میں صرف چند گھنٹے نظر آتا ہے،
لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ محبت یا زندگی کے دیوتا کی کہانی قطبین کے
ممالک سے آئی ہے، کیوں کہ انہی علاقوں کے رہنے والے لوگ سورج کو زندگی کا دیوتا مان
کر اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔ تمام گرم خطوں کے لوگوں نے بھی دوسروں کی دیکھا دیکھی
ان تہواروں کو منانا شروع کر دیا۔

اشک بہاتی دیوی:

تاموز (Adonis) یا فصل کے دیوتا کی یاد میں منائے جانے والے ایک تہوار کا
ذکر دسویں صدی کے ایک عرب مصنف نے بھی کیا لیکن اس نے مختلف علاقوں میں اس
تہوار کو منانے کے مختلف انداز بیان کیے ہیں۔ بابل کے لوگ شاید اس تہوار کو وسط جولائی
میں "البکات" نامی دیوی کی یاد میں مناتے تھے۔ یہ دیوی ایک الگ باوقار عورت تھی، جو
"تاموز" دیوتا کی یاد میں ہر وقت آنسو بہاتی رہتی۔ کیوں کہ اس کے آقا نے انتہائی
سنگدلی سے تاموز کو چکی میں پسوا کر اس کی ہڈیوں کو چورا ہوا میں بکھیر دیا تھا۔ اس
تہوار کے موقع پر چکی کی پسی ہوئی اشیاء کھانے کی بجائے کھجور، گندم اور گوشت سے بنی اشیاء

کہلائی جاتی تھی۔ ان لوگوں کا معبود دیوتا دراصل تاموزی تھا جسے بعد [illegible] نے جان (John) کا نام دیا۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ محبت یا زندگی کے دیوتا کا تہوار (ویلنٹائن) فصل پکنے کے زمانہ میں منایا جاتا تھا۔ انسان کو خانہ بدوشی ترک کئے صدیاں بیت چکی ہیں اور اب وہ زمین کا بیٹا کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ دھرتی ماں کے سینے سے پھوٹنے والے اناج اور پانی کے چشموں سے پیٹ کے دوزخ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ فصلوں کی زندگی کو وہ محبت کی دیوی کا مرہون منت سمجھتا ہے اور اپنے آباؤ واجداد سے ملنے والی محبت کی دیوی اور دیوتا کی پوجا اس کے مذہب کا حصہ بن چکی ہے۔ کیونکہ سورج سے دھوپ اور زمین سے غلہ حاصل ہوتا ہے لہٰذا کم عقل اور جاہل انسان نے خدا کو بھول کر مظاہر فطرت کو خدائی کا درجہ دے دیا یا خدا کی خدائی میں حصہ دار سمجھ لیا۔ انسان کی اس کج فہمی کو جنگل بھوک اور خوف کے جن نے دی اور وہ توہم پرستیوں میں گرتا ہی چلا گیا۔

دیوتا کی یاد میں عورتوں کے آنسو:

فادر لاگرینج (Lagrange) کے خیال کے مطابق دیہاتوں کا فصل کی کٹائی کے بعد رونا اس لیے ضروری ہے کہ فصل کی کٹائی کے دوران زندگی کا دیوتا بیلوں کے پاؤں تلے روندا جاتا ہے اور پھر تقریباً 6 ماہ تک اس کی شکل نظر نہیں آتی۔ مرد اس کی یاد میں خندیں کراتے جب کہ عورتیں گھر پیچھے آنسو بہاتی ہیں۔ جن علاقوں میں محبت کے دیوتا کی پوجا ہوتی تھی اور لوگ اس کی یاد میں تہوار مناتے تھے بعینہٖ یہی ایام ہوتے جن میں جو اور گندم کی فصل پک کر گھروں کو آجاتی تھی۔ بالعموم یہ تہوار بہار اور گرمی کے موسم میں منائے جاتے۔ اسی طرح مصری لوگ مکئی کی فصل کو دوران کٹائی ہی آئسیس (Isis) دیوی کی یاد میں آنسو بہانا شروع کر دیتے نیز یہ قبائل اپنے پالتو جانوروں کو اس موقع پہ ذبح کر کے آنسو بہانے کا سامان کرتے۔

محبت یا زندگی کے دیوتا کی موت سے یہ اخذ نہ کیا جائے کہ واقعی اس کا مطلب اس

کی موت تھا بلکہ یہ موقع تو خوشی کا تھا۔ فصل کھیت سے کٹنے کے بعد گھر آتی ہے۔
اس کے بعد اسے چکی میں پیس کر آٹا حاصل کیا جاتا ہے، جس پر انسانی گزر اوقات کا انحصار
ہے۔ لیونٹ (Levant) کے عوام فصل آنے کے موقع پر خوشی کا اظہار بھی کرتے اور
گرمیوں کے آخر میں یا خزاں کے آغاز پر جب پانی ختم ہو جاتا، سبزہ ختم ہونے پر اپنے
دکھ کا اظہار بھی کرتے۔ کیوں کہ زمانہ قدیم میں جب انسان صرف گلہ بانی کرتا تھا، سبزہ ختم
ہونے پر اسے اپنی اور جانوروں کی بھوک مٹانے کا کوئی سامان نظر نہ آتا۔ اس زمانے میں
انسان مختلف قسم کے خشک میوے جمع کر کے اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے سردیوں کی
خوراک کا بندوبست کرتا۔ اس کے علاوہ سردیوں کا سارا وقت وہ محبت اور زندگی کے دیوتا
کی عبادت کرتے گزارتا اور جب موسم تبدیل ہونے پر اس کے ہوش ٹھکانے آتے تو اسے
ہر طرف عورتوں کے بڑھے ہوئے پیٹ، کھیتوں میں لہلہاتی فصلیں، مادہ اور تازہ پھلوں کی
آمد کی چہل پہل نظر آتی تو پھر ایسے وقت میں انسان اپنے محسن کے کھو جانے کا غم کیوں
نہ مناتے۔ کون ایسا شخص ہے جو خزاں کی آمد پر چنار سے گرتے سرخ پتوں کو دیکھ کر غمگین
نہیں ہو جاتا۔ فرق یہ تھا کہ ان لوگوں نے مظاہر قدرت کی کثرت کو الوہی اختیارات کا حامل
سمجھ لیا تھا اور آج کا انسان انبیاء کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق مظاہر کو وحدت کے
مظہر سے زیادہ کوئی مقام نہیں دیتا۔

انسان کی بھینٹ:

یوں لگتا ہے جیسے اس مندونی میں ایڈونس نام کا کوئی شخص تھا، جس کی موت بھرپور
جوانی میں واقع ہوئی۔ اس کی گواہی اس سے بھی ملتی ہے کہ بوقیانوس کے مشرقی علاقوں میں
مکئی کے کھیت میں ہر سال ایک انسان کو فصل کی دیوی کے نام پر قربان کیا جاتا۔ ایسا محسوس
ہوتا ہے جیسے وہ لوگ انسانی بھینٹ کے ذریعے ایڈونس کی خوشنودی حاصل کرتے تھے۔ یہ
لوگ مرنے والے کا مقدس خون مکئی کی بالیوں کو لگاتے اور خیال کرتے تھے کہ اس طرح بالی
میں زیادہ دانے پڑیں گے اور یہ موٹے ہوں گے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اس طرح کرنے سے

رکھتے ہیں ان کی تمام تر توجہ مرنے والوں کے بھوتوں کو بھگاوں میں تلاش کرنے میں صرف ہوتی ہے جو فصل کٹنے کے موسم میں وہاں نمودار ہو جاتے ہیں۔

"محبت کے دیوتا" کے تہوار منانے اور ان تہواروں میں ہونے والی مستیوں کی چند جھلکیاں ان لوگوں کی ہیں جنہیں آج کا انسان پتھر کے زمانے کے لوگ کہتا ہے اور ساتھ ہی انہیں دقیانوسی باتیں خیال کرتا ہے لیکن حیرت ہے کہ "ویلنٹائن ڈے" پہ وہ بھی کام خود کرتا ہے اور جو صدیوں قبل کے نام نہاد لوگ کرتے تھے۔

O۔O

ساتواں باب

ویلنٹائنی محبتوں کا انجام

- عشق کا بھوت نفرت میں بدل گیا۔ محبت کی شادی کا دردناک انجام، خاوند کے ہاتھوں محبوبہ قتل۔
- عشق کی خاطر بہن نے بھائی کو قتل کر دیا۔ محبوبہ محبوب سمیت حوالات میں بند۔
- ناکام عاشق نے لڑکی کو والدین بیٹا اور ایک بچی سمیت قتل کر دیا۔
- محبت میں ناکامی پر دو بھائیوں نے خودکشی کر لی، ماں صدمے سے چل بسی۔
- محبت میں ناکامی نوجوان ٹرین کے آگے کود گیا، جسم دو ٹکڑے۔

یہ وہ اخباری سرخیاں ہیں جو نام نہاد "محبت" کی بنا پر معاشرتی المیہ بن کر آئے روز اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ نسل نو وہ محبت کرتی ہے جو ہمارے معاشرے اور خاندانی نظام حیات میں تیزی سے بگاڑ پیدا کر رہی ہے۔ بھارتی فلموں، کیبل اور عشقیہ ڈراموں سے پھیلتے اس زہر نے تیزی سے نسل نو میں سرایت کیا ہے اور اس کا نتیجہ آئے روز کسی نہ کسی حادثے کی صورت میں سامنے آتا رہتا ہے کیا یہ محبت ہے؟ اگر ہے تو کس درجے کی؟ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اسے جذباتی یا جنسی محبت کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا جو بلاشبہ ایک قبیح بیماری ہے اور کہا جاتا ہے کہ جذباتی محبت (عشق) کا سب سے برا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے ہٹ جاتی ہے اور مخلوقات ہی اس کا محور و مرکز بن کر رہ جاتی ہیں۔ علمائے سلف نے جذباتی عشق و محبت کے تباہ کن اسباب و نتائج کا بھرپور تجزیہ کیا ہے اور اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شکل وصورت کا عشق ایسے دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتے ہوئے ادھر ادھر منہ مارتے پھرتے ہیں۔ جب کوئی دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق سے بھر جاتا ہے تو اسے کسی صورت کے عشق کی بیماری نہیں لگتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/۲۴)

"ہم نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں۔ یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں شامل تھا۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق اور اس کے آثار ونتائج، گناہ اور بے حیائی کو دور کرنے کا ذریعہ صرف اخلاص ہی ہے، چنانچہ بعض علماء نے فرمایا ہے:

"عشق اس دل کی بیماری ہے جو اپنے اصلی محبوب، یعنی اللہ تعالیٰ کے جمال سے حاصل سے خالی ہے۔"❶

پس ثابت ہوا کہ نفسانی عشق درحقیقت دل کی بیماری ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت سے ہی دور کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی پابندی، اور ہر وقت اس کی یاد اس بیماری کے خاتمے کا موثر ذریعہ ہے۔ یہ سب اس وقت ہے جب دل کسی جائز صورت کا عاشق ہو۔ اگر کسی کا دل حرام صورت پر عاشق ہو، چاہے وہ کوئی عورت ہو یا بچہ۔ تو یہ ایک ایسا عذاب ہے جس سے بڑے کسی عذاب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

خطرناک بیماری:

شکل وصورت کا عاشق دراصل وہم کا شکار ہوتا ہے اور اپنے حواس کے دھوکے

❶ (زاد المعاد: ۴/۱۹۱)

میں رہتا ہے وہ اپنے جنون عشق میں اطاعت اور ایمان کے میدان سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ایسا کچا عاشق جب کسی صورت کا غلام بن جاتا ہے تو ہر قسم کا شر و فساد اسے گھیر لیتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ ایسا شخص اگر بدکاری سے بچ جائے تب بھی اس کے دل کا ہر وقت شکل و صورت کے تصور میں مگن رہنا کیا کچھ کم نقصان دہ ہے؟ گناہ کرنے والا تو ممکن ہے توبہ کر لے اور گناہ کے اثرات سے بچ جائے مگر یہ شکل و صورت کا سودائی تو ہر آن، ہر گھڑی مبتلائے معصیت ہے اور یہ عذاب صرف اس بنا پر ہے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اور وہ خود عبادت سے لاپروا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس (عشق نامی) بیماری کا سبب سے بڑا جب دل کا اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا ہے، کیوں کہ دل جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزہ چکھ لے تو اسے کوئی چیز اس سے بڑھ کر لذت بخش محسوس نہیں ہوتی۔" ❶

پھر یہ محبت، یعنی نفسانی عشق صرف ایک شخص ہی کے لیے بدبختی اور مصیبت کا باعث نہیں بلکہ اس کا اثر پورے معاشرے میں پھیل جاتا ہے، کیوں کہ اس قسم کی محبت معاشرے میں بدبختی اور فضولیت کو جنم دیتی اور پورے معاشرے سے مبتلائے عشق کا ناتا کاٹ دیتی ہے اس طرح وہ اس شخص کو اس کے باطنی خول میں بند کر دیتی ہے۔

پروفیسر رفاعی سرور دلکش صورت جال کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"چوں کہ جاہل انسان فراغت پسند ہوتا ہے اور نفسانی محبت کے خفیہ احساسات کے ذریعے سے وہ اپنے محبوب کے قریب ہوتا رہتا ہے، کیوں کہ اس کا کوئی اور مقصد تو ہوتا نہیں، اس لیے وہ اسی محبت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتا ہے۔ جب جہالت کا مارا ایک شخص ناروا محبت کا شکار ہوتا ہے تو وہ عبودیت کی حد تک محبت کرتا ہے اور جب وہ اپنی محبت میں ناکام ہو جاتا ہے تو پاگل ہو

❶ [العبودیۃ لابن تیمیۃ، ص: ٤٤]

جاتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے، کیوں کہ وہ زندگی کو صرف اپنی ناکام محبت تک ہی محدود سمجھتا ہے، لہٰذا جب کوئی انسان فاسقانہ محبت کا شکار ہوتا ہے تو سب سے بڑا خطرہ یہی ہوتا ہے کہ اب وہ ہر کام سے عاجز آ جائے گا، چہ جائیکہ وہ کسی عظیم پیغام کا علم بردار ہو۔"❶

لیکن جذبہ محبت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بلند پایہ پیغام سے ہم آہنگ ہو جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اگر جذبہ محبت صرف طبیعت اور شہوت کے زور پر پروان چڑھے گا تو انسان انسانی درجے سے گر جائے گا اور حیوانات کی طبیعت کے زیادہ قریب ہو جائے گا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان بنا کر عزت بخشی ہے اور اپنی مقدس امانت اس کے سپرد کی ہے۔ محبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جذبہ محبت کو عفت و پاکیزگی سے آراستہ رکھے اور شریعت کے مطابق عمل کرے۔

درحقیقت اصل اعتبار اس طریق کار کا ہے جو ایک محبت کرنے والا اختیار کرتا ہے۔ بہت ممکن ہے کوئی محبت کرنے والا اپنی کم عقلی کی بنا پر محبت میں ایسا راستہ اختیار کرلے جس سے مطلوب حاصل نہ ہو۔ پس قابل تعریف محبت وہی ہوگی جو ٹھیک ہو نہ کہ وہ جو فاسد ہو اور اس کا راستہ بھی بند گلی کو جاتا ہو جیسا کہ آج کل مال و دولت سرداری اور خوب صورتی کے دیوانے عاشق کرتے ہیں۔ اس سے ان کو نقصان بھی ہوتا ہے اور مطلوب بھی حاصل نہیں ہوتا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جذبہ عشق دلوں کو غلام بنا لیتا ہے، روح کو قید کر لیتا ہے اور اسے ذلت و رسوائی کی گہری کھائی میں گرا دیتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جب کسی آدمی کا دل کسی عورت کی محبت میں اٹک جائے، چاہے وہ اس کے

❶ (بت اللہ عوۃ لو فاضی سرور، ص:۱۲۶)

لیے مباح ہی ہو تو اس کا دل اس عورت کا قیدی بن جائے گا اور عورت اس کی شخصیت میں اپنی مرضی و منشا کے مطابق تصرف کرے گی۔ وہ بظاہر اس کا سردار، خاوند اور مالک معلوم ہوگا مگر درحقیقت وہ اس کا قیدی اور غلام ہوگا۔ بالخصوص اس وقت جب عورت کو علم بھی ہو کہ وہ میرا محتاج اور عاشق ہے اور میرے علاوہ گزارا نہیں کر سکتا۔ اس وقت وہ عورت اس پر ایسے حکم چلائے گی جیسے ایک ظالم سردار اپنے مجبور غلام پر حکم چلاتا ہے بلکہ عورت کا ظلم اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہوگا۔ کیونکہ دل کی اسیری جسمانی قید سے بدتر ہوتی ہے اور دل کی غلامی بدن کی غلامی سے کڑوی۔ جس شخص کا بدن غلام ہے مگر اس کا دل مطمئن اور خوش ہے تو اسے کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ ممکن ہے وہ آزادی کا کوئی حیلہ کرے لیکن جب جسم کا بادشاہ، دل ہی غلام بن جائے اور غیر اللہ کا قیدی تو یہ حقیقی ذلت اور قید کا آخری درجہ ہے۔" ❶

ہمارے ہاں ہندی فلموں کے ذریعے در آنے والی محبت معاشرے میں فروغ پا رہی ہے یا جسے ہم "محبت" سمجھتے ہیں وہ اس سے مختلف نہیں یہ محبت نہیں تباہی و بربادی ہے۔ جس کی چند جھلکیاں یہ ہیں:

جنونی عاشق نے محبوب زندہ جلا کر خود کو آگ لگا لی۔

گوجرانوالہ کے لطیف نے رشتے سے انکار پر شبانہ کو گھر بلا کر آگ لگا دی، موقع پر ہلاک۔ لطیف بھی خود سوزی کی کوشش میں جھلس گیا، ہسپتال داخل، پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔ گوجرانوالہ کے محلہ رحمان پورہ گلی نمبر ۲ کے نوجوان محمد لطیف کا اپنی نوجوان ہمسائی شبانہ کوثر سے معاشقہ چل رہا تھا۔ گھر والوں نے رشتہ مانگا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ مشتعل ہو کر جنونی لطیف نے شبانہ کو اپنے گھر بلایا اور اس پر پٹرول چھڑک کر آگ

---

❶ مجموعۃ لابن تیمیۃ، ص: [illegible]

لگادی جس سے شبانہ موقع پر ہی ہلاک ہوگئی۔ جب کہ لطیف خود بھی جھلس گیا جسے ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

عزت بھی گئی اور ناک بھی کٹ گئی:

لاہور کے علاقے باغبانپورہ کی ایک لڑکی راولپنڈی کے ایک ہوٹل ڈی مال سے برآمد ہوئی۔ لڑکی کی حالت انتہائی خراب تھی اس کی ناک کٹی ہوئی تھی اور عزت برباد ہو چکی تھی۔ لڑکی سے زبردستی اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنتی رہی۔ سات روز بعد اس کی "محبت" ختم ہو گئی محبوب بھاگ گیا۔ عزت لٹ گئی ماں باپ کی ناک کٹی اور خود لڑکی کے چہرے سے بھی ناک کاٹ دی گئی بقول لڑکی کے اس کا نام صائمہ عرف شہناز ہے وہ لاہور کے علاقے باغبان پورہ کی رہائشی ہے وہاں اس کی "شناسائی" وحدت کالونی کے ایک نوجوان ملک جہانگیر سے ہوئی۔ ملک جہانگیر نے اسے مستقبل کے بڑے سہانے سپنے دکھائے اور بالآخر اسے شادی کا جھانسہ دے کر راولپنڈی کے ہوٹل ڈی مال میں لے آیا۔ ملک جہانگیر چار پانچ دنوں تک صائمہ کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا۔ اس دوران ہوٹل کا بل ۳۰ ہزار روپے بن گیا تو ملک جہانگیر صائمہ کو اکیلا چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ہوٹل والوں نے صائمہ کو ہوٹل میں نظر بند کر دیا کہ بل ادا کرو۔ دو دن بعد ملک جہانگیر کا دوست عمران شاہ ہوٹل آیا اس نے جہانگیر سے ۸۰ ہزار روپے لینے تھے صائمہ کے مطابق اس نے اسے کہا کہ ملک جہانگیر نہیں ہے تو کیا ہوا رقم تم دو۔ صائمہ نے اسے کہا کہ وہ تو پہلے ہی تیس ہزار روپے کے عوض ہوٹل میں بند ہے۔ عمران شاہ نے اسے اس شرط پر رقم نہ دینے کو کہا کہ وہ اس کی ناپاک خواہش پوری کرے۔ صائمہ کے انکار پر بقول اس کے عمران شاہ نے خنجر نکالا اور اس کی ناک کاٹ دی اور دو دنوں تک اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا۔ جب اس کی حالت نازک ہو گئی تو وہ بھی چپکے سے فرار ہو گیا۔ صائمہ نے کہا کہ اسے کمرے میں خبریں اخبار نظر آیا تو اس نے فون کر دیا۔ نمائندہ خبریں نے اس فون کال پر سے ڈی ایس پی سول لائن رانا شاہد کو اطلاع کی۔ جنہوں نے

ایس ایچ او سول لائن انسپکٹر کریم اور انچارج طارق آباد چوکی ملک نواز کو فوری کارروائی پر مامور کیا۔

جنہوں نے مخبری ٹیم کے ہمراہ بلا توقف ہوٹل پر چھاپہ مارا اور زخمی صائمہ کو برآمد کرلیا۔ اس کی حالت کے پیش نظر اسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا، جہاں طبی امداد ملنے اور ہوش میں آنے پر اس نے مذکورہ تمام حالات و واقعات بتائے۔ پولیس نے ہوٹل کے کمرے سے صائمہ کا تمام سامان حاصل کر لیا اور اس کے ''محبوب'' ملک جہانگیر اور عمران شاہ کی تلاش شروع کردی۔ ❶

زندگی برباد، محبت میں اندھی ہو گئی تھی:

میں نے زندگی میں سب سے بڑا دھوکا کھایا۔ نہ صرف ایک ایسے شخص پر اعتماد کرلیا جو دھوکے باز تھا بلکہ وہ قاتل بھی نکلا۔ میں اس کی محبت میں اندھی ہو گئی تھی۔ اس سنگ دل نے مجھے محبت کے راستے پر ہاتھ سے ہاتھ پکڑ کر چلنے کا وعدہ کیا۔ اس طرح وہ دو سال تک عزت سے کھیلتا رہا۔ یہ الفاظ مغل پورہ کی اکیڈمی میں نوجوان شاگرد کو قتل کرنے والے پرنسپل اصغر علی ظفر کی محبوبہ ایم اے کی طالبہ نے روزنامہ ''جناح'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہے۔ صدف اکرم نے بتایا کہ پانچ سال قبل جب میں اس اکیڈمی میں بطور طالبہ آئی تو میری اس کے ساتھ دوستی کا آغاز ہوا۔ شاگردی کے دوران ہماری محبت پروان چڑھی۔ صدف نے بتایا کہ گزشتہ پانچ سالوں میں مجھے کبھی احساس نہیں ہونے دیا کہ یہ شخص ایک سفاک قاتل کا روپ دھار لے گا۔ صدف نے کہا کہ میری زندگی تو برباد ہو گئی مجھے اس کا افسوس بھی ہے قتل کا کیس ہے، میرے ساتھ کیا ہوتا ہے مگر مجھے سب سے زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ میرا چاہنے والا ایک ایسا درندہ نکلا جسے شاید دنیا میں رہنے کا حق حاصل نہیں۔ اس شخص نے ایک معصوم کا خون کیا۔ صدف نے بتایا کہ ہم دونوں آپس میں شادی کرنا

❶ (روزنامہ خبریں، لاہور، ۱۸/۶ ستمبر ۲۰۰۷)

چاہتے تھے میرے والدین رضامند تھے۔ صدف نے روتے ہوئے کہا آپ میرا ایک پیغام ضرور شائع کر دیں کہ کوئی لڑکی اپنے والدین کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے اور آنکھیں بند کر کے کسی پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے برے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

میرا مستقبل کیا ہے؟ میں کہاں جاؤں گی؟ ہر شخص مجھے غلط نظروں سے دیکھتا ہے۔ میرے عزت دار والدین کا کیا قصور ہے غلطی میں نے کی اور بھگت وہ رہے ہیں۔ ملزم پرنسپل اصغر علی ظفر نے کہا کہ میں صدف سے اب بھی محبت کرتا ہوں مگر میں شاید اس کے قابل نہیں رہا۔ میں نے واقعی پاکیزہ محبت کو گندگی میں بدل دیا۔ میں نے صدف کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ میں نے اس کی معصومیت سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم میں اس جرم میں اکیلا شریک نہیں تھا۔ دونوں طرف آگ برابر لگی ہوئی تھی۔ ملزم نے بتایا کہ میں نے ایم بی اے کیا ہوا ہے۔ مقتول آصف کا کالج آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا میں اور صدف اکیڈمی کے ایک کمرے میں قابل اعتراض حالت میں موجود تھے۔ آصف اچانک اندر آ گیا اور اس نے دونوں کو دیکھ لیا۔ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی جس کے بعد میں نے آصف کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ملزم نے کہا کہ میں واقعی درندہ ہوں، میں نے والدین کی گود اجاڑ دی۔ مجھے جو بھی سزا ملے کم ہے۔ ملزم اصغر علی ظفر کا کہنا ہے کہ صدف سے کہیں وہ مجھے معاف کر دے۔ میں نے اس کی زندگی برباد کی ہے۔ جب صدف سے کہا گیا کہ اس کا محبوب اب اس سے معافی کا خواہش گار ہے تو اس نے نفرت سے کہا کہ میں اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتی وہ مر بھی جائے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔ معافی تو دور کی بات ہے۔

کمسن طالبہ کا عشق:

بھارت کے شہر پٹیالہ کے قریبی گاؤں میں نویں کلاس کی کمسن طالبہ نے اپنے عاشق سے مل کر اپنے ہی خاندان کے ۵ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پر جندر کور عرف رانو نامی

لڑکی جو اپنے والدین کے ساتھ نانی کے گھر رہائش پذیر تھی کے لبا سنگھ کے ساتھ تعلقات تھے۔ بعد میں اس نے ایک اور شخص گرجنت سنگھ عرف جنی سے بھی تعلقات قائم کر لیے۔ ایف آئی آر کی رپورٹ کے مطابق رانو نے اپنے خاندان جو اسے لبا سنگھ اور گرجنت سنگھ سے ملنے پر روکتے تھے کو راستے سے ہٹانے کے لیے ایک رات کھانے میں زہر دے دیا۔ جس سے اس کا بھائی، والد اور والدہ ہلاک ہو گئے لیکن نانی، بھائی اور بہن کو بچا لیا گیا۔ پولیس نے رانو کو حراست میں لے لیا لیکن لبا سنگھ نے اسے ضمانت پر رہا کرا لیا۔ بعد میں اس نے اپنے عاشق سے مل کر اپنی نانی کو چھت سے گرا کر ہلاک کر دیا اور اپنے ایک عزیز کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جو اس کی نانی سے ملنے آیا تھا۔ پولیس نے دوبارہ ۵ افراد کی قاتلہ لڑکی کو حراست میں لے لیا ہے۔ ●

عشق کا بھوت نفرت میں بدل گیا:

دنیا میں زن، زر اور زمین کی وجہ سے خون کی ہولی کھیلنے کا سلسلہ تو شاید قیامت تک جاری رہے، مگر محبت کی شادی کا بھیانک انجام دیکھ کر ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے۔ ایسی ہی ایک لرزہ خیز واردات ضلع وہاڑی اور ضلع پاک پتن کی حدود پر واقع چک نمبر 41/EB تھانہ قبولہ شریف تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن میں 14 اور 15 ستمبر کی درمیانی رات 12 بجے ہوئی جہاں پر محمد حفیظ نامی 20 سالہ نوجوان نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے فائرنگ اور ٹوکے کے وار کر کے اپنی بیوی 18 سالہ فوزیہ اس کے والد ریاض احمد، والدہ حمیدی بی بی اور 9 سالہ بہن رخسانہ اور دو معصوم بچوں 7 سالہ کاشف، 3 سالہ ظہیر کو ہلاک کر دیا اور موقع سے فرار ہو گئے۔ 41/EB کے رہائشی محمد حفیظ، محمد عبدالمجید کا اسی گاؤں کے ریاض احمد کی بیٹی فوزیہ سے معاشقہ ہو گیا۔ جس پر فوزیہ محمد حفیظ کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی جس کی بذریعہ پنچائیت واپسی ہوئی جس کے چند ماہ بعد فوزیہ اور محمد حفیظ نے والدین کی مرضی کے

● (روزنامہ نوائے وقت، لاہور: ۱۵ مئی ۱۹۹۷ء)

خلاف شادی رچالی جس پر فوزیہ کے والدین نے محمد حفیظ سے مبینہ طور پر 50 ہزار روپے اور ایک لڑکی کو رشتہ لینا طے کر کے صلح کر لی اور فوزیہ کی رخصتی اپنے گھر سے کر دی۔ شادی کے تقریباً ایک سال بعد فوزیہ اور محمد حفیظ میں پروان چڑھنے والی محبت نفرت میں بدلنا شروع ہو گئی تھی کہ ایک رشتہ دار یونس کی شادی پر اچانک فوزیہ اور اس کے شوہر محمد حفیظ میں تلخ کلامی ہو گئی جس پر فوزیہ نے محمد حفیظ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ نئے ایک رشتہ دار قمر عباس سے شادی کرنا چاہتی ہے لہٰذا وہ اسے طلاق دے دے۔ اس طرح فوزیہ اپنے ماں باپ کے گھر آ گئی جس پر محمد حفیظ نے صلح کے لیے متعدد بار کوششیں کیں مگر بار آور ثابت نہ ہوئیں۔ بالآخر محمد حفیظ اپنے دادا محمد خان کے ساتھ اپنے سسرال گیا جہاں پر اس کے دادا نے فوزیہ اور اس کے ماں باپ سے کہا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ چلے مگر فوزیہ کے والدین نے اپنے داماد محمد حفیظ اور اس دادا محمد خان کو بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا اور فوزیہ نے اپنے شوہر محمد حفیظ سے کہا کہ وہ اسے جیل کی سیر کرائے گی جس پر محمد حفیظ اپنے دادا کے ہمراہ بغیر دلہن لیے واپس گھر آ گئے۔ ملزم محمد حفیظ نے اسی رنج کی بنا پر اپنے دوست اور ماموں زاد محمد ارشد اور نور محمد کے ساتھ پلاننگ کر کے 14 اور 15 ستمبر کی درمیانی رات 12 بجے فوزیہ کے والدین کے گھر پر ہلہ بول دیا اور فائرنگ اور کلہاڑی کے وار کر کے محمد حفیظ کی بیوی فوزیہ، سسر ریاض احمد، ساس حمیداں بی بی، سالی 9 سالہ رخسانہ، 2 سالہ 7 سالہ کاشف اور 3 سالہ ظہیر عباس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ایک ہی گھر کے 6 افراد کے بہیمانہ قتل کی سنگین واردات ۔ ہمارے بگڑے معاشرے اور بالخصوص والدین کی رضامندی کے بغیر محض عشق میں مبتلا ہو کر شادی رچانے والی لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ خاندانی روایات کے برعکس لڑکے اور لڑکے کے خاندان کا پس منظر دریافت کیے بغیر پسند کی شادی کر لیتے ہیں، جن کا انجام بہت جلد طلاق یا قتل و غارت کی صورت میں سامنے آتا ہے جو معاشرے میں بگاڑ کی صورت اختیار

کرتا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیوں کو چاہیے کہ دین اسلام کے عین مطابق اپنے والدین کی طرف سے قائم کیے گئے رشتوں کی بنا پر شادی کریں تو ایسے سانحات رونما نہ ہوں گے۔

عشق کی خاطر بہن نے بھائی مار دیا:

موجودہ دور میں معاشرے کے اندر بڑھتی ہوئی بے راہ روی نے اخلاقی اقدار کو اس حد تک کھوکھلا کر دیا ہے کہ انسان رشتوں کے تقدس کو بھلا کر، زر پرستی اور بے حسی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ لاہور میں مال و زر کی ہوس میں انسان کے ہاتھوں انسان کا قتل کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہاں ہر روز دیرینہ عداوت، غیرت، خاندانی تنازعات، جائیداد کے جھگڑوں اور دوران ڈکیتی مزاحمت پر بے گناہ افراد موت کی وادیوں میں اتر جاتے ہیں مگر 15 ستمبر کے دن شہر لاہور میں ایک ایسا افسوسناک واقعہ رونما ہوا جس نے ثابت کر دیا کہ خونی رشتوں کی موجودہ دور میں کوئی اہمیت نہیں رہی۔ قلعہ گوجر سنگھ کے علاقہ منگری پارک، عبدالکریم روڈ پر ہمسائے کے عشق میں ڈوبی بدبخت بہن نے جوان بھائی کو رکاوٹ سمجھتے ہوئے لائسنسی پسٹل سے قتل کر دیا اور خود ایک نئی دنیا بسانے کی خاطر گھر سے زیورات اور نقدی لے کر فرار ہونے کی کوشش میں پولیس کے ہتھے چڑھ گئی۔

کیس کے اثرات:

یہ افسوسناک واقعہ کیسے رونما ہوا، اس کے پیچھے کیا محرکات تھے اور کس وجہ سے بہن نے اپنے جوان بھائی کو قتل کیا۔

منگری پارک عبدالکریم روڈ کے رہائشی شیخ عبدالوحید کی بیوہ الماس بی بی اپنے شوہر کی وفات کے بعد 3 بیٹوں اور 2 بیٹیوں کے ہمراہ رہ رہی تھی۔ کچھ عرصہ قبل اس کے 2 بیٹے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے جس کے بعد اس نے اپنی بیٹی شاہ کی شادی کر دی جب کہ ایک بیٹا عباس رشید علاقہ میں دودھ دہی بیچ کے گھر کے اخراجات پورے کرتا تھا۔

زندگی حسب معمول ایک ڈگر پر چلتی رہی یہ چھوٹا سا گھرانہ مطمئن زندگی گزار رہا تھا کہ اچانک بدقسمتی نے ان کے گھر کا راستہ دیکھ لیا عباس کی چھوٹی بہن سعدیہ نے کیبل پر چلنے والے ڈراموں اور پروگراموں سے متاثر ہو کر محلے کے آوارہ لڑکے عثمان سے ناجائز مراسم قائم کر لیے اور دونوں ایک دوسرے سے چھپ چھپ کر ملنا شروع ہو گئے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے محلے کے چند افراد نے عباس وحید کو اس کی بہن کی کرتوتوں کے بارے میں بتایا جس پر عباس اور اس کی والدہ الماس نے سعدیہ کو ان حرکتوں سے باز رکھنا چاہا تو گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے مگر اس کے باوجود سعدیہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی۔ اسی دوران عثمان کے گھر میں بجلی کے شارٹ سرکٹ سے آگ لگنے سے ہزاروں روپے کا سامان جل گیا۔ سعدیہ یہ سمجھی کہ یہ آگ اس کے بھائی عباس نے لگائی ہے اس واقعے کے بعد دونوں میں اختلافات مزید شدت اختیار کر گئے۔

15 ستمبر کی صبح بدقسمت عباس اپنی موت سے بے خبر گھر کی بیٹھک میں سو رہا تھا کہ اس کے ساتھ جنم لینے والی بہن سعدیہ کمرے میں داخل ہوئی اور بھائی کے لائسنسی پسٹل سے سیدھا فائر عباس کے ماتھے پر کیا جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ بھائی کو قتل کرنے کے بعد سعدیہ نے گھر سے 10 تولے کے قریب زیورات اور لاکھوں روپے کی نقدی کے ساتھ ساتھ پسٹل بیگ میں ڈالا اور خاموشی سے گھر سے نکل پڑی۔ عباس کی موت کا پتہ اس وقت چلا جب الماس بی بی گھر میں پانی کی موٹر چلانے کے لیے نیچے بیٹھک میں آئی جہاں اس نے جوان بیٹے کی خون میں لت پت نعش کو دیکھا اور اپنے حواس کھو بیٹھی۔ الماس بی بی کی چیخ و پکار سن کر اہل محلہ اکٹھے ہو گئے۔ پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی جس پر ایس پی سول لائن ڈویژن کیپٹن، ایس پی انویسٹی گیشن سول لائن ڈویژن ڈاکٹر حیدر اشرف، ڈی ایس پی ملک اویس اور ایس ایچ او قلعہ گوجر سنگھ محمد علی بٹ بھاری نفری کے ہمراہ موقع پر پہنچ گئے جہاں پولیس افسران کی اس ٹیم نے جائے وقوعہ کا مکمل طور پر جائزہ لیا اس

دوران گھر سے سدرہ کی غیر موجودگی کے بارے میں پولیس نے والد اس بی بی سے پوچھا تو وہ کوئی قابل ذکر جواب نہ دے سکی تاہم ایس ایچ او قلعہ گوجر سنگھ محمد علی بٹ نے اپنے طور پر محلہ سے معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دی۔

ابتدائی طور پر ملنے والی معلومات کی روشنی میں ایس پی انویسٹی گیشن ڈاکٹر حیدر اشرف اور ایس پی آپریشنز نے سدرہ کے عاشق عثمان کو سب انسپکٹر حافظ طارق اور ماتحت اہلکاروں کی مدد سے گھر سے پکڑ لیا اور اس کو موبائل پر آخری ریسیو ہونے والی کال کا ریکارڈ چیک کیا تو پتہ چلا کہ وہ کال سدرہ نے کی تھی۔ پولیس ٹیم نے فوری طور پر عثمان کے ذریعے سدرہ کو کال کر کے اس کی لوکیشن معلوم کی اور وقوعہ کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ملزمہ سدرہ وحید کو چلڈرن ہسپتال فیروز پور روڈ کے قریب سے حراست میں لے لیے۔ پولیس نے اس کے قبضہ سے پسٹل، زیورات اور نقدرقم برآمد کر لی۔ پولیس ملزمہ کو تھانہ میں لے آئی جہاں اس نے ابتدائی تفتیش میں اعتراف کیا وہ عثمان سے بے تحاشا محبت کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے مگر اس میں میرا بھائی عباس رکاوٹ تھا اس نے ہم دونوں کو قتل کرنے کے لیے پسٹل بھی لے رکھا تھا اس تمام صورت حال کے بعد پولیس نے الماس بی بی کے بیان پر سدرہ اور اس کے آشنا کے خلاف مقدمہ درج کر کے دونوں کو انویسٹی گیشن پولیس کے حوالے کر دیا جہاں دونوں کا چالان مکمل کر کے انہیں جیل روانہ کر دیئے۔ یوں عشق و محبت کے سیلاب میں ایک پورا گھر تباہ ہو کر رہ گیا۔ ❶

اخلاقی زوال:

جسے ہم "محبت" کا نام دے بیٹھے ہیں اس کی یہ چند مثالیں ورنہ ہر روز ہر جگہ ایسا کوئی نہ کوئی روح فرسا واقعہ جنم لے رہا ہے اب تو غیر مسلم تہوار کے فروغ اور اس کی حکومتی سرپرستی نے بھی اس بے حیائی و بے راہ روی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہم اسے ترقی سمجھ

❶ (روزنامہ "خبریں" لاہور: ۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء)

ہیں اور یہ ترقی اب کیا سین دکھا رہی ہے اب ایک جھلک اس کی بھی۔ اور ترقی کے نام پر پھیلنے والی تباہی اور ہمارا اخلاقی زوال کس قدر تیزی سے ہمارے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس آئینے میں اس کی صاف جھلک نظر آ رہی ہے ملاحظہ ہوں چند مناظر:

محبوبہ ہوئی تو تیری!

ہکرز فیلڈ امریکا میں ایک شخص نے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اپنی محبوبہ کو دینے کے لیے چند تحائف چرائے اور پکڑے جانے پر پولیس والوں کے دل نہ پگھلا سکا۔ یہ شخص ایک دکان سے قیمتی تحائف کا ایک پورا بکس چرا کر بھاگ رہا تھا کہ پکڑ گیا۔ پکڑے جانے پر اس نے دہائی دی کہ وہ اپنی محبوبہ کو ویلنٹائن ڈے کا تحفہ دینا چاہتا ہے مگر پولیس نے اس کی ایک نہ سنی اور تحائف ضبط کر کے اسے لاک اپ کر دیا۔ [1]

یہ سوچنے کی بات ہے کہ "عاشق" صاحب کو آخر ان حرکات پر کس نے ابھارا... کس نے مجبور کیا ؟ کہ یہ نوجوان عزت و ناموس کو بھی داؤ پر لگا کر یہ سب کچھ کر گزرا۔

بوس و کنار کا عالمی ریکارڈ:

چلی میں پانچ ہزار ایک سو بائیس جوڑے سمندر کے کنارے رات کے بارہ بجے اکٹھے ہوئے اور ٹھیک بارہ بجے انھوں نے بوس و کنار شروع کیا اور یوں چلی کے شہر سانتیاگو نے چار ہزار چار سو بیتالیس افراد کے بیک وقت ہم بوسہ ہونے کا ریکارڈ توڑ دیا۔

یہ نظارہ کرنے والے لوگوں نے تالیاں بجا کر ان جوڑوں کو داد دی جو شادی کے بندھن سے یا تو حال ہی میں وابستہ ہوئے تھے یا وابستہ ہونے والے تھے۔

چلی کے میئر اور ان کی بیوی نے ان جوڑوں سے ان کے ساتھ اس اجتماعی بوسے میں شریک ہونے کی اپیل کی تھی۔ چلی کی میئر نے کہا کہ زندگی کی پریشانیوں کو بھلا کر ان کے ساتھ اس مقابلہ بوس و کنار میں شریک ہوں۔ بوسہ بازی میں شریک ہونے والے ایک

[1] (روزنامہ انقلاب لاہور 15 فروری 2004)

جوڑے نے کہا: "فلپائن کے لوگوں کے لیے مئی میں ہونے والے انتخابات کی وجہ سے پائی جانے والی سیاسی کشمکش سے ہر آدمی فرار چاہتا ہے۔" اس مقابلے کے بعد منتظمین نے بازی کا اہتمام کر رکھا تھا جس سے اس تقریب کو چار چاند لگ گئے۔

"خصوصی پروگرام":

2003ء کے ویلنٹائن کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے کراچی کے روزنامہ امت کے ایک رپورٹر نے اپنی ایک رپورٹ میں حیرت انگیز واقعہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے ملازم نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ "ویلنٹائن دیوانوں" کا رش اتنا ہے کہ شہر کے مختلف فائیو اسٹار ہوٹلوں کے کمرے تین دن پہلے ہی بک ہو گئے۔ اپنے ہوٹل کا ذکر کرتے ہوئے اس کا کہنا تھا "ہوٹل میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر عام دنوں کے مقابلے میں 100 فی صد آمدنی بڑھ جاتی ہے۔" اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہال وغیرہ میں تقریب کا وقت رات 12 بجے ختم ہو جاتا ہے پھر اصل "پروگرام" ہوٹل کے کمروں میں ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی بعض اہم شخصیات بھی حصہ لیتی ہیں اور شراب و شباب سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ شباب کے انتظام کے حوالے سے اس کا کہنا تھا "سب کے ساتھ اپنا اپنا "ساتھی" ہوتا ہے لیکن پھر بھی عجیب لوگ ہیں"..... وہ یہ کہتے کہتے رک گیا۔ پھر بولا "اب کیا بتاؤں گزشتہ روز ایک جاننے والے کا فون آیا اور اس نے ویلنٹائن ڈے کی رات ہوٹل میں کمرہ بک کرانے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا کہ کمرے تو تقریباً سب بک ہیں پھر بھی کوئی نہ کوئی گنجائش نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پر ان صاحب کا کہنا تھا "یار خصوصی پروگرام" کے لیے کوئی انتظام کرو گے۔" جس پر میں نے اسے باور کرایا اپنے پروگرام کے لیے تمہیں خود بندوبست کرنا ہوگا لیکن اس کا پھر بھی اصرار تھا کہ یہ انتظام میں ہی کروں کیوں کہ بقول اس کے اس نے سن رکھا تھا کہ بعض ہوٹلوں میں یہ بندوبست میزبانوں کی طرف سے ہی کیا جاتا ہے تنگ

آکر مجھے فون ہی رکھنا پڑا۔ ❶

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ویلنٹائن ڈے منانے والے یہ بے حیا افراد کس قدر گری اخلاقی اقدار اور مردہ ضمیری کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ کراچی کے ایک ہوٹل کی بات ہے ورنہ بہروں کی اس دنیا میں اس روز نہ جانے حیا باختگی کے کتنے واقعات کتنے ہوٹلوں اور تفریحی مقامات پر ہوتے ہوں گے۔

ایسی ہی ایک تقریب لاہور میں مین بلیوارڈ گلبرگ میں رات ایک بجے کے فوری طور پر ویلنٹائن ڈے کے سلسلہ میں ہوئی۔ جس میں معززین اور امیر گھرانوں کے افراد نے شرکت کی۔ انتظامیہ نے صرف جوڑوں کے داخلے کی اجازت دی، جب کہ تقریب میں شرکت کے لیے ہزاروں روپے کا [illegible] کیا گیا۔ رات گئے متعدد نوجوان کار لے کر آئے [illegible] انتظامیہ نے انہیں اکیلے داخلے کی اجازت نہیں دی۔ ❷

بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ!

مقامِ افسوس ہے کہ مسلمان کس قدر تیزی سے مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنی اعلیٰ وارفع تہذیب وثقافت کو بھول کر یہود وہنود کی تہذیب وتمدن کو اوڑھنا بچھونا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جن ہندوؤں کی فلمیں، ہمارے گھروں میں چلتی ہیں اور ہماری نوجوان نسل ان کے تہوار، ان کی عبادت اور ان کے رہن سہن کو اپنا رہی ہے، وہ ہندو نہ صرف مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں بلکہ جہاں وہ مسلمانوں کی عبادت کا ہوں، ان کے تمدن اور سوچ فکر کے بھی سخت مخالف ہیں وہاں مغربی افکار کو بھی سختی سے رد کرتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر پاکستان کی عوام سے جوش وخروش سے منانے کی تیاریاں کرتی ہے جب کہ ہندوستان میں اس کی زبردست مخالفت کی جاتی ہے۔

❶ (روزنامہ امت کراچی 14 فروری 2004)

❷ (روزنامہ خبریں لاہور)

سال 2002 کے 14 فروری کے موقع پر بھارت میں ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی زبردست حوصلہ شکنی کی گئی۔ بعض تنظیموں کے کارکنوں نے سرعام سڑکوں پر ویلنٹائن ڈے کارڈز نذر آتش کر کے اس کی نفی کی۔ ❶

محبت کی علامتیں آگ میں:

2004ء کے ویلنٹائن ڈے پر بھارتی انتہا پسند ہندو تنظیم شیوسینا نے دہلی کے چوک چوراہوں میں محبت کی علامتیں آگ میں جلا کر اس دن کی قباحت سے اپنی عوام کو خبردار کیا۔

ایک طرف ویلنٹائن ڈے سے نفرت کی یہ مثال ہے اور دوسری طرف مسلمان ہیں جو ویلنٹائن ڈے کی محبت میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

---

❶ (روزنامہ ریاست کراچی 15 فروری 2003ء)

روزنامہ امت کراچی
KARACHI

آٹھواں باب

محبت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر

اللہ رب العزت نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاريات: ٥٦)

"ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔"

اگر محبت اور انسان کے مقصد حیات (عبادت) کو دیکھا جائے تو بلاشبہ یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کہ محبت ہی عبادت کی جان ہے۔ انسان اپنے پروردگار کی محبت طلب، چاہت اور اس کے انعامات کے حصول کے لیے جب اسی محبت کے جذبے سے اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی طرف راغب ہوتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو محبوب سمجھنے لگتا ہے۔

جب انسان اس بات پر غور و فکر کرتا ہے کہ اگر شریعت کسی چیز کا حکم دے یا کسی کام سے روکے تو اس میں لازماً کوئی دنیوی مفاد یا اخروی فائدہ ہوتا ہے، کیوں کہ عقل طبعی طور پر مفید چیز کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ شریعت کی پابندی کا عادی بن جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی خواہش شریعت کے تابع ہو جاتی ہے اور اس سے وہ بے پناہ ذہنی تسکین محسوس کرتا ہے۔

اللہ کا محبوب:

جب کوئی انسان اپنے رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنا لیتا ہے اور اس کی محبت دیگر انسانوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور ذہن میں اس کی قبولیت پیدا کر دیتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ.)) ❶

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، چنانچہ جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان والوں میں اعلان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔ آسمان والے اس سے محبت شروع کر دیتے ہیں، پھر زمین والوں میں بھی اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی محبت نفس کو مہذب بناتی ہے، روح کو بلند کرتی ہے، عزم کو قوت بخشتی ہے، خصائل کو پاکیزہ بناتی ہے، اس لیے انسان ہر ایسے عمل کا خواہش مند ہوتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور ہر اس کام سے دور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہے۔ اس طرح وہ دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے، آخرت پر اس کا یقین بڑھ جاتا ہے اور فانی دنیا کے عوض آخرت کے ثواب کا طلب گار بن جاتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جسے کرنے سے اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھے محبت کرنے لگیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ (صحيح البخاري، الأدب، باب المقة من الله، حديث: ٦٠٤٠، و مسند أحمد ٢٦٧/٢)

((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ)) ❶

"دنیا سے بے رغبت ہو جا، اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور لوگوں کے مال سے بے رغبت ہو جا لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔"

جب بندہ اپنے رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اس کے ذکر سے بھی محبت کرتا ہے، اس کی عبادت باقاعدگی کے ساتھ کرتا ہے اس کی نافرمانی سے منہ موڑ لیتا ہے۔ ہر وقت اس کی فرماں برداری کرتا ہے۔ صدق کا متلاشی رہتا ہے اور ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ ، الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ)) ❷

"سب سے افضل کام یہ ہے کہ محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور ناراضی ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔"

اس وقت اس کی اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلے میں بے وقعت ہو جاتی ہے اور نفس کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت میں بدل جاتی ہے، پھر وہ اللہ کی محبت ہی کی وجہ سے کسی چیز سے محبت کرتا ہے یا کسی چیز سے بغض رکھتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ ، وَأَعْطَى لِلَّهِ ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ)) ❸

---

❶ (سنن ابن ماجہ، الزهد، باب الزهد في الدنيا، ح: ٤١٠٢)

❷ (سنن ابي داود، السنة، باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم، ح: ٤٥٩٩)

❸ (سنن ابي داود، السنة، الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، ح: ٤٦٨١)

''جو شخص محبت کرے تو اللہ کے لیے، بغض رکھے تو اللہ کے لیے، دے تو اللہ کے نام پر، نہ دے تو اللہ کی رضا مندی کے لیے، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

اصلی مسلمان:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین چیزیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرنے لگتا ہے، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ جس سے بھی محبت کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، تیسرے یہ کہ کفر اختیار کرنے کو آگ میں کود پڑنے سے بھی زیادہ برا خیال کرے۔'' [1]

ڈاکٹر عزت علی عطیہ رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی محبت ہر بندے پر واجب ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ جس قدر اللہ کی محبت کسی شخص میں زیادہ ہو اس کا ایمانی مرتبہ بلند ہوتا ہے اور بالآخر اسے ایمان کی مٹھاس محسوس ہونے لگتی ہے۔''

استاذ عبدالسلام شاذلی نے یہی بات یوں بیان کی ہے:

''جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مومن اور مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس دل میں ایمان نفوذ نہیں کر سکتا جو ان ہستیوں کی محبت سے خالی ہو اور جو شخص ان سے محبت نہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا، چنانچہ ضروری ہے کہ وہ ان کی محبت میں فنا ہو جائے اور کسی دوسری چیز کو ان پر ترجیح نہ دے۔''

---

[1] (صحیح البخاری، الایمان، باب حلاوۃ الایمان، ح: ١٦، و صحیح مسلم، الایمان، باب بیان خصال.....، ح: ٤٣)

سات خوش نصیب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

① عادل بادشاہ

② وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو۔

③ وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہو

④ وہ دو مرد جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھی اس پر قائم رہے اور محبت پر ہی جدا ہوئے۔

⑤ وہ مرد جس کو ایک اعلیٰ خاندان والی خوب صورت عورت نے (برے کام کے لیے) بلایا وہ کہنے لگا ''میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں''

⑥ وہ مرد جس نے دائیں ہاتھ سے ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ہو۔

⑦ وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کے آنسو بہہ نکلے ہوں۔

اس مستند حدیث میں رسول پاک e نے سات افراد کا ذکر فرمایا ہے جنہیں روزِ محشر اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی پناہ میں عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، جب کہ اس دن اس کی پناہ کے سوا کوئی پناہ نہ ہوگی۔ ان افراد میں وہ دو مرد بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ آپس میں اسی تعلق کی بنیاد پر ایک دوسرے سے ملتے اور جدا ہوتے ہوں گے۔ ایک اور حدیث پاک میں رسول اقدس e نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو کسی سے ملنے کے لیے جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم پر ایک فرشتے نے انسانی روپ میں آکر اس شخص کو راستے میں روکا اور دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ اپنے بھائی سے ملنے کے لیے قریبی گاؤں جا رہا ہے۔

اس پر فرشتے نے پوچھا کہ کیا تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ کوئی کاروبار یا کوئی لین دین ہے۔ اس پر تمہارا کوئی قرضہ ہے یا اس سے کوئی مدد چاہتے ہو یا ماضی میں اس نے کوئی مدد کی جس کا صلہ دینا ہے۔ ان تمام سوالوں کا اس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ تب فرشتے نے پوچھا کہ پھر تم اس سے ملنے کیوں جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا میں اس کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کیوں کہ میں اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ تب فرشتے نے بتایا: "میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتا ہے، کیوں کہ تم اپنے بھائیوں سے محبت کرتے ہو۔" ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ لَمْ أَرَهُمْ فَرِحُوا بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنْهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ يَعْمَلُ بِهِ ، وَ لَا يَعْمَلُ بِمِثْلِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))

"میں نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک بات سن کر اس قدر خوش ہوئے کہ کبھی کسی اور چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے، وہ بات یہ تھی کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ایک شخص کسی کی نیکی کی وجہ سے دوسرے سے محبت کرتا ہے مگر اس جیسے عمل نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

❶ (صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، باب فضل الحب فی اللّٰہ تعالٰی، حدیث: ۲۵۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص قریب سے گزرا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ ((أَعْلِمْهُ)) قَالَ : فَلَحِقَهُ فَقَالَ : إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ ، فَقَالَ : أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ۔❶

"کیا تو نے اسے بتلایا ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جاؤ اس کو بھی آگاہ کردے۔" وہ شخص اس سے ملا اور کہا "میں تجھ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ اس نے جواب دیا: تجھ سے بھی وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو نے مجھ سے محبت کی۔"

مسلمان بھائیوں سے محبت کے دلائل اور ان کے حقوق:

مسلمان بھائیوں سے محبت ان دلوں کی روشنی ہوتی ہے جو ایمان کی بدولت مطمئن ہوتے ہیں، اللہ کے خوف سے آباد ہوتے ہیں۔ اللہ کو راضی کرنے کے آرزومند ہوتے ہیں، ہر وقت اس کی محبت کے پیاسے رہتے ہیں، جب دل محبت سے بھر جاتے ہیں تو تمام اعضا بھی اس محبت میں شریک ہو جاتے ہیں اور اس محبت کے دلائل و آثار تمام حرکات و سکنات سے عیاں ہوتے ہیں۔

دینی بھائیوں سے محبت کی چند علامات ہیں، مثلاً:

❶ خالص محبت: سچی محبت ایمان کی پختگی کی دلیل ہوتی ہے۔ اس سے عقیدہ سلامت رہتا ہے اور باطن صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

---

❶ (سنن ابی داؤد، الادب، باب الرجل یحب الرجل، حدیث: ۵۱۲۵)

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"❶

پس دوسروں کا بھلا چاہنا، ان کی خوش نصیبی کا خواہش مند رہنا اور انھیں ہر قسم کے شر اور بدبختی کے اسباب سے بچانا سچی محبت کی نشانیاں ہیں۔

⑥ علانیہ محبت اور دوستی: اسلام ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے کہ جس شخص سے ہم خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کریں، اعلانیہ کریں اور اس جذبۂ محبت کو اپنے قول اور عمل سے ظاہر کریں۔ مناسب ہے کہ مومن اپنے بھائی سے صریح الفاظ میں محبت کا اظہار کرے۔ اس اظہار سے وہ خوشی اور نیک بختی محسوس کرے گا اور باہمی محبت اور اخوت کے تعلقات پروان چڑھیں گے جب مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہوگی کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت دنیوی اغراض و مقاصد سے پاک ہے۔ اس طرح وہ معاشرے میں تنہائی اور گھبراہٹ محسوس نہیں کرے گا بلکہ محبت و اخوت کے جذبات سے معمور ہو جائے گا اور معاشرے میں اس کے اثرات لامحالہ امن اور باہمی تعاون کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ))❷

"جب کسی شخص کو اپنے (دینی) بھائی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔"

---

❶ (صحیح البخاری، الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه، حدیث: ١٣، وصحیح مسلم، الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان، ح: ٤٥)

❷ (سنن أبی داود، الأدب، باب الرجل یحب الرجل، ح: ٥١٢٤، وجامع الترمذی، الزهد، باب ما جاء فی إعلام الحب، ح: ٢٣٩٢)

دو مرد یا دو عورتیں:

ان احادیث میں محبت کے ایک خالص رشتے اور تعلق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے جو کسی اپنے مفاد کی بنیاد پر وجود میں نہیں آیا جس کا تعلق سچے عقیدے سے ہے ہمیں غور کرنا چاہیے کہ پہلی حدیث مبارکہ میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو مرد'' انھوں نے یہ نہیں فرمایا: ''دو افراد'' تاہم ہمیں معلوم ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بھیجی گئی ہیں سوائے اس کے کہ کہیں پر وضاحت کر دی گئی ہو۔

دوسرے الفاظ میں یہی الفاظ ان دو عورتوں کے لیے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرتی ہوں۔ تاہم یہ ممکن نہیں کہ اس قسم کا تعلق ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان پیدا ہو۔ اس کی سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان فطری کشش اتنی طاقت ور ہے کہ وہ اس قسم کے پاکیزہ تعلق کو قائم ہونے ہی نہ دے گی۔ یہی امید کی جا سکتی ہے کہ ایک بار ایک مرد اور ایک عورت میں قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے جو محبت یا پسند کرنے کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے تو فطری خواہشات اپنا رنگ دکھائیں گی۔ مزید یہ کہ اگر فریقین میں سے کوئی ایک یا دونوں شادی شدہ ہیں تو یہ تعلق نہ ختم ہونے والے مسائل کو جنم دے گا۔

قبل از نکاح ایک مرد اور عورت کی محبت ممکن ہے؟

ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص تعلق قائم ہونے کا امکان نہیں ہے، کیوں کہ اس قسم کی محبت جذباتی اور قلبی تعلقات تک لے جاتی ہے اور اسلام ایک مرد اور عورت کے درمیان ایسے تعلقات کی اجازت نہیں دیتا۔ یہی اس سوال کا جواب ہے کہ کسی کی محبت میں گرفتار ہونے کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟ مزید اس پر یہ کہا جا سکتا ہے:

اگر ہم اس جذبہ کی بات کریں جسے محبت کہا جاتا ہے تو ہم سیدھے سادے طریقے پر

ایک احساس کی بات کر رہے تھے۔ ہم کسی فرد کے بارے میں جو بھی محسوس کرتے ہیں اس کی اہمیت اس وقت تک سامنے نہیں آتی جب تک کہ وہ احساس کسی مخصوص فعل کے ذریعے ظاہر نہ ہو۔ اب اگر وہ فعل جائز ہے تب تو بڑی اچھی بات ہے اور اگر وہ فعل ناجائز ہے تو ہم ایسا عمل کر رہے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اجازت نہیں دی ہے۔ اگر آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو آپ اپنے جذبات و احساسات کو روک نہیں سکتے لیکن اگر یہ محبت آپ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ اس خاتون کو چھپ کے دیکھیں یا پھر اس سے محبت کے احساس کے نتیجے میں کوئی ایسا عمل کریں جو صرف نکاح کی صورت میں جائز ہو سکتا ہے تو پھر آپ جو کچھ کریں گے وہ ناجائز ہوگا۔

فطری خواہش کا علاج:

یہ درست ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخالف صنف کے لیے کشش ہماری فطرت میں رکھ دی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نوع انسانی باقی نہ رہ سکتی تھی۔ تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اس فطری خواہش کو ایک صاف ستھرے اور جائز طریقے سے پورا کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دو جنسوں کے درمیان تعلق کے لیے نکاح کا قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی اصول کا اطلاق انسان کی ہر فطری خواہش پر ہوتا ہے۔

ہمیں زندہ رہنے کے لیے خوراک کی ضرورت پڑتی ہے اور تمام انسانوں میں کھانے پینے کی خواہش ایک فطری خواہش ہے۔ جانور اپنی بھوک اپنی جبلت کے تحت ایک میکانکی انداز سے پورا کرتے ہیں لیکن انسان نے خوراک تک اپنی رسائی کے طریقوں میں نفاست پیدا کر لی ہے تاکہ وہ انسانی تہذیب کا حصہ بن سکیں۔ خوش ذائقہ اشیاء کھانا، انسان کی فطری خواہش ہے۔ اب فرض کیجیے کہ آپ کسی دیہات کی کسی سڑک پر جا رہے ہوں اور آپ درخت کو دیکھتے ہیں جس پر پکے ہوئے پھل لگے ہوں۔ دیکھنے سے ہی وہ

بہت لذیذ محسوس ہوتے ہوں لیکن آپ کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ آپ درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر اس درخت کا پھل خواہ ایک ہی کیوں نہ توڑیں اور کھالیں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ محض اپنی ایک فطری خواہش پوری کر رہے ہیں لیکن تمام انسان اس بات پر متفق ہیں کہ صرف جائز طریقے سے حاصل شدہ اشیاء کھانے کی اجازت ہے۔ جو شے آپ کی ملکیت نہیں، یا تو آپ اسے خریدیں یا وہ آپ کو تحفۃً پیش کی جائے۔ بصورت دیگر اگر آپ اسے ناجائز طریقے حاصل کریں گے تو آپ گناہ کریں گے۔ اسی اصول کا اطلاق مخالف جنس کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی فطری خواہش پر ہوتا ہے۔ یہ تعلقات اسی صورت میں جائز ہوں گے جب انہیں شادی کے ذریعہ قائم کیا جائے گا۔ مخالف جنسوں کے درمیان فطری کشش پائے جانے کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ ہم اپنی خواہشات کی تسکین غیر منصفانہ اور غیر منظم انداز سے کرنا شروع کر دیں۔ یہ تسکین صرف شادی کی صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے اور اس طرح اسلامی معاشرے میں صاف ستھرا اور صحت مندانہ تعلق واضح ہو جاتا ہے۔

غیر محرم کے ساتھ تنہائی حرام ہے:

اسلام میں کسی مرد کے لیے ایسی عورت کے ساتھ تنہا رہنے کی مخالفت ہے جو اس کی بیوی نہ ہو یا ایسی رشتہ دار ہو جس سے اس کی شادی جائز ہو۔ اس مرد کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ ایسی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں کچھ وقت گزارے۔ یہ حکم اس لیے نہیں دیا گیا کہ مرد یا عورت قابل بھروسہ نہیں بلکہ اس لیے کہ دونوں اصناف کے درمیان کسی قسم کی ترغیب پیدا نہ ہونے پائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اقدس ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی کسی خاتون کے ساتھ تنہا نہ ہو، سوائے اس کے کہ اس خاتون کا کوئی ایسا عزیز موجود

ہو جس سے اس خاتون کی شادی کی اجازت نہیں ہے۔ایسی صورت میں ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوگا۔ ❶

مسند احمد میں بھی ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی عورت کے ساتھ اس کے کسی ایسے عزیز کی موجودگی کے بغیر تنہائی میں نہ ملے جس سے اس عورت کی شادی جائز نہیں ہے۔دوسری صورت میں ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔" اس حکم کا اطلاق کسی ایسے قریبی رشتہ دار پر بھی ہوتا ہے جس سے کسی خاتون کی شادی جائز ہو مثلاً عم زاد وغیرہ (کزن)۔ایک عورت کو چاہیے کہ وہ ایسے کسی بھی مرد سے تنہائی میں ایسی جگہ وقت نہ گزارے جہاں ان دونوں کو دیکھا نہ جاسکتا ہو۔لہٰذا اگر کسی بھی مرد وعورت کا علیحدگی میں ملنا منع ہے تو پھر انہیں پھول پیش کرنا ان کا ہاتھ تھامنا انہیں ویلنٹائن ڈے پر کارڈ دینا کیسے جائز ہے؟ احادیث رسول کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پھر کوئی بھی ایسی روایت نہیں ملتی کہ کسی سے کوئی جواز ملتا ہو کہ اسلام نے دونوں جنسوں کا اختلاط بغیر شادی کے جائز قرار دیا ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی کسی ایسی خاتون سے ہاتھ نہیں ملایا جو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ یا قریبی عزیزہ (محرم) نہ ہوں۔ہمیں ایسے معاملے میں نبی اکرم ﷺ کی مثال کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ہمیں صنف مخالف سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ایسے فرد سے ہاتھ نہیں ملانا چاہیے جو ہمارا ازدواجی رفیق نہ ہو یا اس سے شادی ہمارے لیے جائز ہو۔

ایمان کی کسوٹی:

ہماری محبت ہمارے ایمان کی کسوٹی ہے۔کیا ہماری محبت میں اتنی گہرائی ہے کہ ہم

❶ (بخاری ومسلم)

مسلمانوں کے پاس محبت کے اظہار کے لیے ایک دن پہلے سے موجود ہے اور وہ ہے "عید الاضحیٰ" جب مسلمان ایک جانور کی قربانی دے کر اس جذبے کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرسکتے ہیں یہاں تک کہ اپنی جان بھی۔ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) کی سنت دہراتے ہیں جنھوں نے اللہ کے حکم پر اپنی محبوب ترین چیز اپنے نوجوان بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

آیئے ہم حقیقی محبت پائیں:

محبت قربانی چاہتی ہے۔کیا ہماری زندگی میں ایسی خالص اور مضبوط محبت ہے؟ ہم سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں اپنی ذات اور خواہشات سے یا اپنے رب سے؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ایک مشرکانہ تہوار کیسے منا سکتے ہیں! جب کہ ہمارا پیارا رب شرک کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے؟

ایک مسلمان کے اعمال نہ بے مقصد ہوتے ہیں اور نہ ہی بے معنی، یہاں تک کہ اس کی محبت بامعنی اور اظہار محبت کارآمد ہوتا ہے۔عید الاضحیٰ پر ہزاروں روپے پھولوں پر خرچ کرنے کے بجائے غریبوں میں گوشت تقسیم کیا جاتا ہے اور جانوروں کی کھال تک ضائع نہیں کی جاتی۔

آیئے ... ! ہم حقیقی محبت پانے کی کوشش کریں۔

- حقیقی محبت قربانی چاہتی ہے اور اس بات کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے رب کو سب کچھ دے دے۔یہی سچی محبت کی خالص ترین صورت ہے۔
- اب میں اپنا چہرہ تیری طرف کرتا ہوں۔
- میری دنیا اور تمام آسمانوں کے مالک!!
- میں تیرا اور صرف تیرا ہوں۔

- میری نماز اور میری قربانی صرف تیرے لیے ہے۔
- میرا جینا اور میرا مرنا صرف تیرے لیے۔
- ایک وعدہ میرا ہے۔
- کہ اپنی جان دوں گا تیرے لیے۔
- ایک عہد میرا ہے کہ میری عبادت صرف اور صرف تیرے لیے۔

(یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا پہ مبنی ہیں جو وہ قربانی کے موقع پر کہا کرتے تھے۔)

○۞.....۞○
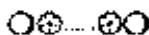
شرم و حیا سے عاری پیغامات سے مزین لاہور کے ایک بڑے اخبار کے صفحہ کا عکس جو ویلنٹائن کی گندی سوچ نوجوانوں میں پروان چڑھانے میں پیش پیش ہے

نواں باب:

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت

اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ کامل اور مکمل طرز حیات ہے، ہمیں اس بات کا احساس ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اعتراف بھی ہے کہ اسلام کے ماننے والے اپنی اصل شناخت کھو بیٹھے ہیں۔ ہمارا میڈیا سیکولر تہذیب کا پرچار کر رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل کی اکثریت دین کی بنیادی تعلیمات، آداب وشعائر سے ناآشنا ہے۔ ہم نے اپنے دستورِ حیات کو بھول کر مغرب کا کے باطل نظریات کو قبول کر لیا ہے جو کہ دنیا کی ہوس وحرص کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشیاں منانے کے لیے سال میں دو تہوار عطا کیے ہیں اور ان کی ادائیگی کا طریقہ کار بھی بتا دیا ہے مگر ہم نے اپنی زندہ تہذیب کو چھوڑ کر اس قوم کی دم توڑتی تہذیب کو سینے سے لگا لیا ہے جو "مہذب" ہونے کی دعویدار ضرور ہے لیکن شائستگی کا عنصر ان میں نہیں۔ جس نے انسداد دہشت گردی کے نام پر افغانستان وعراق کی اینٹ سے اینٹ بجا کر وہاں کے قیدیوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اپنا تشخص اور پہچان ہے جو ہم مغرب کی اندھا دھند تقلید میں بھول بیٹھے ہیں، ہمارے ہاں بسنت اور ویلنٹائن ڈے اس طرح منائے جانے لگے ہیں کہ شاید ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاں بھی نہ منائے جاتے ہوں۔ آج جب کہ ہماری اکثریت بھی اس بات سے ناواقف ہے کہ ان تہواروں کو منائے جانے کی کیا وجوہات ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی محبت کے زبانی دعویدار یہ تک نہیں جانتے کہ لاعلمی میں ہم کتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے پر انھوں

روپیہ پانی کی طرح بہا کر Celeberate کرتے ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں نصف سے زائد آبادی کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا، بھوک مٹانے کے لیے روٹی اور سر چھپانے کے لیے رہائش بھی پوری طرح میسر نہیں ہے۔ کیا پاکستان جیسے افلاس زدہ اور قرضوں میں جکڑے ملک کو یہ فضول خرچیاں زیب دیتی ہیں؟... پھر ترتیب و آرائش میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش ... آخر یہ کس تہذیب اور کون سی ثقافت کی نمائندگی ہے۔؟ "

"ویلنٹائن ڈے... چند سال قبل ہمارے ملک کی اکثریت اس نام سے ناواقف تھی۔ یہ عیاشیوں کا واہیات دن صرف اپر کلاس طبقے میں منایا جاتا تھا جو اسلام سے ناواقف اور مغرب وہنود تہذیب کی دلدادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دن صرف اور صرف نوجوان نسل کو ناجائز تعلقات پر راغب کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ جس کا ہمارا میڈیا پرچار کر کے اسلامی تہذیب واقدار کا جنازہ نکال رہا ہے۔ فضول لغو قسم کے اشتہارات، وحشی جملے، اشتہارات کے ذریعے ہونگ ودیگر لغو کاموں پر اکسانا انتہائی گھناؤنا فعل ہے۔ جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ہم آخر کس قسم کی قوم ہیں؟ جو بغیر سوچے سمجھے ہر جائز وناجائز چیز قبول کر لیتے ہیں حقائق جانے اور پرکھے بغیر؟؟

یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں!

یقیناً مالک عظیم اللہ جل جلالہ نے سچ فرمایا اگر ہماری بصیرت کام کرتی ہو تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کلام کی سچائی روزمرہ کے واقعات سے ہم پر منکشف ہو سکتی ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم بھی قرآن مجید میں مذکور گزشتہ اقوام کے واقعات کو اساطیر الاولین یعنی اگلوں کے قصے کہانیاں ہی سمجھتے ہیں، کہ جو کچھ ان اقوام کے ساتھ گزر چکا وہ ہمارے ساتھ ہونے سے رہا۔ مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں وارد اس آیت ہی کو لے لیجیے جس کا مفہوم یہ ہے "جب ہم

(اللہ تعالیٰ) کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو صاحبِ ثروت اور اثر و رسوخ کے حامل طبقے کو اس کی چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ زمین میں فساد پھیلائے تو پھر اس کے بارے میں قولِ حق بن کر سامنے آتا ہے اور وہ بستی تباہ و برباد کر دی جاتی ہے۔"

اگر غور کیا جائے تو اس تہوار کو منانے میں جو طبقہ شریک (E'lite Class) پیش پیش ہے۔ کیا کبھی ہمارا دھیان اس طرف بھی گیا ہے کہ ہم بھی اسی طرح ہلاکت سے دوچار ہو سکتے ہیں جس کا گزشتہ اقوام کو سامنا کرنا پڑا تھا۔ ہم تو سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم امت محمدی کے افراد ہیں، ہم تو بخشے بخشائے ہیں۔ اللہ کا عذاب ہم پر کس طرح نازل ہو سکتا ہے۔ ہمارا رویہ ٹھیک اس یہودی قوم کی طرح ہے جس کا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے بیٹوں کی مانند ہیں۔ آگ ہمیں چھوئے گی بھی نہیں مگر محض چند دن ۔ اس پر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو اپنے مرنے کی تمنا تو کر کے دکھاؤ۔ قرآن مجید میں اس پر تبصرہ موجود ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے، کیونکہ انہیں حیاتِ دنیوی بہت عزیز ہے۔ شاید ہم سمجھتے ہیں کہ اب تو کوئی وحی آتی نہیں ہے لہذا ہمیں اس قسم کے کسی چیلنج کا کوئی خطرہ نہیں۔ نتیجتاً ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ "بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن" یعنی بے حیائی پر کمربستہ ہو جا اور پھر جو بھی چاہے کرتا پھر۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جب تم میں حیا ختم ہو جائے پھر جو چاہے کرو۔" ہم اسی حدیث کے مصداق ٹھہرے ہیں، کیونکہ ہم قرآن و حدیث نہیں بلکہ نفسانی خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور جب عقلیں مسخ ہو جائیں۔ معدہ ذہن پر غالب آ جائے۔ نفسانی خواہشیں انسانی قدروں کو پامال کر دیں۔ شہوتوں کی بندگی ہونے لگے۔ جنسی مقاصد اور کھیل کود کو مقصدِ زندگی بنا لیا جائے۔ انسان خود ہی اپنی تباہی پر کمربستہ ہو جائے تو ... پھر حلال و حرام کے

پیمانے ٹوٹ چکے ہیں!! جائز اور ناجائز کی تمیز اٹھ چکی ہے!! سمجھانے والوں پر ہنسی آتی ہے!! ان کی دردمندانہ التجائیں بے وقت کی راگنی معلوم ہوتی ہیں!! حرمت رسول ﷺ کا واسطہ دینے میں ذاتی مفاد اور دقیانوسیت کے طعنے دیئے جانے لگتے ہیں۔

یہود و ہنود کے تہوار میں ہماری دلچسپی شاہد ہے کہ ہم اسلام سے منہ موڑ چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے مقصد اور نظریے سے بالکل عاری ہو چکے ہیں اور بھول چکے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے اپنے گھر بار جائیدادیں اور زمین کیوں چھوڑے تھے؟ وقت بیتنے کے ساتھ ساتھ جیسے ہم قیام پاکستان کے مقصد کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی آہستہ آہستہ اسلام کی تعلیمات سے بھی دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام میں کسی بھی اجنبی اور غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے۔ شیطان لوگوں کو فتنے میں ڈالنے اور حرام میں مبتلا کرنے کا بڑا خواہش مند ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (النور: ۲۱)

"اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اسے بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔"

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ شیطان جن ہتھکنڈوں کے ذریعے آدمی کو برائی میں مبتلا کرتا ہے، ان میں سے غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا بھی ہے۔ اسی لیے شریعت نے اس راستے کو ہی بند کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطٰنُ)) ❶

''جب بھی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔''

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ یَوْمِی هٰذَا عَلٰی مُغِیْبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ)) ❷

''آج کے بعد کوئی آدمی خاوند کی غیر حاضری میں اس کی عورت کے پاس اکیلا نہ جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہئیں۔''

گناہ سے روکنا ''قدامت پرستی''

یوں اس حدیث کی رو سے کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ گھر میں، کمرے میں یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھے یہاں تک کہ بھائی یا خادمہ کے ساتھ یا مریضہ کا ڈاکٹر کے ساتھ بیٹھنا بھی حرام ہے۔ بھلا ایسے میں کسی اجنبی عورت کو یا کسی بھی مسلمان کی بہن اور بیٹی کو اپنی محبوبہ قرار دیتے ہوئے پھول یا کارڈ دینا کیا اسلام کی روایات سے بغاوت نہیں...؟ لیکن باوجود حقیقی نتائج کے ہم اس غیر اخلاقی اور حیاء باختہ تہذیب کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیں اسلامی روایات کا پاس ہے نہ گزشتہ عبرت ناک مناظر کی طرف ہماری نظر ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر کسی بھی لڑکی کا الگ لڑکے سے ملنا، اسے پھول پیش کرنا یا پھر کسی لڑکے کا کسی لڑکی سے ملاقات کرنا، اسے کارڈ یا دیگر تحائف دینا، اس کا تبادلہ کرنا، مل جل کر بیٹھنا، باہم مصافحہ کرنا،

❶ (ترمذی: ۴۷٤/۲۔ مشکوۃ/ البانی: ۳۱۱۸)
❷ (صحیح مسلم: ۱۷۱۱/٤)

یہ سب کچھ اسلام کی تعلیم کھلا بغاوت پر مبنی ہے۔ اسلام میں غیر محرم عورتوں سے ملنا حرام ہے۔ ویلنٹائن ڈے بعض ان معاشرتی عادات اور رسوم ورواج میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ سے تجاوز کرتی ہیں اور سراسر بغاوت پر مبنی ہیں اور بعض باطل رسم ورواج تو اللہ کے حکم پر اس قدر غالب ہیں کہ اگر آپ کسی کو شرعی احکام بتائیں اور اس کے سامنے تمام حجت کے طور پر دلیل بھی پیش کر دیں تو وہ آپ پر قدامت پرستی، شر پسندی، قطع رحمی اور لوگوں کی صاف ستھری نیتوں پر شک وغیرہ کرنے کا الزام لگائے گا۔

ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر کسی کو بھی آپ منع کریں کہ بھئی! یہ مغربی اور خالص عیسائی تہوار ہے کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ عیسائی تہوار منائے اور کسی کی ماں، بہن یا بیٹی کو یوں محبت کے اظہار کرنے کے لیے پھول پیش کرے تو یقیناً آپ ''قدامت پرست'' کی گالی کھا جائیں گے!!

<u>وہ تو کزن ہے:</u>

علاوہ ازیں موجودہ معاشرے میں ایک بیماری کزن کے روپ میں سرایت کر چکی ہے اس موقع پر یا دیگر کسی غیر شرعی امور میں آپ کسی کو منع کریں تو جواب ہوگا: ''لو جی! وہ تو میرا کزن ہے یا میری کزن ہے۔'' اب تو کزن سے محبت کرنا اور چچا کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی، خالہ زاد، ماموں زاد بھائی، چچی کی بیوی اور خالو کی بیوی سے مصافحہ کرنا ان کے ساتھ الگ تعلق بیٹھک کرنا ہمارے ہاں تو پانی پینے سے زیادہ آسان اور عام ہو گیا ہے۔ اگر یہ لوگ بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو شریعت میں یہ معاملہ اس قدر خطرناک ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہونے والے سنگین معاشرتی مضمرات سے آگاہ ہوں تو کبھی اس کا ارتکاب نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ

امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)) ❶

''تم میں سے کسی کے سر پر لوہے کی سلائی نشانہ باندھ کر ماری جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔''

بلاشبہ یہ ہاتھ کا زنا شمار ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ وَالْفَرْجُ یَزْنِیْ)) ❷

''آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور شرم گاہ بھی زنا کرتی ہے۔''

کیا کسی کا دل محمد ﷺ سے زیادہ پاک ہوسکتا ہے؟ اس کے باوجود آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((إِنِّیْ لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❸

''میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّیْ لَا أَمَسُّ أَیْدِیَ النِّسَاءِ)) ❹

''میں اجنبی عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَیْرَ أَنَّهُ یُبَایِعُهُنَّ بِالْکَلَامِ۔)) ❺

---

❶ (الطبرانی: ۲۰/۲۱۱ ـ صحیح الجامع/الألبانی: ۴۹۲۱)

❷ (مسند أحمد: ۱/۴۱۲ ـ صحیح الجامع/الألبانی: ۴۱۲۶)

❸ (مسند أحمد: ۶/۳۵۷ ـ صحیح الجامع/الألبانی: ۲۵۰۹)

❹ (الطبرانی: ۲۴/۳۴۲ ـ صحیح الجامع: ۷۰۵۴)

❺ (صحیح مسلم ۳/۱۴۸۹)

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھوا تھا بلکہ آپ ﷺ زبانی ہی عورتوں سے بیعت لے لیتے تھے۔''

باغی اور روپوش:

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو اسلام کی کھلم کھلا بغاوت پر اترے ہوئے ہیں۔ غیر محرم عورتوں سے یوں سرعام ملتے ہیں یا پھر اپنی اولاد (بچوں یا بچیوں) کو ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ اسلام نے ایسے تمام راستوں کو مسدود کیا ہے جن کے ذریعے کسی بھی قسم کی کوئی فحاشی و عریانی پھیلنے کا خدشہ ہو۔ سفر و حضر، خوشی غمی، لیل و نہار میں ملنے کا طریقہ و سلیقہ اسلام نے واضح کیا ہے۔ شیطان کی یہ کوشش ہے کہ دنیا میں عریانی و فحاشی عام ہو جائے اور یہ دنیا فساد کا مرکز بن جائے۔ اس کے لیے وہ ہر حربہ آزماتا ہے اپنے چیلوں چانٹوں کے ذریعے فحاشی و عریانی پھیلانے کے مواقع فراہم کرتا ہے لیکن شیطان فحاشی و عریانی کے فروغ کے لیے جتنی تگ و دو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے بھی بڑھ کر باریک بینی سے اس سے باز آنے کی تلقین کرتا ہے کہ کہیں اس کے ماننے والے ابلیس کے پُر فریب جال میں نہ پھنس جائیں۔ مثال کے طور پر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار صنف نازک ہی بنتی ہے۔ وہ عورت کو اس روپ میں لاتا ہے کہ وہ فحاشی کے فروغ کا سبب بنتی ہے لیکن کمال بات یہ ہے کہ اسلام جیسے سچے اور خالص مذہب نے عورت کو ایسے تمام افعال و اقوال سے باز رہنے کی پہلے سے ہی تلقین فرمائی ہے جس کے ذریعے سے کسی بھی قسم کی فحاشی و عریانی پھیل جانے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے۔

اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کی صورت میں تحفظ دیتے ہوئے حکم دیا کہ کوئی عورت جب بھی اپنے گھر سے باہر قدم رکھے تو اس کے ساتھ اس کا محرم ہو تاکہ کسی بھی وقت وہ راہِ راست سے پھسل کر شیطان کے دام فریب میں نہ چلی جائے۔

محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا:

اسلام نے تو برائی کے ہر راستے پر بند باندھ دیا تا کہ معاشرے میں برائی اور فحاشی پھیلنے نہ ہو یہاں تک کہ مسلمان عورت کو اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) ❶

''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

یہ حدیث ہر قسم کے سفر حتیٰ کہ سفر حج کو بھی اپنی عمومیت کے اعتبار سے شامل ہے۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا فاسق و فاجر قسم کے لوگوں کو اس کے متعلق شک و شبہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ اس کی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں۔ آخر کار نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت فطری طور پر کمزور ہونے کے سبب بے آبرو ہو جاتی ہے بصورت دیگر کم از کم طور پر اس کی عزت اور شرف پر دھبہ ضرور آتا ہے۔

اسی طرح محرم کے بغیر ہوائی جہاز کا سفر کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ اسے الوداع کرنے اور وصول کرنے والا محرم موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ اس میں کئی قباحتیں ہیں کہ جہاز میں اس کے ساتھ والی سیٹ پر کون بیٹھے گا؟ اسی طرح اگر کسی خرابی کے سبب جہاز کو اگر دوسرے ایئر پورٹ پر اترنا پڑے یا اس کی پرواز اور وقت روانگی میں تاخیر ہو جائے تو پھر اکیلی عورت کا کیا حال ہوگا! اس طرح کی اکثر قباحتیں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اس معاملے میں کس قدر احتیاط برتی ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے ویلنٹائن ڈے کی خرافات کو ہم اپنے عقلی دلائل سے درستگی کی راہ نکالیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ (صحیح بخاری: ۱۸٦٢)

((أَبُوهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)) ❶

"اس عورت کا باپ، بیٹا، خاوند یا بھائی یا کوئی محرم (جس کا عورت سے نکاح حرام ہو) وہ سفر میں اس کے ساتھ جا سکتا ہے۔"

جس طرح یہ لازم ہے کہ عورت اپنے محرم کے بغیر سفر پر نہ نکلے، اسی طرح اسلام کے امن وسلامتی والے معاشرے کے لیے یہ بھی لازم قرار دیا گیا کہ کوئی بھی زن وفرد اگر گھر سے نکلتے ہیں تو کسی کی طرف جان بوجھ کر نہ دیکھیں کیونکہ:

غیر محرم کی طرف عمداً دیکھنا بھی حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (النور: ۳۰)

"مسلمان مردوں کو کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ)) ❷

"آنکھ کا زنا حرام اشیاء کی طرف دیکھنا ہے۔"

مردوں کی طرح عورتوں پر بھی غیر محرم مردوں کو غلط نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ مِنْ

---

❶ [صحیح مسلم ۹۷۷/۲]

❷ [صحیح البخاری مع الفتح ۲۶/۱۱]

فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور: ۳۱)

"اور (آپ ﷺ) مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

فیشن کے نام پر اسلام دشمنی:

ہمارے ہاں نگاہوں کو نیچا رکھنا تو دور کی بات "فیشن اور رواج" کے نام پر ایسے ایسے ہتھکنڈے عام ہیں کہ عورتیں کپڑوں میں ہوتے ہوئے بھی بے لباس نظر آتی ہیں اور مرد ہیں کہ شرم و حیا سے عاری معلوم ہوتے ہیں۔

بالخصوص کالج کی طالبات میں یہ وبا عام ہے کہ وہ فیشن کے نام پر مختصر لباس کو ترجیح دیتی ہیں اور تیز پرفیوم کے چھڑکاؤ کے بعد گھروں سے نکلتی ہیں۔ اسلام میں کسی بھی عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا اور غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا بھی حرام ہے۔ جس کی سختی سے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا تھا یہ برائی موجودہ زمانے میں اتنی ہی تیزی سے عام ہو چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)) [1]

"جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ زانیہ شمار ہوگی۔"

بعض عورتیں اس معاملے میں اس قدر غفلت سے کام لیتی ہیں اور اس کو اتنا معمولی تصور کرتی ہیں کہ اپنے ڈرائیور، دکاندار اور گیٹ کیپر وغیرہ کے پاس سے خوشبو لگا کر گزرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں بلکہ شریعت تو اس مسئلہ میں اس قدر سختی کرتی ہے کہ اگر کوئی عورت خوشبو لگانے کے بعد باہر جانے کا ارادہ رکھتی ہو اگرچہ مسجد ہی

[1] (مسند احمد: ج ۴/ ۴۱۸ ـ صحیح الجامع: ۱۰۵)

کیوں نہ جاتا ہو تو جب تک غسل جنابت کی طرح غسل نہ کرلے پاک نہیں ہو سکتی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوجَدَ رِيحُهَا لَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) ❶

"جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف اس نیت سے جاتی ہے کہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک غسل جنابت کی طرح اچھی طرح غسل نہ کرے۔"

حیف صد حیف معاشرے کے موجودہ چلن کا رونا روئیں تو کس کے آگے ... ہمارا شکوہ اللہ کے حضور ہی ہے کہ شادی بیاہ، خوشی کی محفلوں اور جلسوں میں کس طریقہ سے عورتیں جاتی ہیں نیز تیکھے بناؤ سنگھار کرکے مارکیٹوں بازاروں، میلے ٹھیلوں، تفریح گاہوں، ویلنٹائن ڈے جیسے تہواروں اور مردوں و عورتوں کے اختلاط والی جگہوں حتی کہ رمضان المبارک میں مسجدوں میں بھی بے محابہ گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں عورتوں کے لیے ایسی زینت بیان کی گئی ہے جس کی رنگت ظاہر اور اس کی خوشبو مخفی ہو۔

یوں اگر تمام تر اسلامی تعلیمات کے باوجود بھی اگر کوئی شخص خود کو مسلمان کہلانے اور ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت اختیار کرے، اس کے ساتھ محبت بھرے راز و نیاز کرے ... اسے پھول یا تحائف دے تو پھر ایسے مرد و زن کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے اور اللہ رب العزت کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر بھی شرم و حیا کی چادر کو بالائے طاق رکھے بے غیرتی و بے شرمی کے کاموں میں مگن ہیں۔ ...

اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ کسی بھی صورت میں ایسے مواقع پر کوئی ذریعہ یا سبب بنتے

---

❶ (مسند احمد: ۲/۴۴۴۔ صحیح الجامع/البانی: ۲۷۰۳)

ہیں تو وہ بھی اس عمل کا بقدر اس کے مجرم ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آدمی اپنی بیٹی یا بیٹے کو یا اہل خانہ میں سے کسی اور کو ویلنٹائن ڈے کے تہوار پر کسی غیر محرم کے ساتھ عشق و پیار اور بے ہودہ عمل میں دیکھتا ہے لیکن چشم پوشی اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہے۔ ایسے آدمی کو ہماری شریعت میں "دیوث" کہا گیا ہے اور ایسا آدمی جنتی نہیں ہو سکتا۔

دیوث یعنی گھر میں فحاشی کو برداشت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ)) ❶

"تین آدمیوں پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، ماں باپ کا نافرمان اور بے غیرت جو اپنے گھر میں بے حیائی کو برداشت کرتا ہے۔"

اس طرح بے غیرتی کی مختلف صورتیں ہیں جن میں اکثر موجودہ معاشرے میں عام ہو چکی ہیں۔ مثلاً گھر میں اپنی بیٹی یا بیوی کو غیر محرم مردوں کے ساتھ ملنے اور گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر چشم پوشی کرنا۔ جیسا کہ شادی بیاہ، دیگر تقریبات اور "ویلنٹائن ڈے" کے موقع پر ہوتا ہے۔ یا اپنے گھر کی کسی عورت کو غیر محرم رشتہ دار مرد کے ساتھ اکیلے سفر کرنے کی اجازت دینا اور بغیر شرعی پردے کے ان کو گھر سے باہر نکلنے دینا، یہ سب صورتیں حرام ہیں۔ اسی طرح بے حیائی اور فساد پھیلانے والے مختلف قسم کے ڈائجسٹ اور وی سی آر وغیرہ خریدنا اور انہیں گھر کی زینت بنانا بھی حرام ہے۔

لجنۃ کبار العلماء (سعودیہ) کا فتویٰ:

ریاض میں 13 فروری کو وہاں کے ایک مقامی روزنامہ "ریاض" میں سعودی عرب کے

❶ (مسند احمد: ۲/ ۶۹، صحیح الجامع للالبانی: ۳۰۴۷)

حوالے سے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ویلنٹائن ڈے منا کر اللہ کے غیظ و غضب کو دعوت نہ دیں۔

سعودی دارالافتاء نے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کا فتویٰ جاری کیا ہے "ویلنٹائن ڈے" بے دین مسیحیوں کی رسم ہے اور اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھنے والے مسلمانوں کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ اللہ کے غیظ و غضب اور سزا سے بچنے کے لیے اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کے لیے ایسے تہواروں میں حصہ لینا حرام ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی حیثیت اور تاریخی حیثیت یہی نظر آتی ہے کہ اس میں عورت و مرد کے سوائے چھپ کر ملنے اور نفسانی خواہش کے کچھ نہیں۔ اس برائی کو ویلنٹائن ڈے کا نام دے دیا گیا ہے نہ ہی یہ محبت ہے بلکہ کھلی اسلام دشمنی، اللہ و رسول سے بغاوت اور شریعت اسلامیہ کے منافی ہے، چوں کہ اس برائی میں مرد و زن کا باہمی ملاپ ہی وجہ ہے اس لیے ہم نے اس باب میں وہ تمام دلائل اسلام کی روشنی میں جو اس فعل کا رد کرتے ہیں جمع کر دیے ہیں۔

○❀...❀○

دسواں باب:

محبت کا تہوار (ویلنٹائن ڈے) ہم کیوں منائیں؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہے اور وہ کسی سے بھی اس دین کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں کرے گا جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

"اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا اس سے اس کا وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" (آل عمران:۸۵)

اللہ کے دشمنوں کی پیروی:

نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں یہ بتایا ہے کہ ان کی امت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے بعض شعائر اور دینی علامات وعادات میں ان کی پیروی اور اتباع کریں گے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی بالشت بربالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ پیروی کرو گے، حتی کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی میں اس میں داخل ہو گے، ہم نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! کیا یہودیوں اور عیسائیوں کی؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور کون؟" [1]

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے "صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم" میں روایت کیا ہے۔ دیکھیں۔ صحیح بخاری (۸/۱۵۱) اور امام مسلم نے "کتاب العلم باب اتباع سنن الیہود والنصاریٰ" میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیں: صحیح مسلم (۴/۲۰۵۴)

نبی کریم ﷺ نے جو کچھ بتایا اس کا وقوع ہو چکا ہے اور ان آخری دنوں میں مسلمان ممالک کے اندر یہ چیز پھیل چکی ہے کہ بہت سے مسلمان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی بہت سی عادات اور سلوک اور ان کی عادات میں دشمنوں کی پیروی و اتباع کرنے لگے ہیں۔ انھوں نے ان کے دینی شعائر کی تقلید کرنا شروع کر دی ہے اور ان کے تہوار میں شرکت اور انھیں منانا شروع کر دیا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے عام ہونے سے اس میں اور بھی زیادہ برائی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ سب معاشروں میں کفار کی عادات کو بڑے تزک و احتشام سے نشر کرتے ہیں اور اسے اپنے ممالک میں فضائی چینلوں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلامی ممالک میں براہ راست موسیقی اور گندی تصاویر اور جنس پروری کی محافل پیش کرتے ہیں جس کی بنا پر بہت سے مسلمان بھی اس دھوکے میں آنا شروع ہو چکے ہیں۔

ان چند برسوں میں ایک اور چیز بہت سے مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کے درمیان فروغ پا چکی ہے جس میں کوئی خیر و بھلائی کی چیز نہیں، بلکہ وہ عیسائیوں کی تقلید میں یوم محبت کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے اور انھوں نے ویلنٹائن ڈے کا تہوار منانا شروع کر دیا ہے۔

اس تمام صورت حال کے بعد اہل علم اور دعوت و تبلیغ کرنے والوں پر ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کا حکم بتائیں اور بیان کریں جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمان حکمرانوں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی ہے تا کہ مسلمان شخص اپنے دینی معاملات میں بھی واضح دلائل سے مسلح ہو وہ کہیں کسی ایسے عمل میں نہ پڑ جائے جو اس کے عقیدے کو خراب کر کے رکھ دے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان پر عقیدۂ صحیحہ سلامتی ایک انعام ہے کسی صورت کم نہیں ہے۔

اس تہوار اور اس کی اصل کے بارے میں یہ مختصر معلومات پیش کرتے ہیں کہ یہ کب شروع ہوا اور اس کی حقیقت کیا ہے اور اس سے کیا مقصود ہے اور مسلمان شخص کو اس کے بارے میں کیا کرنا واجب ہے۔

ویلنٹائن ڈے (یوم محبت) کا قصہ:

یوم محبت رومن بت پرستوں کے تہواروں میں سے ایک تہوار شمار کیا جاتا ہے جب کہ رومیوں کے ہاں بت پرستی سترہ صدیوں سے بھی زیادہ عرصے پر محیط ہے جو کہ محبت کے کے بارے میں رومی بت پرستی کی تعبیر ہے۔

اس بت پرستی کے تہوار کے بارے میں کئی قسم کے قصے رومیوں اور ان کے وارث عیسائیوں کے ہاں معروف ہیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور قصہ یہ ہے:

رومیوں کا عقیدہ ہے کہ روم شہر کے موسس رومیلیس کو ایک دن مادہ بھیڑیے نے دودھ پلایا، جس کی وجہ سے اسے قوت فکری علم و بردباری حاصل ہوئی۔

لہذا رومی لوگ اس حادثے کی وجہ سے ہر برس فروری کے وسط میں بہت بڑا تہوار منایا کرتے تھے اور اس میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ وہ کتا اور بکری ذبح کرتے اور مضبوط اور گٹھے ہوئے عضلات والے دو نوجوان اپنے جسم پر کتے اور بکری کے خون کا لیپ کرتے اور پھر اس خون کو دودھ کے ساتھ دھوتے اور اس کے بعد ایک بہت بڑا قافلہ چلتا جس کے آگے وہ نوجوان ہوتے اور یہ قافلہ گلی کوچوں اور سڑکوں پر چلتا، ان دونوں جوانوں کے ہاتھ میں چمڑے کے دو ٹکڑے ہوتے جو بھی انہیں ملتا اسے وہ ٹکڑے مارتے، اور رومی عورتیں بڑی خوشی سے یہ کوڑے کھاتیں، کیوں کہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اس سے شفا ملتی ہے اور بانجھ پن ختم ہو جاتا ہے۔

اس تہوار سے سینٹ ویلنٹائن کا تعلق:

سینٹ ویلنٹائن عیسائی گرجے کے دو قدیم قربان ہونے والے اشخاص کا نام ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ دو شخص تھے اور ایک قول کے مطابق کہ ایک ہی شخص تھا جو شہنشاہ کلاڈلیس کی تعذیب کی تاب نہ لاتے ہوئے ۲۹۶ء میں ہلاک ہو گیا اور جس جگہ یہ ہلاک ہوا اسی جگہ ۳۵۰ء میں بطور یادگار ایک گرجا گھر تعمیر کیا گیا۔

جب رومیوں نے عیسائیت قبول کی تو وہ اپنے اس سابقہ تہوار یوم محبت کو تو منانے رہے لیکن انھوں نے اسے بت پرستی کے مفہوم سے نکال کر محبت الٰہی میں تبدیل کر لیا، دوسرے مفہوم محبت کے شہداء میں بدل لیا اور انھوں نے اسے اپنے گمان کے مطابق محبت و سلامتی کی دعوت دینے والے سینٹ ویلنٹائن کے نام کر دیا، جسے وہ اس راستے میں شہید گردانتے ہیں اور اسے عاشقوں کی عید اور تہوار کا نام بھی دیا جاتا ہے اور سینٹ ویلنٹائن کو عاشقوں کا سفارشی اور ان کا نگران شمار کرتے ہیں۔

ان کے باطل اعتقادات اور اس دن کی مشہور رسم یہ تھی کہ نوجوان اور شادی کی عمر میں پہنچنے والی لڑکیوں کے نام کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر ایک برتن میں ڈالے جاتے اور اسے میز پر رکھ دیا جاتا، شادی کی رغبت رکھنے والے نوجوان لڑکوں کو دعوت دی جاتی کہ وہ اس میں سے ایک ایک پرچی نکالیں لہٰذا جس کا نام اس قرعہ میں نکل آتا وہ لڑکا اس لڑکی کی ایک برس تک خدمت کرتا اور وہ ایک دوسرے کے اخلاق کا تجربہ کرتے پھر بعد میں شادی کر لیتے یا پھر آئندہ برس اسی تہوار یوم محبت میں دوبارہ پرچی نکالتے۔

عیسائی عالموں نے اس رسم سے بہت برا اثر لیا اور اسے نوجوان لڑکے لڑکیوں کے اخلاق خراب کرنے کا سبب قرار دیا لہٰذا اٹلی جہاں پر اسے سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی ناجائز قرار دے دیا گیا، پھر بعد میں اٹھارہ اور انیسویں صدی میں دوبارہ زندہ کیا گیا، وہ اس طرح کہ کچھ یورپی ممالک میں کچھ کتب فروشوں نے ایک کتاب (ویلنٹائن کی کتاب کے نام سے) کی فروخت شروع کی جس میں عشق و محبت کے اشعار تھے، جسے عاشق خطوط میں استعمال کرتے ہیں اور اس میں عشق و محبت کے خطوط لکھنے کے بارے میں چند ایک نادر تجاویز بھی درج تھیں۔

اس تہوار کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب رومیوں نے عیسائیت قبول کی تو تیسری صدی عیسوی میں شہنشاہ کلاڈیس دوم نے اپنی فوج کے لوگوں پر شادی کرنے کی پابندی لگا دی کیوں کہ وہ بیویوں کی وجہ سے جنگوں میں نہیں جاتے تھے تو اس نے یہ فیصلہ کیا

سے کوئی مرد شادی نہیں کرے گا۔

لیکن سینٹ ویلنٹائن نے اس فیصلہ کی مخالفت کرتے ہوئے چوری چھپے فوجیوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا۔ جب کلاڈیس کو اس کا علم ہوا تو اس نے سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسے سزائے موت دے دی، کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران ہی سینٹ ویلنٹائن کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہو گئی یہ سب کچھ خفیہ ہوا، کیوں کہ پادریوں اور راہباؤں کے لیے عیسائیوں کے ہاں شادی کرنا اور محبت بھرے تعلقات قائم کرنا حرام تھا، عیسائیوں کے ہاں اس کی سفارش کی گئی کہ عیسائیت پر قائم رہو، شہنشاہ نے اسے عیسائیت ترک کر کے رومی دین قبول کرنے کا کہا کہ اگر وہ عیسائیت ترک کر دے تو اسے معاف کر دیا جائے گا اور وہ اسے اپنا داماد بنانے کے ساتھ اپنے مصاحبین میں شامل کرے گا، لیکن ویلنٹائن نے اس سے انکار کر دیا اور عیسائیت کو ترجیح دی اور اسی پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا تو چودہ اور پندرہ فروری ۲۷۰ء کی درمیانی رات اسے پھانسی دے دی گئی اسے قدیس یعنی "پاک باز بشپ" کا خطاب دے دیا گیا۔

یہی صلیب کی پیروی ہے:

کتاب قصۃ الحضارۃ میں ہے:

"کنیسہ نے ایک ڈائری ترتیب دے رکھی ہے جس میں ہر دن ایک مقدس اور پاک باز شخص کا تہوار مقرر کیا ہے اور انگلینڈ میں سینٹ ویلنٹائن کا تہوار موسم سرما کے آخر میں منایا جاتا تھا اور جب یہ دن آتا ہے تو ان کے کہنے کے مطابق جنگلوں میں پرندے بڑی گرم جوشی کے ساتھ آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور نوجوان اپنی محبوبہ لڑکیوں کے گھروں کی دہلیزوں پر سرخ گلاب کے پھول رکھتے ہیں۔ [1]

پوپ نے سینٹ ویلنٹائن کی یوم وفات چودہ فروری ۲۷۰ء کو یوم محبت قرار دے دیا

---

[1] دیکھیں "قصۃ الحضارۃ" تالیف ول ڈیورنٹ (۱۵ ـ ۲۳)

اور یہ پوپ کون ہے؟ عیسائیوں کے سردار اور بڑے عالم جس کی بات حکم کا درجہ رکھتی ہے اسے عیسائی پوپ کا نام دیتے ہیں۔ دیکھیں اس پاپائے اعظم نے کس طرح عیسائیت میں تہوار کو پیدا کیا اور منانے کا حکم دیا۔ کیا یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان یاد نہیں دلاتا:

''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا۔'' (التوبۃ: ۳۱)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میری گردن میں صلیب لٹک رہی تھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

اے عدی! اس بت کو اپنے (گلے) سے اتار دو۔

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ سورۃ التوبہ کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا۔''

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے لیکن جب وہ اس کے لیے کسی چیز کو حلال کر دیتے تو وہ اسے حلال سمجھتے اور جب ان پر کوئی چیز حرام کر دیتے تو وہ اسے خود پر حرام کر لیتے تھے۔

اسے امام ترمذی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس تہوار میں عیسائیوں کے اہم ترین شعار و علامات:

(1) خوشی و سرور کا اظہار جس طرح دوسرے اہم ترین تہواروں میں ان کی حالت ہوتی ہے۔

(2) سرخ گلاب کے پھولوں کا تبادلہ اور وہ یہ کام بت پرستوں کی حب الٰہی اور اہل مذہب کے ہاں عشق کی تعبیر میں کرتے ہیں اور اسی لیے اس کا نام بھی عاشقوں کا تہوار رکھا گیا ہے۔

⊛ اس کی خوشی میں کارڈوں کی تقسیم اور بعض کارڈوں میں کیوپڈ کی تصویر ہوتی ہے جو ایک بچے کی خیالی تصویر بنائی گئی ہے اس کے دو پر ہیں اور اس نے تیر کمان اٹھا رکھا ہے۔ جسے رومی بت پرست قوم محبت کا الٰہ مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جھوٹ اور شرک سے بلند و بالا ہے۔

⊛ کارڈوں میں محبت و عشقیہ کلمات کا تبادلہ ہوتا ہے جو اشعار یا نثر یا چھوٹے چھوٹے جملوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور بعض کارڈوں میں گندے قسم کے اقوال اور کارٹون ہوتے ہیں اکثر طور پر اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ ویلنٹائن بن جاؤ جو کہ بت پرستی کے مفہوم سے منتقل ہو کر عیسائیت مقبوم کی تمثیل بنتی ہے۔

⊛ متعدد عیسائی علاقوں میں دن کے وقت بھی محفلیں سجائی جاتی ہیں اور رات کو بھی مرد و زن کا مخلوط رقص ہوتا ہے اور بہت سے لوگ پھول، چاکلیٹ کے پیکٹ وغیرہ بطور تحفہ محبت کرنے والوں اور شوہروں اور دوست و احباب کو بھیجتے ہیں۔

مسلمان اس تہوار کو کیوں نہیں منا سکتے؟

اوپر جو کچھ بھی اس تہوار کے بارے میں بیان ہوا ہے انھیں بغور دیکھنے سے درج ذیل اشیا واضح ہوتی ہیں:

⊛ یہ تہوار اصلاً رومی بت پرستوں کا عقیدہ ہے جسے وہ محبت کے الٰہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے ہیں لہٰذا جس نے بھی اس تہوار کو منایا وہ ایک شرکیہ تہوار منا رہا اور بتوں کی تعظیم کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یقین جانو جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (المائدۃ:۷۲)

۞ رومیوں کے ہاں اس تہوار کی ابتدا قصے کہانیوں اور خرافات پر مشتمل ہے جسے عقل ہی تسلیم نہیں کرتی چہ جائیکہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان کی عقل تسلیم کرے۔

تو کیا عقل سلیم یہ تسلیم کرتی ہے کہ روم شہر کو آباد کرنے والے مؤسس کو کوئی بھیڑیا دودھ پلائے اور اس سے اسے قوت بردباری حاصل ہو؟ جو کچھ اس قصے میں ہے وہ مسلمان کے عقیدہ کے خلاف ہے، کیوں کہ قوت اور عقل، بردباری وحلم تو اللہ خالق سبحانہ وتعالیٰ ہے نہ کہ کسی بھیڑیے کے دودھ کے باعث۔

اور اسی طرح یہ قصہ کہ ان کے بت ان سے برائی اور مصیبت کو دور کرتے ہیں اور ان کے جانوروں کو بھیڑیوں سے بچاتے ہیں۔

۞ رومیوں کے ہاں اس تہوار کے بدصورت شعار میں کتے اور بکری کو ذبح کر کے کتے اور بکری کا خون دو نوجوان لڑکوں پر لیپ اور پھر اسے دودھ کے ساتھ دھونا ۔۔۔ الخ۔ یہ ایک ایسا قصہ ہے جس سے فطرت اور عقل سلیم نفرت کرتی ہے اور اسے صحیح قبول نہیں کرتا۔

۞ اس تہوار سے بشپ ویلنٹائن کے متعلق کئی مؤرخین نے شک کیا ہے، وہ اسے صحیح تسلیم نہیں کرتے، لہٰذا عیسائیوں کے لیے بہتر یہی تھا کہ وہ اس بت پرستانہ تہوار کا انکار کرتے، جسے بت پرست ہی مناتے ہیں، ہم مسلمان کیسے اسے درست تسلیم کریں جب کہ ہمیں تو عیسائیوں اور ان سے پہلے بت پرستوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۞ عیسائی کیتھولک فرقے علمانے اٹلی اس تہوار کو منانے پر پابندی لگا دی ہے، کیوں کہ اس میں گندے اخلاق کے پھیلاؤ کے باعث نوجوان لڑکے، لڑکیوں پر برا اثر پڑتا ہے تو پھر مسلمانوں کے لیے بالاولیٰ اس سے دور رہنا ہوگا اور اس سے بچنے کے ساتھ انہیں اس سلسلے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی دینی فریضہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے ہم مسلمان اس تہوار کو کیوں نہیں منا سکتے؟
اس کا جواب متعدد وجوہات کے باعث دیا جا سکتا ہے:

پہلی وجہ.........

دین اسلام میں عیدیں اور تہوار محدود اور ثابت شدہ ہیں، ان میں کمی کی جا سکتی ہے نہ زیادتی، اور اسی طرح مسلمانوں کی عبادات بے توقیفی ہیں (جن میں کمی و زیادتی نہیں ہو سکتی اور اسی طرح عمل کرنا ہوگا جس طرح ثابت ہے) اسے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع کیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"عیدیں اور تہوار شرع و مناہج اور مناسک میں سے ہیں، جن کے بارے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ہم نے ہر ایک کے لیے طریقہ اور شریعت مقرر کی ہے۔"

دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا:

"ہر قوم کے لیے ہم نے ایک طریقہ مقرر کیا ہے جس پر وہ چلنے والے ہیں۔"

مثلاً قبلہ، نماز، روزے، لہٰذا ان کا عید اور باقی مناہج میں شریک ہونے میں کوئی فرق نہیں، اس لیے کہ سارے تہوار میں موافق کفر میں موافقت ہے، اور اس کے بعض فروعات میں موافقت کفر کی بعض شاخوں میں موافقت ہے بلکہ عیدیں اور تہوار ہی ایسی چیز ہیں جن سے شریعتوں کی تمیز ہوتی ہے اور پہچانی جاتی ہیں اور شعائر سے بھی زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔

لہٰذا ان تہواروں میں موافقت کرنا کفر کے خاص طریقے اور شعار کی موافقت ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس میں موافقت کرنے سے پوری شروط کے ساتھ کفر پر جا کر ختم ہو سکتا ہے اور اس کی ابتدا میں کم از کم حالت یہ ہے کہ یہ معصیت و گناہ ہوگی اور اس کی جانب ہی نبی ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے۔

"یقیناً ہر قوم کے لیے ایک عید اور تہوار ہے اور یہ ہماری عید ہے۔" •

اس لیے یوم محبت کا تعلق رومی دور سے متعلق ہے نہ کہ اسلامی دور سے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ یہ عیسائیوں کی خصوصیات میں سے ہے نہ کہ مسلمانوں کی، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کا اس میں کوئی حصہ اور تعلق بھی نہیں ہے، لہٰذا جب ہر قوم کے لیے عید اور تہوار ہے جیسے کہ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا تھا۔

"یقیناً ہر قوم کے لیے عید ہے" (بخاری و مسلم)

تو نبی ﷺ کا یہ فرمان ہر قوم کو اس کے خصوصی تہوار کے ساتھ واجب کرتا ہے، لہٰذا جب عیسائیوں کی مخصوص اور خاص عید ہے اور یہودیوں کی خاص عید تو جس طرح مسلمان اس کی شریعت میں شریک نہیں، اسی طرح ان کی عید اور تہوار میں بھی شریک نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کے قبلہ میں۔

دوسری وجہ:

یہ محبت کا تہوار منانے میں بت پرست رومیوں اور پھر عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ انھوں نے اس میں رومیوں کی تقلید کی ہے۔ یہ تہوار ان کے دین میں نہیں اور جب دین اسلام میں عیسائیوں سے کسی ایسی چیز میں مشابہت سے ممانعت ہے جو ہمارے دین اسلام میں نہیں بلکہ ان عیسائیوں کے حقیقی مذہب میں بھی نہیں ہے تو پھر ایسی چیز جو انھوں نے ایجاد کرلی اور بت پرستوں کی تقلید کرنے لگے اس میں مشابہت اختیار کرنا کیسا ہوگا!!

کفار چاہے وہ بت پرست ہوں یا اہل کتاب ان سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، چاہے وہ مشابہت ان کی عبادات میں ہو یہ بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یا پھر ان کی عادات و رسم و رواج میں اس کی حرمت پر کتاب و سنت اور اجماع دلالت کرتا ہے۔

• صحیح بخاری، حدیث ۹۵۲، صحیح مسلم حدیث نمبر ۸۹۲، دیکھیں: الاقتضاء (۱/۴۷۱-۴۷۲)

کفار سے مشابہت کی حرمت:

☸ قرآن مجید سے کفار کی مشابہت کی حرمت کے دلائل:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، ان لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ (آل عمران: ۱۰۵)

☸ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جس نے بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انھی میں سے ہے۔" ❶

☸ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس حدیث کی کم از کم حالت ان سے مشابہت کرنے کی تحریم کا تقاضا کرتی ہے، اگرچہ حدیث کا ظاہر مشابہت اختیار کرنے والے کو کفر کا متقاضی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اور جو بھی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے یقیناً وہ انھی میں سے ہے۔" ❷

☸ رہا اجماع تو اس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ نقل کیا ہے کہ کفار سے ان کی عیدوں اور تہواروں میں مشابہت اختیار کرنے کی حرمت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت سے لے کر اجماع ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس پر علماء کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔ ❸

کفار کی تقلید نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے اور مشابہت کرنے والے پر ناراضی کا اظہار کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں کئی ایک مواقع پر اور مختلف اسلوب میں اس

❶ (سنن ابوداؤد حدیث: ۴۰۳۱ و مسند احمد: ۲/ ۵۰)

❷ (الاقتضاء: ۱/ ۲۱۴)

❸ دیکھیں الاقتضاء (۱/ ۴۵۴) اور احکام اہل الذمۃ (۲/ ۷۲۲۔ ۷۲۵)

سے بچنے کا کہا ہے، اور خاص کر کفار کی مشابہت سے تو منع کیا ہے، کبھی ان کی پیروی و اتباع اور اطاعت سے روک کر، اور کبھی ان سے ڈرا کر، اور کبھی ان کے مکر و فریب دھوکا نہ کھانے کا کہہ کر کبھی ان کی آرا اور خیالات کے پیچھے نہ چلنے کا کہہ کر اور کبھی یہ کہہ کہ ان کے اعمال اور اخلاق اور سلوک سے متاثر نہ ہوں۔

بعض اوقات ان کی غلط خصلتیں ذکر کر کے جن سے مومن نفرت کرتے ہیں اور ان کی مشابہت کرنے سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اکثر طور پر یہودیوں اور عیسائیوں سے بچنے کا کہا گیا ہے، اور پھر عمومی طور پر اہل کتاب اور مشرکوں سے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بیان فرمایا ہے کہ کفار کی اطاعت اور مشابہت کرنے سے انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت اور ان کی خواہشات کے پیچھے چلنے اور بری خصلتیں اپنانے سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح کفار اور اہل کتاب کی اطاعت اور مشابہت سے رکنا تو شریعت کے مقاصد میں شامل ہے، جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کے لیے شریعت کو مکمل کر دیا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنا بھرپور انعام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا ہوں۔ (المائدۃ:۳)

اس شریعت کو ہر حالت اور ہر زمانے اور سب لوگوں کے لیے صالح بنایا لہٰذا کفار سے کچھ حاصل کرنے اور ان کی نقالی کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

غیر مسلمین کی پیروی مسلمان کی شخصیت میں خلل کا باعث بنتی ہے، شعور میں نقص اور

کم زوری اور چھوٹا پن، شکست خوردہ ذہن پیدا ہوتا اور پھر اللہ تعالیٰ کے دین، طور طریقے اور اس کی شریعت سے ناطہ کٹ گیا ہے، تجربات نے یہ ثابت کیا ہے کہ کفار سے دوستی اور انھیں پسند کرنا اور ان کی تقلید کرنا ان سے یا ان کی ثقافت و تہذیب سے محبت، ان پر مطلقاً بھروسہ، ان کے ساتھ دوستی یا اسلام و اہل اسلام سے ناپسندیدگی، دین اسلام سے بے رغبتی، ثقافت اسلامیہ سے لاعلمی اس کا سبب بنتا ہے۔

تیسری وجہ:

اس دور میں یوم محبت منانے کا مقصد لوگوں کے مابین محبت کی اشاعت ہے، چاہے وہ مومن ہوں یا کافر، حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کفار سے محبت و مودت اور دوستی حرام ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے ہوئے ہرگز نہیں پائیں گے اگرچہ وہ کافر ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ (المجادلہ:۲۲)

مومن کا دوست کافر نہیں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ کوئی بھی مومن ایسا نہیں پایا جاتا جو کافر سے محبت کرتا ہو لہٰذا جو مومن بھی کافر سے محبت کرتا ہے اور دوستی لگاتا ہے وہ مومن نہیں اور ظاہری مشابہت بھی کفار سے محبت کی غماز ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہوگی۔" ❶

---

❶ (دیکھیں: الاقتضاء: ۱/ ۴۹۰)

چوتھی وجہ:

جب سے عیسائیوں نے یہ تہوار شروع کیا ہے اس میں مقصود محبت زوجیت کے دائرے سے باہر رہتے ہوئے عشق اور دنیا کو عذاب میں ڈالنے والی محبت مراد ہے، جس کے نتیجے میں زنا اور فحاشی عام ہو رہی ہے کئی اوقات میں عیسائی کلیسا کے بڑوں نے اس تہوار کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے کو مسترد کیا اسے باطل قرار دیا اور اسے ختم کیا لیکن پھر دوبارہ اسے زندہ کر دیا گیا۔

ویلنٹائن ڈے کا تہوار منانے والے اکثر نوجوان ہوتے ہیں کیونکہ اس میں ان کی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر اس میں کفار کی پیروی اور مشابہت کو نہ بھی دیکھا جائے، حالانکہ یہ حرام ہے لیکن چلو ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں، آپ میرے ساتھ اس مصیبت کو دیکھیں کہ اس کی وجہ سے وہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہوئے زنا وغیرہ میں پڑتے ہیں جو کہ صرف اور صرف عیسائیوں سے مشابہت کے طریقے سے ہوتا ہے اور یہ ان کی عبادات میں سے ہے جس کے بارے میں خدشہ ہے کہ اس میں ان کی مشابہت کرنا کفر تک لے جاتا ہے۔

کیا ویلنٹائن ڈے کے مخالف محبت کے دشمن ہیں:

ہو سکتا ہے کہ بعض نادان یہ کہیں کہ تم تو ہمیں محبت سے محروم کرنا چاہتے ہو، حالانکہ ہم تو اس دن اپنے شعور اور خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اس کی تعبیر کرتے ہیں تو اس میں ممانعت کیا ہے؟

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے؟

✿ اس دن کے ظاہری نام اور اس کے پیچھے جو ان کا حقیقی مقصد ہے وہ چاہتے ہیں اس میں خلط ملط کرنا غلط ہے، لہٰذا اس تہوار کے نام پر جو محبت مقصود ہے وہ عشق بازی کی دو لفظی ترین راہ ہے جس کا مقصد چوری چھپے لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے سے دوستی

نکاح اور پیار بتاتا ہے۔ اس دن کے بارے میں معروف ہے کہ یہ فحاشی، آزادانہ
میل ملاپ اور بغیر نکاح جنسی تعلقات کو قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔
یہ لوگ خاوند اور بیوی یا بیوی اور خاوند کے بیچ پاکیزہ اور شفاف محبت کی
بات نہیں کرتے یا کم از کم وہ خاوند اور بیوی کے مابین شرعی محبت اور عاشق و معشوق اور
چوری چھپے دوستیاں لگانے والوں کی حرام محبت کے مابین کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کرتے، بلکہ
یہ تہوار ان کے ہاں صرف عشق کی تعبیر کا وسیلہ ہے۔

محبت سال بھر میں ایک دن کیوں؟

(۵) شعور اور خیالات کی تعبیر: مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے لیے اپنی
جانب سے ہی کوئی ایک دن مخصوص کرے اس کی تنظیم کرنا شروع کر دے اسے عید
اور تہوار کا نام دے کر اسی کی طرح بنا ڈالے۔ ایسی صورت میں کفار کے تہوار اور عید
کے بارے میں کیا خیال ہے کہ وہ جائز ہو سکتے ہیں؟

چنانچہ دین اسلام میں خاوند اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے خاوند سے تو سارا سال ہی
محبت کرتے ہیں اور وہ اس محبت کی تعبیر بھی ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ تحائف دے کر اور
اشعار اور نثر اور خط و کتابت وغیرہ میں کرتے ہیں جو کہ سارا سال ہی رہتا ہے نہ کہ سال
بھر میں کسی ایک دن میں۔

(۶) کوئی بھی دین نہیں جو اپنے متبعین کو اس طرح آپس میں محبت و بھائی چارہ قائم
کرنے پر ابھارتا ہو جس طرح دین اسلام ابھارتا ہے کہ آپس میں محبت و بھائی چارہ
اور الفت قائم کی جائے۔ دین اسلام میں اس کا اہتمام ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے نہ
کہ کسی ایک معین دن، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا:
"جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے

بتاؤں کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔" ❶

دوسری حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے، جب تک تم مومن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمھیں اس چیز کے بارے نہ بتاؤں جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔" ❷

حقیقی محبت کونسی ہے؟

- بے شک اسلام میں محبت تو ایک صورت یعنی آدمی اور عورت کے مابین محبت میں ہی منحصر ہونے کی بجائے عام اور اصل میں ہی زیادہ بہتر ہے وہ اس طرح کہ دین اسلام میں اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، خیر و بھلائی کے کام کرنے والے لوگوں سے محبت کرنا، اصلاح اور دین سے محبت کرنے والوں، دین کی مدد کرنے والوں سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانے سے محبت کرنا، نیز اسی طرح بہت ساری دیگر محبتیں بھی ہیں جن سے اسلام ہمیں آگاہ کرتا ہے، لہٰذا جب محبت کے اس وسیع معنی کو صرف محبت کی اس نوع اور قسم میں ہی منحصر کر دیا جائے تو پھر بہت ہی خطرناک اور غلط بات ہے۔
- بے شک جو لوگ یہ گمان اور خیال رکھتے ہیں کہ شادی سے قبل محبت کرنا شادی کے لیے مفید اور بہتر نتائج کا باعث ہے، اس سے اچھے اور بہتر تعلقات قائم ہوتے ہیں تو ان کا یہ خیال تباہ کن اور خسارے کا باعث ہے، جیسا کہ واقعات سے یہ ثابت بھی ہو

❶ سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: ٥١٢٤، سنن ترمذی، حدیث نمبر: ٢٣٢٩، یہ حدیث صحیح ہے۔

❷ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ٥٤)

چکا ہے لہٰذا قاہرہ یونیورسٹی نے محبت کی شادی اور مروجہ شادی کے بارے میں جو تحقیق کی ہے اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ

''شادی جو محبت کی شادی (Love Marriage) میں 88 اٹھاسی فی صد شادیاں ناکامی کا شکار ہوتی ہیں یعنی اس میں کامیابی کا تناسب صرف 12 بارہ فی صد سے زیادہ نہیں اور مروجہ شادیاں (Arrange Marriage) میں کامیابی کا تناسب 70 ستر فی صد ہے۔''

یعنی دوسری عبارت میں کہ جسے وہ مروجہ شادی (Arrange Marriage) کا نام دیتے ہیں اس میں کامیابی کا تناسب محبت کی شادی (Love Marriage) سے چھ گنا زیادہ کامیاب ہے۔ ❶

تو محبت پیدا کیوں نہیں ہوتی؟

جب ہم یورپی معاشرے کے حالات دیکھتے ہیں جو یوم محبت مناتے اور اس کی ترویج کا بھی اہتمام کرتے ہیں تو ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا اس تہوار کو منانے سے ان کے ازدواجی تعلقات میں کس حد تک بہتری پیدا ہوئی ہے اور خاوند بیوی کے مابین اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ کیا ان میں اس کا کوئی مثبت اثر بھی ہوا ہے؟

ان کے سروے اور تحقیق میں درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں:

- ۱۹۸۷ء میں امریکی تحقیق کے مطابق 79 فی صد مرد عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں اور خاص کر جب وہ شادی شدہ ہوں.....! ❷
- نفسیاتی صحت کے امریکی ادارے کے سروے کے مطابق 17 فی صد عورتیں ایسی تھیں جو ابتدائی طبی امداد لینے آئیں جنہیں ان کے خاوندوں یا پھر مرد دوستوں نے زدوکوب کیا تھا۔ 83 فی صد عورتیں ایسی تھیں جو کم از کم ایک بار پہلے ہسپتال میں زخموں کا

---

❶ دیکھیں: رسالۃ الی مؤمنۃ، صفحہ نمبر: (۲۵۵)
❷ دیکھیں: جریدۃ القبس: (۱۹۸۸/۲/۱۵)

علاج معالجہ کروانے کے لیے داخل ہوئیں، وہ زدوکوب کے نتیجے میں داخل ہوئیں، اس تحقیق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اکثر عورتیں ایسی ہیں جو اپنے زخموں کا علاج کروانے ہسپتالوں میں نہیں جاتیں بلکہ اپنے گھروں میں مرہم پٹی کر لیتی ہیں۔

☆ امریکی تحقیقی ادارے FPT کے مطابق ''امریکا میں ایک ایسی خاتون بھی موجود ہے جسے اس کا خاوند ہر اٹھارہ سیکنڈ بعد لازماً زدوکوب کرتا ہے۔

☆ امریکی میگزین ''ٹائم'' نے لکھا ہے کہ چھ لاکھ زدوکوب کی جانے والی بیویوں میں سے چار ہزار ایسی ہیں جو گھریلو تشدد کے نتیجے میں ہلاک ہو چکی ہیں!!۔

☆ جرمنی کے ایک سروے کے مطابق کم از کم ایک لاکھ عورتیں ایسی ہیں جو سالانہ جسمانی یا نفسانی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں جو ان کے خاوند یا جو ان کے ساتھ رہنے والے مرد کرتے ہیں لیکن احتمال یہ ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر دس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔

☆ فرانس میں تقریباً بیس لاکھ عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

☆ برطانیہ میں ایک سروے میں سات ہزار عورتیں شریک ہوئیں ان میں سے 28 فی صد عورتوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے خاوندوں اور دوستوں کی مارپیٹ کا شکار ہوتی ہیں۔

تو ان نتائج کے بعد ہم یہ کس طرح مانیں اور تصدیق کریں کہ محبت کا تہوار خاوند اور بیوی کے لیے مفید و فائدہ مند ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تہوار تو مزید فسق و فجور اور حرام تعلقات اور ذلت کی دعوت دیتا ہے۔

اپنی بیوی سے سچی اور حقیقی محبت کرنے والے خاوند کو کسی کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسے اس اخلاق باختہ اور حیا سوز تہوار کے ذریعے محبت کی یاد دلائی جائے۔ کیوں کہ وہ تو ہر وقت اور ہر لحظہ اپنی بیوی سے محبت کی تعبیر میں مصروف رہتا ہے۔

مسلمان کا یوم محبت کے بارے میں موقف:

گزشتہ سطور میں جو کچھ بیان ہو چکا ہے وہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں بحیثیت ایک

مسلمان درج ذیل امور میں موقف بیان کرتا ہے:

ویلنٹائن ڈے کو نہ منانا، تہوار کو منانے والوں کے ساتھ تعاون و تعلقات [illegible] نہ کرنا یا ان کے ساتھ حاضر نہ ہونا ہی اسلام اور شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے، [illegible] کفار کے تہوار منانے کی حرمت کے دلائل اوپر بیان کیے جا چکے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب یہودیوں کی خاص عید ہے اور عیسائیوں کی اپنی خاص عید تو پھر جس طرح ان کی شریعت اور قبلہ میں مسلمان شخص شریک نہیں اسی طرح ان کے تہواروں میں بھی شریک نہیں ہو سکتا۔" ❶

جب دلیل سنت اور سلف صالحین کے اعتقاد کے اصول میں الولاء والبراء شامل ہے تو پھر اس اصل اور قاعدہ کے تحت بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والے ہر شخص کے لیے ضروری ہے: لہذا مسلمان مسلمانوں سے ہی محبت کرے گا اور کافروں سے بغض اور دشمنی رکھے گا۔

یہ بھی علم میں ہونا چاہیے کہ جس میں ایک مصلحتیں پنہاں ہیں جو شمار بھی نہیں ہو سکتیں، جیسا کہ ان سے مشابہت اختیار کرنے میں فساد بھی بہت زیادہ ہے، اسی طرح ان کی مخالفت میں فائدہ بھی بہت ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی کفار سے مشابہت کرنے میں اسلام دشمن عناصر کے سینے ٹھنڈے ہیں، انھیں سرور حاصل ہوتا ہے اور مسلمانوں کو کفار سے دلی محبت تک لے جاتی ہے۔

مسلمان لڑکیاں بھی ویلنٹائن ڈے کے دن تہوار کو مناتی ہیں جب وہ دیکھتی ہیں کہ سب لڑکیاں پھول اور سرخ رنگ کی اشیاء وغیرہ بھی مناتی ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان سے اپنے اعتقاد کے برعکس چل رہی ہیں اور اپنے دین حنیف کو بھی چھوڑ رہی ہیں، کیوں کہ

---

❶ دیکھیے: مجلة المجتمع: [illegible]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تو فرمان ہے:

"اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی ایک سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔" (المائدۃ: ۵۱)

دشمنان اسلام کی تعداد میں اضافہ کرنا، ان کے دین کی مدد کرنا، ان کی پیروی کرنا، ان سے پوری اور مکمل مشابہت تو یہ ہے اور پھر یہ کس طرح اس مسلمان شخص کے شایان شان ہے جو نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دہراتا ہے۔

"ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان کی راہ جو گمراہ ہوئے۔" (الفاتحۃ: ۶-۷)

اللہ تعالیٰ سے تو صراط مستقیم اور مومنوں کی راہ کی ہدایت طلب کرے اور جن پر غضب کیا گیا اور گمراہ لوگوں کی راستے میں بچنے کا سوال کرے اور پھر خود ہی اپنی رضامندی سے ان کے راستے پر بھی چلنا شروع ہو جائے۔

سروے سے بات ثابت ہے کہ "کرسمس" کے تہوار کے بعد "یوم محبت" دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ لہٰذا جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) عیسائیوں کا ایک تہوار ہے اور کرسمس کے بعد دوسرے درجہ پر یوم محبت کو درجہ حاصل ہے تو مسلمانوں کا اسے منانے میں شریک ہونا جائز نہیں، کیونکہ ہمیں تو ان کے دین اور ان کی عادات میں ان کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح ان کی دوسری خصوصیات میں بھی ہمیں ان کی مخالفت کرنے کا حکم ہے جیسا کہ قرآن مجید، سنت مطہرہ اور اجماع سے بھی یہ ثابت ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے۔

کفر میں تعاون کیوں؟

اس تہوار کے منانے میں کفر کی معاونت نہ کرنا، کیونکہ یہ تہوار شعائر کفر میں سے ایک شعار ہے لہٰذا اس میں ان کی معاونت کرنا اور اسے تسلیم کرنے میں کفر کو بلند کرنے،

پھیلانے اور دوں کے اظہار میں معاونت ہوتی ہے مسلمان شخص کو اس کا دین اس کی اہانت اور اس کے اقرار اور اسے بلند اور ظاہر کرنے اور اس میں مدد و تعاون کرنے سے منع کرتا ہے۔

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

"مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ کفار سے ان کے خصوصی تہواروں میں ان کی لباس، کھانے پینے، غسل کرنے، آگ جلانے اور اپنی کوئی عادت اور کام وغیرہ یا عبادت سے چھٹی کرنے میں ان کفار کی مشابہت کریں۔... مختصر طور پر یہ کہ ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کفار کے کسی خاص تہوار کو ان کے کسی شعار کے ساتھ خصوصیت دیں، بلکہ ان کے تہوار کا دن مسلمانوں کے ہاں باقی سارے عام دنوں جیسا ہی ہونا چاہیے۔" ❶

مسلمانوں میں سے جو بھی اس تہوار کو مناتا ہے اس کی معاونت نہ کی جائے بلکہ اسے اس سے روکنا واجب ہے، کیونکہ مسلمانوں کا کفار کے تہوار منانا ایک منکر اور برائی ہے جسے روکنا واجب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

"جس طرح ہم ان کے تہواروں میں کفار کی مشابہت نہیں کرتے، تو اس طرح مسلمانوں کی اس سلسلے میں مدد و اعانت بھی نہیں کی جائے گی بلکہ انہیں اس سے روکا جائے گا۔" ❷

تو شیخ الاسلام کے فیصلہ کی بناء پر مسلمان تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ یوم محبت کے تحفے تحائف کی تجارت کریں چاہے وہ کوئی معین قسم کا لباس ہو یا سرخ گلاب کے پھول وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کو یوم محبت میں کوئی تحفہ دیا جائے اس تحفہ کو قبول کرنا بھی

❶ (دیکھیں: مجموع فتاوی: ۳۲۹/۲۵)
❷ دیکھیں: الاقتضاء (۵۱۹/۲ ـ ۵۲۰)

حلال نہیں، کیوں کہ اسے قبول کرنے میں اس تہوار کا اقرار اور اسے صحیح تسلیم کرنا ہے۔

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہم ایک مسلمان ملک میں ایک گل فروش کے پاس گئے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نے اس ویلنٹائن ڈے کی مکمل تیاری کر رکھی تھی، دوکان داخلی دروازے سے اندر تک سارے فرش پہ سرخ قالین، سرخ رنگ کی تختیاں الغرض سارا منظر ہی سرخ کیا ہوا تھا، ہم نے اس دوکان کے ایک ملازم سے ملاقات کی اور اس سے اس تہوار میں ان کی تیاری کے بارے میں سوال کیا تو اس کا جواب تھا۔

یہ تیاری تو بہت پہلے سے ہی شروع کی جا چکی تھی اور اس کی مانگ بھی بہت زیادہ تھی، پھر اس ملازم نے ہمیں یہ بتایا کہ اسے تو اس سارے منظر سے بہت زیادہ تعجب ہو رہا ہے، اس نے یہ بتا کر ہمیں حیران کر دیا کہ وہ کچھ عرصہ قبل ہی مسلمان ہوا ہے اور اس نے عیسائیت ترک کر دی ہے اور اسلام قبول کرنے سے قبل ہی اسے علم تھا کہ "ویلنٹائن ڈے" ان کے دین کا حصہ ہے ایسی صورت میں اسے تعجب تھا کہ ویلنٹائن ڈے کے موقعے پہ پھولوں کے خریدار عیسائیوں کی بجائے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں!

ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس:

دوسری دوکانوں میں تو پھول ختم ہو چکے تھے جو بہت زیادہ مہنگے فروخت ہوئے جب ایک مسلمان معلمہ ایک ہال میں جمع ہونے والی طالبات کو درس دینے گئی تو اسے بہت زیادہ عجیب اتفاق پڑا، کیوں کہ حاضر ہونے والی طالبات کو سرخ ماحول میں پایا، اگر ایک لڑکی کے پاس سرخ پھول تھے اور دوسری نے سرخ رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی تو سرخ رومال پکڑ رکھا تھا کسی کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بیگ تھا تو کسی نے سرخ جرابیں پہن رکھی ہیں اور اس طرح ہر ایک نے ... ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس ......!!

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر مسلمانوں کے اعمال:

☆ ہر طالبہ اپنی قریبی سہیلی کا پتہ تو ہوتی ہے کہ وہ اپنی کلائی پر سرخ رنگ کا ربن باندھے گی۔

- سرخ رنگ کا کوئی بھی لباس زیب تن کیا جاتا ہے۔ (جوتے، بال، بلاؤز، پرس وغیرہ سب سرخ رنگ کا ہوتا ہے)
- سرخ رنگ کے غبارے جن پر (I Love You) ''میں تم سے پیار کرتا ہوں۔'' لکھا ہوتا ہے، وہ طالبات پڑھائی کے آخری دن میدان میں استانیوں کی نظروں سے دور ہو کر نکالتی ہیں۔
- ہاتھوں پر نام اور دلوں کے نشانات اور ناموں کے پہلے حروف نقش کروائے جاتے ہیں۔
- اس دن بہت زیادہ سرخ گلاب کے پھول بکھیرے جاتے ہیں۔

چودہ فروری کو طالبات کا ایک گروپ میٹنگ ہال میں داخل ہوا ان میں سے ہر ایک لڑکی نے سرخ لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور اپنے چہرے پر سرخ دل کے نشانات ابھار رکھے تھے اور اپنے چہرے پر خوب بناؤ سنگھار (Make up) بھی کر رکھا تھا، وہ سب ایک دوسرے کو بڑی گرم جوشی سے بوسے دیتے ہوئے باہم تحائف کا تبادلہ کرنے لگیں، یہ وہ مناظر ہیں جو ایک اسلامی ملک کی متعدد یونیورسٹیوں میں دیکھنے کو ملے حتیٰ کہ اسلامی یونی ورسٹی میں اور خاص کر ویلنٹائن ڈے کے موقع پر۔

ویلنٹائن ہو جاؤ:

اس دن تو مڈل سکولوں میں بھی حیران کن معاملہ ہوا وہ اس طرح کہ طالبات اعلیٰ قسم کے سرخ گلاب کے پھول لائیں انھوں نے اپنے چہروں پر سرخ رنگ کا بناؤ سنگھار کر رکھا تھا، سرخ رنگ ہی کی بالیاں پہنے ہوئے ایک دوسری سے تحفوں اور بڑی گرم جوشی سے محبت بھرے الفاظ کا تبادلہ کرتے ہوئے یہ تہوار منانے لگیں۔

عربی انسائیکلوپیڈیا (الموسوعة العربية) اس طرف اشارہ کرتا ہے:

''ویلنٹائن ڈے (یعنی یوم محبت) کے کچھ خاص طریقے ہیں جن میں کارڈوں

پر عشقیہ اور محبت اشعار چھاپنا اور اسے عزیز و اقارب اور اپنے محبوب میں تقسیم کرنا شامل ہے۔ بعض لوگ تو ان کارڈوں پر مضحکہ خیز تصاویر بنا تے ہیں اور اکثر کارڈوں میں یہ لکھا جاتا ہے۔ (ویلنٹائن ہو جاؤ)

عالم اسلام میں ویلنٹائن ڈے کا فروغ:

یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) اکثر اسلامی ممالک میں بھی منتقل ہو چکا ہے، بلکہ مرکز اسلام (جزیرہ عربیہ) میں بھی پہنچ چکا ہے اور ایسے معاشروں میں اس کی جڑیں پہنچ چکی ہیں جن کے بارے میں ہم خیال کرتے تھے کہ وہ اس گند اور خرابی سے دور ہیں، حتیٰ کہ اس دن سرخ گلاب کے پھول کی قیمت انتہائی حد تک بڑھ جاتی ہے اور ایک پھول کی قیمت دس ڈالر تک جا پہنچتی ہے، حالانکہ اس کی قیمت کبھی بھی 1.4 ڈالر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ تحائف اور کارڈوں کی دکانیں اس موقع پر مسابقت یعنی باہم مقابلہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کارڈوں کو اس مناسبت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کرتے ہیں، اور بعض خاندان تو اس دن اپنے گھروں کی کھڑکیوں میں سرخ گلاب لٹکاتے ہیں۔

بعض خلیجی ممالک میں تو متعدد تجارتی مراکز، کمپنیاں اور ہوٹل "یوم محبت" کے موقع پر خاص محفلیں سجاتے ہیں، اکثر دکانیں اور تجارتی مراکز تو سرخ لباس میں ڈوبے ہوتے ہیں۔

کویت میں یوم محبت کی سب سے عجیب چیز یہ تھی کہ ایک دکاندار نے فرانسیسی زندہ خرگوش منگوائے جو بالکل چھوٹے اور سرخ آنکھوں والے ہوتے ہیں اور ان کے گلے میں بِجا ڈال کر ایک چھوٹے سے ڈبے میں رکھا تاکہ یہ بطور تحفہ پیش کیے جا سکیں!!

اس صورت حال میں مسلم معاشرے کی جڑوں میں سرایت کرنے والے اس تہوار کے خلاف ہر قسم کے وسائل استعمال کرتے ہوئے لڑنا واجب ہے اور اس کی جواب دہی بحیثیت مسلمان ہم سب کے کندھوں پر ہے کسی ایک پر نہیں۔

تہنیتی جملے کہنا ٹھیک نہیں:

یوم محبت کی مبارک باد کا تبادلہ نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ نہ تو یہ مسلمانوں کا تہوار ہے اور نہ ہی عید، اور اگر کوئی مسلمان کسی کو اس کی مبارک باد دے بھی تو اسے جواباً مبارک باد بھی نہیں دینی چاہیے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کفار کے خصوصی شعار جو صرف ان کے ساتھ ہی خاص ہیں ان کی مبارک باد دینا متفقہ طور پر حرام ہے، مثلاً انھیں ان کے تہواروں یا روزے کی مبارک باد دیتے ہوئے یہ کہا جائے آپ کو عید مبارک، یا آپ کو اس تہوار کی مبارک، لہٰذا اگر اسے کہنے والا کفر سے بچ جائے تو پھر بھی یہ حرام کردہ اشیا میں سے تو ہے ہی، یہ اسی طرح ہے کہ صلیب کو سجدہ کرنے والے کسی شخص کو مبارک باد دی جائے۔''

بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو شراب نوشی اور بے گناہ شخص کو قتل اور زنا کرنے سے بھی زیادہ عظیم اور زیادہ ناراض کرنے والی ہے اور بہت سے ایسے لوگ جن کے ہاں دین کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ اس میں پڑ جاتے ہیں اور انھیں یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ انھوں نے کتنا بڑا قبیح کام کر لیا ہے، لہٰذا جس نے بھی کسی بندے کو معصیت اور نافرمانی یا بدعت اور کفر پر مبارک باد دی اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضی پر پیش کر دیا۔ ❶

ویلنٹائن ڈے اور کفار کے اسی طرح کے دوسرے تہواروں کی حدود اور عام مسلمانوں کے لیے وضاحت اور بیان کرنا واجب ہے اور یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان شخص کو اپنے عقیدے و دین کی حفاظت کے لیے ایسے معاملات کی تمیز کرنی چاہیے جو ان کے دین اور عقیدہ میں مخل ہوں، اس میں امت کی نصیحت، بہتری و بھلائی، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے واجب کی ادائیگی ہے۔

---

❶ دیکھیں: احکام اہل الذمۃ: ١/ ٤٤١-٤٤٢

آخری بات:

آخر میں ہم اپنے بھائیوں کو مندرجہ ذیل نصیحت کرتے ہیں

۞ مساجد کے خطیب حضرات کو تنبیہ پر ابھارا جائے اور انھیں چاہیے کہ وہ لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کریں اور امام مسجد کو بھی اس موضوع کی وضاحت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اس تہوار کے قریب آنے پر اسے سعودیہ مستقل فتوی کمیٹی کا فتوی اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے فتوی کی نقول بھی دی جائیں تا کہ لوگوں کو اس کی وضاحت ہو سکے اور ہر شخص کو اپنی مسجد کے امام تک اس خبر کو پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے اور یہ یقینی بات ہے کہ جب ہماری مساجد کے محترم ائمہ اور خطباء یہ فتوی اور مقالہ پڑھ کر سنائیں گے تو وہ لوگوں کو بتانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔

۞ ہر استاذ اور استانی کے ذمہ یہ امانت ہے کہ وہ اس تہواری صورت کو اپنے شاگردوں کے سامنے وضاحت سے بیان کرے، کیونکہ یہ لوگ کل اللہ تعالی کو جواب دہ ہوں گے اس لیے انھیں چاہیے کہ وہ مستقل فتوی کمیٹی کے فتوی کے ذریعے اس کی حرمت بیان کریں اور یہ سب کچھ اس تہوار کے آنے سے تقریبا ایک ہفتہ قبل ہونا ضروری ہے تا کہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

۞ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اداروں اور اہل حسبہ (یعنی برائی کا سد باب کرنے والے ادارہ کے لوگوں) کو ایسی دکانوں اور کمپنیوں کے متعلق بتایا جائے جو اس تہوار کے لیے تحفے تحائف فروخت کرتے ہیں یا ایسی تصویریں رکھتے ہیں جن میں تحفے کی شکل اور اسے پیک کرنے کا طریقہ وغیرہ بتایا گیا ہے۔

۞ اسی طرح ہر انسان کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں بھی پورا کرنا چاہیے لہذا جس کسی کی کوئی بہن یا بھائی پڑھاتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اسے اس معاملے کے بارے میں آگاہ کرے، کیونکہ بہت سارے لوگ اس تہوار کی

بہیمیت و ذلت سے بچتے رہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی ہر قسم برائی اور فتنہ و فساد سے حفاظت فرمائے، انہیں ان کے نفسوں کے شر، ان کے دشمنوں کی چالوں اور مکروں سے بچا کر رکھے۔ یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ اور ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمتیں برسائے اور ہم سب کے اعمال، اقوال اور احوال میں برکت عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

○⊙ ... ⊙○

گیارہواں باب:
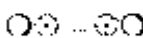
ویلنٹائن ڈے کے متعلق علمائے کرام کے فتاویٰ جات

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ

سوال: کچھ عرصہ سے یوم محبت کا تہوار منایا جانے لگا ہے۔ خاص کر طالبات میں اس کا اہتمام زیادہ ہوتا ہے جو عیسائیوں کے تہواروں میں سے ایک تہوار ہے۔ اس دن پورا لباس ہی سرخ پہنا جاتا ہے، جوتے تک سرخ ہوتے ہیں اور آپس میں سرخ گلاب کے پھولوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس طرح کے تہوار منانے کا حکم بیان کریں۔ اور اس طرح کے معاملات میں آپ مسلمانوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں؟

جواب: یوم محبت کا تہوار کئی ایک وجوہات کی بنا پر منانا جائز نہیں۔

① اس لیے کہ یہ تہوار بدعت ہے اور شریعت میں اس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں تھی۔

② یہ تہوار دلوں کو اس طرح کے گرے پڑے امور میں مشغول کرتا ہے جو سلف صالحین رحمہم اللہ کے طریقے کے مخالف ہے لہٰذا اس دن اس تہوار کی کوئی علامت اور شعار ظاہر کرنا حلال نہیں، چاہے وہ کھانے پینے میں ہو یا لباس اور تحفے تحائف کے تبادلے کی شکل میں یا کسی طرح کی اور شکل میں ہو۔ مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کو عزیز سمجھے اور ایسا شخص نہ بنے کہ ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیچھے ہی چلنا شروع کر دے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنی دوستی اور توفیق سے نوازے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن بن جبرین حفظہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان کچھ عرصے سے یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) کے نام سے ایک تہوار منانا چل نکلا ہے، جو ایک عیسائی بشپ کا نام ہے اور عیسائی اس کی تعظیم کرتے ہوئے ہر سال چودہ فروری کو اس کا تہوار مناتے ہیں، لہذا اس تہوار کے منانے یا اس دن تحفے تحائف کے تبادلے اور اس تہوار کو ظاہر کرنے کا حکم کیا ہے؟

شیخ حفظہ اللہ کا جواب تھا

① اس میں کفار کی مشابہت اور ان کی تعظیم کرنے والی اشیاء میں ان کی پیروی میں تعظیم کرنا اور ان کے تہواروں اور عیدوں میں ان سے مشابہت ہے جو کہ ان کے دین میں شامل ہے اور حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کوئی بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے۔"

② اس کی وجہ سے بہت سارے فساد اور ممنوعات مرتب ہوتے ہیں جن میں لہو ولعب، گانے و موسیقی، اشر و فساد، بے پردگی و بے حیائی، مرد و عورت کا آپس میں میل جول اور اختلاط کے علاوہ بہت سارے حرام کام بھی سامنے ہوتے ہیں، یا پھر ایسے کام جو بے حیائی اور فحاشی کا سبب اور اس کی ابتداء میں شامل ہونے والے کام بھی اسی سے جڑ پکڑتے ہیں، اسے دل لگی اور آسودگی و خوش حالی جیسی چھوٹی تعلیل سے اس کا جواز پیدا نہیں ہوتا جو اسے محفوظ سمجھتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں، لہذا نصیحت کرنے والے شخص کو چاہیے کہ وہ گناہ اور اس کے وسائل سے بھی دور رہے۔

اس بنا پر جب یہ معلوم ہو جائے کہ خریدار یہ تحفے تحائف اور گلاب کے پھول ان تہواروں اور عیدوں کے لیے خرید رہا ہے اور اسے تحفے میں دے گا یا ان کے ساتھ وہ اس دن کی تعظیم کرے گا تو یہ اشیاء فروخت کرنا بھی جائز نہیں، تاکہ فروخت کرنے والا بھی اس بدعتی اور حرام کام میں شریک نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللجنۃ الدائمۃ (مستقل فتویٰ کمیٹی) کا فتویٰ:

کمیٹی سے سوال کیا گیا۔

بعض لوگ ہر سال چودہ فروری یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) کا تہوار مناتے ہیں اور اس دن آپس میں ایک دوسرے کو سرخ گلاب کے پھول تحائف میں پیش کرتے ہیں۔ سرخ رنگ کا لباس پہنتے ہیں اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دیتے ہیں اور بعض مٹھائیوں والے سرخ رنگ کی مٹھائی بھی تیار کرتے ہیں اور اس پر دل کا نشان بناتے ہیں۔ بعض دوکاندار اپنے مال پر اس دن خصوصی اعلانات بھی چسپاں کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

مسلمان پر اس تہوار یا اس طرح کے کسی اور حرام تہوار میں شرکت کرنا حرام ہے وہ تعاون کسی بھی طریقہ سے ہو چاہے کھانے پینے یا خرید و فروخت یا کوئی چیز تیار کر کے یا تحفہ دے کر یا خط و کتابت کر کے یا اعلان کے ذریعہ یہ سب کچھ گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت و نافرمانی میں تعاون کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو یہ فرما رہا ہے:

"نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہا کرو لیکن گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ شدید سزا دینے والا ہے۔"

مسلمان کے لیے ہر حالت میں کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہے خاص کر فتنہ و فساد کے اوقات میں تو اسے اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ ذہانت و دانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گمراہی اور ناراضی کے کاموں سے بچ کر رہے نہ وہ فاسقوں اور گمراہ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ان لوگوں کے طریقے پر چلے جنہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خیال ہی نہیں اور نہ وہ اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے التجا کرے اور دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا رہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ہدایت نصیب کرنے والا نہیں اور نہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی اور دین اسلام پر ثابت قدم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ اور ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ❶

○○ ○○

---

❶ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء سعودی عرب

بارہواں باب:
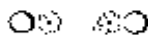
اسلام اور پاکستان کو بچائیے

اسلامی ثقافت مسخ کرنے کی کوشش:

اغیار کی جانب پاکستان کی تہذیب، ثقافت اور نظریے کو جس تیزی کے ساتھ مسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو ایک نظریے کے تحت وجود میں آیا۔ جب اس کا نظریہ ہی ختم کر دیا جائے گا تو اس کے وجود کو مٹانے میں کوئی مشکل نہیں آ سکے گی۔ غیر مسلم ہندو، عیسائی اور یہودی اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور بڑی تیزی سے اس پر عمل پیرا ہیں وہ پاکستان کو بغیر جنگ لڑے جیتنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے تیزی سے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ملک پاکستان میں غیر ملکی NGO کا تیزی سے آگے آنا اور ان کے ذریعے بہت سے ایسے کام جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں غیر اسلامی تحریکوں کی پشت پناہی کے ذریعے عوام کی خدمت کا جھانسہ دے کر بعض جگہوں پر حکومتی سرپرستی اور وہاں کی اشیر باد کے سائے میں کام کرنا، یہ سب ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کا فروغ انہی NGO کی کارستانی ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "بسنت" کا تہوار بھی ہے۔

ہندو ثقافت و تہذیب کو "بسنت" کے ذریعے اور عیسائی تمدن کو ویلنٹائن ڈے کے ذریعے جس طرح ملک پاکستان میں حکومت کی سرپرستی حاصل ہو گئی ہے اور جس طرح جشن بہاراں منایا جاتا ہے، ناچ گانے کی رنگین محفلیں سجائی جاتی ہیں، بے تحاشہ روپیہ بہایا جاتا ہے اس طرح تو جس ملک سے یہ ثقافت درآمد کی گئی ہے وہاں بھی عمل کرمیانی نہیں ہوتی۔

ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں تیزی کیوں؟

اب فحاشی وعریانی کا یہ سیلاب رواں اپنے ساتھ تیزی سے اسلامی روایات تہذیب اور مسلم شناخت کو بہائے لے جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں چند سالوں پہلے ویلنٹائن ڈے کا کوئی نام ونشان نہیں تھا، اگر کہیں منایا جاتا تھا تو وہ صرف کراچی، لاہور اور اسلام آباد کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں تھے لیکن پھر اچانک پورے ملک کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس بخار کا شکار ہو گئے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ ویلنٹائن ڈے باقاعدہ تہوار کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ دریافت کرنے کے لیے ہم نے کبھی سوچا؟ پاکستان میں مغربی موسیقی کیوں اچانک فروغ پا گئی؟ پاکستان کی فلموں، ڈراموں اور ٹیلی ویژن میں دیکھتے ہی دیکھتے پاپ میوزک اور عریانی کیوں در آئی؟ پاکستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا لباس کیوں مختصر اور فحش ہو گیا؟ پاکستان میں اچانک گندی اور غلیظ کتابیں کیوں سرعام بکنے لگیں؟ نوجوانوں میں نشے کی لت کیوں بڑھ گئی؟ ہم بسنت اور ویلنٹائن ڈے کیوں منانے لگے؟ اچانک پاکستان میں بیوٹی پارلرز میں اضافہ کیوں ہو گیا؟ پاکستان میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بلیو فلمیں کیوں ملنے لگیں؟ اچانک سالگرہیں کیوں منائی جانے لگیں؟ پھولوں اور کارڈوں کی دکانیں کیوں کھلنے لگیں؟ ہماری شادیوں کا رنگ ہندی اور یورپی کیوں ہونے لگا؟ یہ سب کچھ اچانک کیوں ہوا؟ میرا خیال ہے ہم اس پر ہرگز نہیں سوچتے۔ آپ لمحہ موجود سے ان سوالوں پر غور شروع کریں میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں؟ ہماری ثقافت، ہماری اسلامی رسومات اور تہواروں میں زہر گھولنے کا یہ کام کب شروع ہوا؟ آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی۔ یہ سلسلہ پچھلے آٹھ دس سالوں میں شروع ہوا اور ہر آنے والا دن اس ذرائع کو اپنے مشن کی تیز منزل کی طرف لے کر بڑھ رہا ہے۔ یقین ہے آپ جوں جوں ان سوالوں پر غور کریں گے آپ کی ناک بھی اس خطرے کی بو سونگھ لے گی۔ اس خطرے کی "بو" جو 61 اسلامی ممالک کے نوجوانوں کی

اخلاقیات کو موم کی طرح پگھلاتا جا رہا ہے۔ آپ سوچیں! ہمارے ہاں ویلنٹائن کیوں منایا جا رہا ہے؟ آج پورا ملک پتنگیں اڑانے کے لیے لاہور میں کیوں امڈ آتا ہے؟ ہمارے بچے ایک دوسرے کو کیک، کارڈ اور پھول کیوں دے رہے ہیں؟ شہر شہر میں گھر سے بھاگنے والی لڑکیوں کی حفاظت کے لیے NGOs کیوں کھل چکی ہیں؟ بداخلاقی کے واقعات میں اچانک کیوں اضافہ ہو چکا ہے؟ آبرو ریزی کے حادثات کیوں بڑھ رہے ہیں؟ آپ سوچیں ہمارے ملک میں وِشیں کب لگنا شروع ہوئیں؟ کیبل کب آئی؟ ہمارے ملک میں ٹی وی چینل، وی سی آر، ڈی وی ڈی اور سی ڈی پوری دنیا سے سستی کیوں ہیں؟ ہمارے ملک میں مخلوط تعلیم کے ادارے کیوں کھل رہے ہیں؟ ہمارے سکولوں اور کالجوں کے نصاب سے اللہ اور اس کے رسول کا نام کیوں ختم ہو رہا ہے؟ ٹی وی چینل کے نت نئے چینل کیوں کھل رہے ہیں؟ پورے ملک میں موسیقی کے پروگرام کیوں ہوتے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب اپنے آپ سے پوچھیں۔ یقیناً آپ کو محسوس ہوگا یورپ، امریکا اور ان کے بھائی بند جو کام تلوار اور بندوق سے نہیں کر سکے، وہ اب کارڈ، گلاب اور پتنگ سے لے رہے ہیں، وہ اب بسنت اور ویلنٹائن ڈے سے لے رہے ہیں۔

سونیا گاندھی کا طمانچہ:

جب کوئی قوم دشمن کے تہوار منانے لگے تو وہ قوم جنگ سے پہلے ہی شکست تسلیم کر چکی ہوتی ہے۔

بھارتی سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کی بیوہ سونیا اور بھارتی سیاسی پارٹی کانگریس کی لیڈر کا یہ بیان کہ ہم نے پاکستان میں اپنی ثقافت متعارف کروا کر ایک ایسی جنگ جیتی ہے جو ہتھیاروں سے جیتنا ناممکن تھی۔ جس نے پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے اس سچائی پر سونیا گاندھی نے مہر ثبت کر دی ہے۔

جمعہ کو بمبئی کے فائیو اسٹار ہوٹل میں "جدید جنگ اور ہم" کے موضوع پر خطاب کرتے

ہوئے گیا۔ سونیا گاندھی کا کہنا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جدید جنگوں کی شکل میں بھی تبدیلی آ گئی ہے۔ اب سرحدوں پر لڑائی نہیں لڑی جاتی بلکہ اب نظریاتی جنگوں کا دور ہے۔ پاکستان جس کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا برصغیر پاک و ہند کو چند مذہبی جنونیوں نے اپنے مقاصد کے لیے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا اور آج تاریخ اور حقائق گواہ ہیں کہ ہم نے اس اسلامی ملک میں اپنی ثقافت متعارف کروا کر دو قومی نظریے کو پاش پاش کر دیا ہے۔ آج پاکستان کا بچہ بچہ بھارتی ثقافت کا دل دادہ ہے اور تو اور اب پاکستان ٹیلی ویژن بھی ہمارے مذہبی رقص بڑے فخر سے دکھا کر ہمارا کام آسان کر رہا ہے۔ اب ہمیں پاکستان کو ہتھیار سے نشانہ نہیں بنانا پڑے گا۔ ●

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی
دوڑو کہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا

ویلنٹائن ڈے ہماری رسم یا تہوار نہیں لیکن جس طرح ہمارے اخبارات و رسائل اور میڈیا اس کو کوریج دے رہے ہیں، یہی حال رہا تو لگتا ہے کچھ عرصے میں یہ قومی تہوار کی صورت بھی اختیار کر لے گا اور حکومت سے درخواست کی جائے گی کہ اس دن ملک میں سرکاری تعطیلات کا اعلان کر دیا جائے تاکہ اس یوم محبت کو پرجوش طریقے سے منایا جائے۔ یہ وبا نوجوانوں میں سرایت کر رہی ہے۔ محبت کا پرچار کرنے والا مغرب خود محبت جیسے لطیف احساس سے کوسوں دور ہے۔ محبوب اور بیویاں کپڑوں کی طرح بدلی جاتی ہیں۔ والدین اپنی اولاد کو اپنی آزاد زندگی میں ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں اور اولاد ان سے بڑھ کر زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لیے تیار ہے۔ لیکن یہی اولاد والدین کی ایک ڈانٹ پر ان کو پولیس کے حوالے کر دیتی ہے۔ عمر رسیدہ والدین کے لیے اولڈ ہاؤس بنا دیے گئے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب سے ناکارہ چیزیں ہیں۔ وہاں کی ماں اپنے بچے کی تربیت کرنا

● (روزنامہ جنگ کراچی 9 مارچ 1998ء)

فضول اور احمقانہ تصور کرتی ہے لیکن ہم کیسے کم عقل ہیں کہ ان کی کھوکھلی تہذیب کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس یوم محبت کو ایسے مناتے ہیں کہ جیسے ہم محبت کے لطیف احساس سے ناآشنا ہیں۔ ہم مغرب کے ایک راہب ویلنٹائن کی بے معنی غیر اخلاقی محبت کو مان کر اپنی ان تمام اسلامی اقدار اور مشرقی روایات کو پس پشت ڈال کر یوم محبت کو منانے چلے ہیں۔ اور یہ ایک واضح اور کھلی حقیقت ہے کہ ایسی غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے خود اپنی تہذیب سے تنگ ہیں لیکن یہ ان کی ازلی گندی ذہنیت کا کمال ہے کہ جب اپنے ہاں خرابی حد سے بڑھ جائے تو اسے دوسروں میں منتقل کردو۔

مغربی تاریخ میں ریاست اور کلیسائی جنگ ایک معروف حقیقت ہے جس نے بالآخر ریاست کی فتح اور مذہب کی موت کے نام سے موجودہ معاشرے اور نظام کو جنم دیا۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج جب مغربی معاشرہ اور نظام اپنے انہدام کی آخری سیڑھی پر ہے اور مغرب خود مایوسی کا شکار ہے۔ ہم دنیا کو اور انسان کے کردار کو۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے ان مغربی نظریات کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کے بارے میں خود مغرب شش و پنج کا شکار ہے۔ ایک امریکی مصنف جے ڈبلیو کرچ نے اپنی کتاب (Tempr Modem) میں مغرب کی مایوسی کا اظہار یوں کیا تھا کہ " ہم اپنے مقصد حیات سے محروم ہو چکے اور اب اس فطری کائنات میں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں رہی لیکن کم از کم اب بطور انسان ہی مرنا چاہیے بطور حیوان نہیں۔"

جہاں سورج ڈوبے وہاں کیا دکھائی دے:

مسلمان معاشروں میں بے چینی اور ناکامی کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ مغربی استعمار کے چنگل میں پھنس کر اپنی ذہنی اور فکری توانائیاں زائل کر بیٹھے اور دوسری طرف انہوں نے اپنے امراض کے علاج کے لیے اپنے مصادر و مراجع سے رجوع کرنے کے بجائے مغرب سے متاثر ہو کر اسی کی خوشہ چینی شروع کر دی۔ لیکن وہ اپنی صدیوں کی

ذہنی و فکری تربیت کے باعث مغرب کی طرح مذہب سے مکمل طور پر اپنا پیچھا چھڑا چکے اور نتیجتاً دین و دنیا کے بیچ ذہنی الجھاؤں کا شکار ہو کر رہ گئے۔ بھلا جو شخص ہمیشہ دوراہے پہ کھڑا رہے وہ اپنی منزل کیسے پائے گا؟ ایک غیر مسلم مصنف (فلپ ہکسٹی) مسلمانوں کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے لکھتا ہے ''ہماری عداوت صرف آج کے اسلام کے خلاف نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہماری عداوت اسلام کے خلاف ہے۔ اس قوم کو غلط عقیدوں اور بے بنیاد عقیدوں سے مارو۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ قوم ایک نہ ایک دن صلیب کی غلام بن جائے گی اور اس کا تمدن اور اس کا مذہب صلیب کے رنگ میں رنگا ہوگا۔ اس وقت ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا لیکن ہماری روحیں دیکھیں گی کہ میں نے جو پیشین گوئی کی ہے وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی ہے۔''

آج ہم کہاں کھڑے ہیں یہ ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ اپنی رسمیں اپنی ثقافت ہم سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ جس ملک کے حکمران مغرب کے فرسودہ نظام کے غلام ہوں اس ملک میں معاملات اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

آیئے! عہد کریں کہ ہم اپنی محبت کو پاکیزہ رشتوں تک ہی محدود رکھیں گے۔ کیوں کہ پاکیزگی ہی ہمارا ایمان ہماری شان اور ہماری آن ہے اور مغرب کے دل دادہ سن لیں ایک نوجوان مسلمان کی پکار کو۔

مغرب میں جا کر ڈھونڈ رہے ہیں سحر
جہاں سورج ڈوبے وہاں کیا دکھائی دے گا

○۞ ۞○

"صبح روشن" کی دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	قیمت
1۔	ایمان بچائیے	ڈاکٹر عبدالرحمن العریفی	80/-
2۔	انبیائے کرام کا بچپن	عبدالوارث ساجد	120/-
3۔	ہلاکت خیز غلطیاں	الشیخ جمیل محمد زینو حفظہ اللہ	90/-
4۔	تتلی کی تعاقب میں (ناول)	سدرہ سحر عمران	300/-
5۔	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	عبدالمالک القاسم	80/-
6۔	آزادی کی قیمت	عبدالوارث ساجد	100/-
7۔	کشمیر کہانیاں	عبدالوارث ساجد	100/-
8۔	موج بے کنار (افسانے)	سدرہ سحر عمران	140/-
9۔	سمندر میں لاش	عبدالوارث ساجد	32/-
10۔	انوکھا قاتل (بچوں کے لئے اصلاحی و مذہبی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	32/-
11۔	غدار کا انجام	عبدالوارث ساجد	32/-
12۔	سمرقند کے کنگن	عبدالوارث ساجد	32/-
13۔	مردے کی گواہی	عبدالوارث ساجد	32/-
14۔	ریشمی ذرے	عبدالوارث ساجد	170/-
15۔	اپریل فول	(زیر طبع)	
16۔	جاسوسی کہانیاں	(زیر طبع)	
17۔	اسلام میں تصور مزاح اور مسکراہٹیں	عبدالوارث ساجد	150/-